

# Globethics Repository

The logo for Globethics, featuring the word "Globethics" in white, sans-serif font centered within a solid blue rectangular background.

## Sirat al-rasul (PART 1)

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see <https://www.globethics.net>. Data and content policy of Globethics Repository see <https://repository.globethics.net/pages/policy>.

Authors	Al-Qodiri, Muhammad Thohir
Publisher	Manshurat Minhaj al-Quran
Rights	With permission of the license/copyright holder
Download date	2026-05-16 05:09:24
Link to Item	<a href="http://hdl.handle.net/20.500.12424/188480">http://hdl.handle.net/20.500.12424/188480</a>

## جملہ حقوق بحق تحریک منہاج القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دہم)
تصنیف	:	ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	محمد علی قادری، محمد تاج الدین کالامی، محمد فاروق رانا (منہاجینز)
نظر ثانی	:	ریاض حسین چودھری، ضیاء تیر
معاون تخریج	:	شبیر احمد جامی (منہاجین)
کمپوزنگ	:	محمد یامین (منہاجین)، عبدالخالق بلتستانی، بصیر احمد
ٹائٹل	:	ابو اولیس محمد اکرم قادری (منہاجین)
زیر اہتمام	:	فریڈیلٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ، لاہور <a href="http://www.Research.com.pk">www.Research.com.pk</a>
مطبع	:	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
اشاعت اول	:	نومبر 2002ء (1,100)
اشاعت دوم	:	جنوری 2004ء (1,100)
اشاعت سوم	:	اکتوبر 2004ء (1,100)
قیمت	:	320/- روپے



نوٹ: ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات ویڈیو کے ریکارڈ شدہ آڈیو / ویڈیو کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لئے تحریک منہاج القرآن کے لئے وقف ہے۔  
(ڈائریکٹر منہاج القرآن پبلیکیشنز)

جلد دہم  
﴿شائل و خصائص﴾

ڈاکٹر محمد طاہر القادری

تحقیق و تدوین

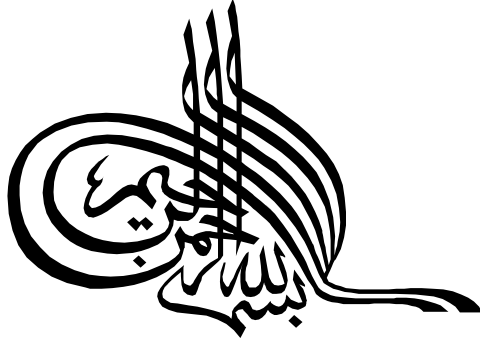
محمد علی قادری، محمد تاج الدین کالامی، محمد فاروق رانا (منہاجینز)

منہاج القرآن پبلیکیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 5168514، 3-5169111

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، فون 7237695

<http://www.minhaj.org>, e-mail: [tehreek@minhaj.org](mailto:tehreek@minhaj.org)



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
فَهُوَ الَّذِي تَمَّ مَعْنَاهُ وَ صُوْرَتُهُ  
تَمَّ اَصْطَفَاهُ حَبِيْبًا بَارِيُّ النَّسَمِ

﴿ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَ عَلَى آلِهِ وَ اصْحَابِهِ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ ﴾

# فہرست

صفحہ	عنوانات
۳۱	حصہ اوّل: شمائلِ مصطفیٰ ﷺ
۳۳	ابتدائیہ
۳۶	انسانِ حُسنِ صورت و سیرت کا حسین امتزاج ہے
۳۹	<u>باب اوّل: پیکرِ حُسن و جمال</u>
۴۲	۱۔ افضلیت و اکملیت کا معیار آخر
۴۶	۲۔ حُسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا ظہورِ کامل
۵۰	۳۔ کسی آنکھ میں مشاہدہ حُسنِ مصطفیٰ ﷺ کی تاب نہ تھی
۵۶	۴۔ حُسنِ سراپا کے بارے میں حضرت اویس قرنیؓ کا قول
۵۸	۵۔ حُسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کا رازدان
۶۰	۶۔ حُسنِ مصطفیٰ ﷺ اور تقاضائے ایمان
۶۳	۷۔ پیکرِ مقدس کی رنگت
۶۹	۸۔ حضور ﷺ: پیکرِ نظافت و لطافت
۷۱	۹۔ بے سایہ پیکرِ نور
۷۲	۱۰۔ پیکرِ دلنواز کی خوشبوئے عنبریں
۷۳	(۱) وادی بنو سعد میں خوشبوؤں کے قافلے
۷۴	(۲) خوشبو حضور ﷺ کے پیکرِ اطہر کا حصہ تھی
۷۶	(۳) بعد از وصال بھی خوشبوئے جسمِ رسول ﷺ عنبرِ فشاں تھی

صفحہ	عنوانات
۷۷	(۴) جسم اقدس کے پسینے کی خوشبوئے دلنواز
۷۹	(۵) عطر کا بدلِ نفیس ..... پسینہ مبارک
۸۱	(۶) خوشبو والوں کا گھر
۸۲	(۷) اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے
۸۳	(۸) آرزوئے جاں نثارانِ مصطفیٰ ﷺ
۸۵	<u>باب دُوم: حسن سراپا کا ذکرِ جمیل</u>
۸۸	۱۔ حلیہ مبارک کا حسین تذکرہ
۹۹	۲۔ چہرہ اقدس ..... ماہِ تاباں
۱۰۱	✽ اصحابِ رسول، اوراقِ قرآن اور چہرہ انور
۱۰۲	✽ روئے منور کی ضوءِ فشانیاں
۱۰۹	✽ چہرہ مصطفیٰ ﷺ کی چاند سے تشبیہ
۱۱۲	✽ چہرہ مبارک: صداقت کا آئینہ
۱۱۵	✽ سالارِ قافلہ کی بیوی کی شہادت
۱۱۶	۳۔ سر انور
۱۱۸	۴۔ موئے مبارک
۱۲۳	۵۔ جبینِ پُر نور
۱۲۷	۶۔ ابرو و مبارک
۱۲۹	۷۔ چشمانِ مقدسہ
۱۳۳	۸۔ بصارتِ مصطفیٰ ﷺ کا غیر معمولی کمال
۱۳۸	۹۔ ناک مبارک

صفحہ	عنوانات
۱۳۹	۱۰۔ رُخسارِ روشن
۱۴۱	۱۱۔ لبِ اقدس
۱۴۲	۱۲۔ دہنِ مبارک
۱۴۴	۱۳۔ دندانِ اقدس
۱۴۶	۱۴۔ زبانِ مبارک
۱۴۷	۱۵۔ آوازِ مبارک
۱۵۱	۱۶۔ ریشِ اقدس
۱۵۵	۱۷۔ گوشِ اقدس
۱۵۸	۱۸۔ گردنِ اقدس
۱۶۰	۱۹۔ دوشِ مبارک
۱۶۲	۲۰۔ بازوئے مقدّس
۱۶۳	۲۱۔ دستِ اقدس
۱۶۵	❁ خوشبوئے دستِ اقدس
۱۶۶	❁ دستِ مبارک کی ٹھنڈک
۱۶۷	۲۲۔ دستِ اقدس کی برکتیں
۱۶۸	(۱) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت حنظلہ ؓ دوسروں کو فیض یاب کرتے رہے
۱۶۹	(۲) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت ابو زید انصاری ؓ کے بال عمر بھر سیاہ رہے
۱۷۰	(۳) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے خشک تھنوں میں دودھ اتر آیا

صفحہ	عنوانات
۱۷۲	(۴) دستِ مصطفیٰ ﷺ کے لمس سے لکڑی تلوار بن گئی
۱۷۳	(۵) دستِ اقدس کے لمس سے کھجور کی شاخ روشن ہو گئی
۱۷۴	(۶) توشہ دان میں کھجوروں کا ذخیرہ
۱۷۶	(۷) دستِ شفا سے ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی
۱۷۶	(۸) دستِ اقدس کی فیض رسانی
۱۷۷	(۹) حضرت ابو ہریرہ ؓ کی قوتِ حافظہ
۱۷۸	۲۳۔ انگشتانِ مبارک
۱۸۰	۲۴۔ ہتھیلیاں مبارک
۱۸۱	۲۵۔ بغل مبارک
۱۸۳	۲۶۔ سینہ اقدس
۱۸۴	۲۷۔ قلبِ اطہر
۱۸۷	۲۸۔ بطنِ اقدس
۱۸۹	﴿﴾ ایک ایمان افروز واقعہ
۱۹۱	﴿﴾ شکمِ اطہر پر ایک کی بجائے دو پتھر
۱۹۳	۲۹۔ ناف مبارک
۱۹۴	۳۰۔ پشتِ اقدس
۱۹۵	۳۱۔ مہرِ نبوت
۱۹۸	﴿﴾ مہرِ نبوت؛ آخری نبی کی علامت
۱۹۸	۳۲۔ مبارک رانیں
۲۰۰	۳۳۔ زانوائے مبارک

صفحہ	عنوانات
۲۰۱	۳۴۔ پنڈلیاں مبارک
۲۰۲	۳۵۔ قدیم شریفین
۲۰۴	۳۶۔ انگلستانِ پامبارک
۲۰۵	۳۷۔ مبارک تلوے
۲۰۶	۳۸۔ مبارک ایڑیاں
۲۰۶	۳۹۔ قدیم شریفین کی برکات
۲۰۹	۴۰۔ قد زیباے محمد ﷺ
۲۱۵	باب سوّم: اسیرانِ حسنِ مصطفیٰ ﷺ
۲۲۳	۱۔ صحابہ ﷺ کی نماز اور زیارتِ مصطفیٰ ﷺ کا حسین منظر
۲۲۸	۲۔ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ سے بھوک کا مداوا
۲۳۱	✽ ایک صحابی کا حضور ﷺ کو تکلی باندھ کر دیکھنا
۲۳۲	۳۔ سیدنا صدیق اکبر ﷺ کا شوق دیدار
۲۳۵	۴۔ سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی والہانہ محبت و وارفتگی
۲۳۸	۵۔ ہجرِ رسول ﷺ اور فاروقِ اعظم ﷺ کی گریہ و زاری
۲۴۱	✽ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کا دیدارِ محبوب ﷺ کا منفرد اعزاز
۲۴۲	۶۔ حضرت عثمان ذوالنورین ﷺ ..... اسیرِ حسنِ مصطفیٰ ﷺ
۲۴۴	۷۔ حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کا حضور ﷺ سے تعلقِ عشقی
۲۴۵	✽ سورج کا پلٹنا اور نمازِ عصر کی ادائیگی
۲۴۸	۸۔ وارفتگیِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور اذانِ بلال ﷺ

صفحہ	عنوانات
۲۵۰	۹۔ اسیرِ حسن مصطفیٰ ﷺ سیدنا حمزہ ﷺ
۲۵۲	۱۰۔ سیدنا ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ کرام ﷺ کی کیفیت اضطراب
۲۵۴	۱۱۔ حضرت کعب بن مالک ﷺ اور اُن کے ساتھیوں کا ایک ایمان افروز واقعہ
۲۶۱	۱۲۔ حضرت ابوخیثمہ ﷺ کا فقید المثال جذبہ حب رسول ﷺ
۲۶۳	۱۳۔ حضرت خباب بن الارت ﷺ کشتہ عشق رسول ﷺ
۲۶۷	۱۴۔ حضرت انس ﷺ کا جذبہ عشق رسول ﷺ
۲۶۹	۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی محبت رسول ﷺ
۲۷۰	۱۶۔ حضرت زید بن حارثہ ﷺ کی غلامی رسول ﷺ
۲۷۳	۱۷۔ حضرت سلمان فارسی ﷺ کی آتش شوق
۲۷۵	۱۸۔ حضرت زید بن دثمہ ﷺ اور اُن کے رفقاء کا کمال عشق مصطفیٰ ﷺ
۲۷۸	۱۹۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ﷺ کا جذبہ جاں نثاری
۲۷۸	۲۰۔ حضرت سواد بن غزیہ ﷺ کا خوبصورت ”قصاص“
۲۷۹	۲۱۔ حضرت سعد بن ربیع ﷺ کے الوداعیہ کلمات
۲۸۱	۲۲۔ حضرت ابو ایوب انصاری ﷺ کا جذبہ ایثار و محبت
۲۸۲	۲۳۔ حضرت امیر معاویہ ﷺ اور تمبرکات رسول ﷺ
۲۸۲	۲۴۔ حضرت عمیر بن ابی وقاص ﷺ کی تمنائے شہادت
۲۸۳	۲۵۔ حضرت ابو جندل ﷺ کا پاسِ عہد
۲۸۴	۲۶۔ رئیس المنافقین کے بیٹے عبداللہ ﷺ کا لافانی کردار
۲۸۷	۲۷۔ حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہا سے رُوحِ ایمانی کو جدا نہ کیا جاسکا

صفحہ	عنوانات
۲۸۹	۲۸۔ حضرت عداس <small>ؓ</small> مضروب طائف <small>ؓ</small> کے قدموں میں
۲۹۰	۲۹۔ حضور <small>ؐ</small> کی مبارک چادر سے کفن بنانے کی آرزو
۲۹۱	۳۰۔ حضرت ہند بنت حزام رضی اللہ عنہا کی داستانِ استقامت
۲۹۳	۳۱۔ غسیل الملائکہ حضرت حظلہ <small>ؓ</small> کا مقامِ عشق و مستی
۲۹۴	۳۲۔ فراقِ رسول <small>ؐ</small> میں حضرت عبداللہ بن زید <small>ؓ</small> کی بینائی جاتی رہی
۲۹۵	۳۳۔ سفیرِ قریش اور معیارِ ایمان
۲۹۷	۳۴۔ حضرت ثمامہ بن اُثال <small>ؓ</small> کے محبت آمیز جذبات
۲۹۸	۳۵۔ فراقِ رسول <small>ؐ</small> فاروقِ اعظم <small>ؓ</small> کا نالہ شوق
۳۰۰	۳۶۔ جبرئیل امین <small>ؑ</small> کا شوقِ زیارت
۳۰۱	۳۷۔ آئینہِ محبوب <small>ؐ</small> میں محبوب <small>ؐ</small> کی صورت نظر آتی
۳۰۱	۳۸۔ بعد از حضور <small>ؐ</small> آرزو جینے کی کیا کروں
۳۰۲	۳۹۔ سالارِ کاروانِ عشق حضرت اولیسِ قرنی <small>ؓ</small> کا جذبِ دُروں
۳۰۳	۴۰۔ ایک یہودی عالم اور حسرتِ دیدارِ مصطفیٰ <small>ؐ</small>
۳۰۶	❁ وصالِ محبوب <small>ؐ</small> پر سواری کا غم
۳۰۶	❁ اُسٹن حنانہ ایک ایمان افروز واقعہ
۳۱۰	❁ مثنوی مولانا روم: ہجر نبی کا پیکرِ شعری
۳۱۳	<u>باب چہارم: محبوبِ خدا <small>ؐ</small> کی محبوب ادائیں</u>
۳۱۶	۱۔ مزاجِ اقدس
۳۱۸	۲۔ حسنِ تکلم اور شریں گفتاری

صفحہ	عنوانات
۳۲۴	۳۔ تبسم اور خوش مزاجی
۳۲۸	۴۔ گریہ و زاری
۳۳۰	۵۔ عبادت و نشیبتِ الہی
۳۳۲	۶۔ آقائے دو جہاں ﷺ کی قرأت
۳۳۴	۷۔ رفتار مبارک
۳۳۶	۸۔ اندازِ نشست و برخاست
۳۳۷	۹۔ حضور ﷺ کا چھینک لینا
۳۴۰	۱۰۔ حضور ﷺ کا استراحت فرمانا
۳۴۴	✽ بستر مبارک
۳۴۹	۱۱۔ دورانِ سفر معمولاتِ نبوی ﷺ
۳۵۳	۱۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی سواریاں
۳۵۹	۱۳۔ خیمہ اقدس
۳۶۰	۱۴۔ طعامِ نبوی ﷺ
۳۶۱	✽ بسم اللہ کی برکت
۳۶۴	✽ پسندیدہ روٹی
۳۶۶	✽ پسندیدہ سبزیاں
۳۶۷	✽ پسندیدہ گوشت
۳۶۹	✽ ثرید سے محبت
۳۶۹	✽ پسندیدہ پھل
۳۷۱	✽ پسندیدہ شیرینی

صفحہ	عنوانات
۳۷۲	۱۵۔ مشروباتِ نبوی ﷺ
۳۷۳	✽ پسندیدہ مشروبات
۳۷۴	۱۶۔ ظروف مبارک
۳۷۷	۱۷۔ حضور ﷺ کے مبارک ملبوسات
۳۷۸	✽ قمیص مبارک
۳۸۰	✽ جبہ مبارک
۳۸۳	✽ کملی مبارک
۳۸۷	✽ ازار مبارک
۳۸۹	✽ عمامہ شریف
۳۹۵	✽ ٹوپی شریف
۳۹۶	عمامے کے بغیر صرف ٹوپی پہننا بھی سنت ہے
۳۹۷	✽ نعلینِ مقدسہ
۴۰۰	✽ موزے
۴۰۰	۱۸۔ حضور ﷺ کا بال بنوانا
۴۰۵	۱۹۔ حضور ﷺ کا خضاب لگانا
۴۰۸	۲۰۔ کنگھی فرمانے کا معمول
۴۱۰	۲۱۔ خوشبو استعمال کرنے کا معمول
۴۱۳	۲۲۔ آئینہ دیکھنے کا معمول
۴۱۴	۲۳۔ انگوٹھی پہننے کا معمول
۴۲۱	۲۴۔ چشمانِ مقدسہ میں سرمہ ڈالنے کا معمول

صفحہ	عنوانات
۴۲۴	۲۵۔ مسواک فرمانے کا معمول
۴۲۶	۲۶۔ عصا مبارک
۴۲۷	۲۷۔ حضور ﷺ کا دوا استعمال فرمانا
۴۳۰	۱۔ شہد
۴۳۲	۲۔ زیتون
۴۳۲	۳۔ زیتون
۴۳۴	۴۔ مہندی
۴۳۵	۵۔ سنکلی
۴۳۷	حصہ دوم: خصائصِ مصطفیٰ ﷺ
۴۴۱	باب اوّل: دنیوی خصائص
۴۴۳	۱۔ تخلیق میں اُولیت
۴۵۶	۲۔ نبوت میں اُولیت
۴۶۲	۳۔ عالمِ ارواح میں تصدیقِ رسالت کا اعزاز
۴۶۵	۴۔ عمومیتِ رسالت
۴۶۸	۵۔ نسبی شرف و فضیلت
۴۷۷	۶۔ کثیر الاسماء ہونا
۴۸۰	✽ حضور ﷺ کے متعدد اَسْمَاءُ 'حمد' سے مشتق ہیں
۴۸۱	✽ حضور ﷺ کا نام اور کنیت جمع کرنے کی ممانعت
۴۸۵	۷۔ سابقہ کتبِ سماویہ میں ذکرِ خیر الوریٰ ﷺ

صفحہ	عنوانات
۵۱۲	۸۔ ختم نبوت
۵۱۳	۱۔ حضور ﷺ کا کسی مرد کا باپ نہ ہونا
۵۱۵	۲۔ میثاق انبیاء اور اعلانِ ختم نبوت
۵۱۶	۳۔ تکمیلِ دین اور اتمامِ نعمت کی نوید
۵۱۷	۴۔ حضور ﷺ کا خاتمِ الوحی ہونا
۵۱۹	۵۔ قرآن کریم کی شانِ مصدقیت
۵۲۰	۶۔ قرآن حکیم کی اُلویٰ حفاظت
۵۲۱	۷۔ نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی نشاندہی
۵۲۱	۸۔ حضور ﷺ قصرِ نبوت کی تکمیلی اینٹ ہیں
۵۲۲	۹۔ حضور ﷺ عاقب ہیں
۵۲۲	۱۰۔ ختم نبوت اور حضرت فاروقِ اعظم ﷺ
۵۲۵	۱۱۔ ختم نبوت اور حضرت علی المرتضیٰ ﷺ
۵۲۶	۱۲۔ حضور ﷺ کے بعد نبوت نہیں خلافت ہے
۵۲۷	۱۳۔ اُمتِ مسلمہ آخری اُمت ہے
۵۲۸	۹۔ اعجازِ قرآن
۵۳۰	﴿ اعجازِ قرآن کے دلائل ﴾
۵۳۰	۱۔ عدمِ مثلیت
۵۳۲	۲۔ حفاظت کا اُلویٰ اہتمام
۵۳۲	۳۔ عدمِ اختلاف و تناقض
۵۳۶	۴۔ ندرتِ اُسلوب و نظمِ کلام

صفحہ	عنوانات
۵۳۹	۵۔ فصاحت و بلاغت
۵۴۱	۶۔ صوتی حسن و ترنم
۵۴۳	۷۔ احوالِ غیب کا بیان
۵۴۴	الف) اُمم سابقہ کے احوال و واقعات
۵۴۵	ب) مستقبل کی پیشین گوئیاں
۵۴۵	۱) غلبہِ روم کی پیشین گوئی
۵۴۶	۲) فتحِ مکہ کی پیشین گوئی
۵۴۷	۳) فتحِ خیبر کی پیشین گوئی
۵۴۸	۴) غلبہٴ اسلام کی پیشین گوئی
۵۴۹	۸۔ نتیجہٴ خیزی کی ضمانت
۵۵۲	۹۔ اُمیتِ صاحبِ قرآن
۵۵۴	۱۰۔ غیر معمولی رعب و دبدبہ
۵۵۸	✽ اچانک دیکھنے والوں کا مرعوب ہونا
۵۵۹	✽ میدانِ جنگ میں دشمن پر رعب طاری ہونا
۵۶۱	✽ ایک کافر کا مرعوب ہونا
۵۶۲	✽ سردارانِ قریش کا مرعوب ہونا
۵۶۳	✽ قیصرِ روم کا مرعوب ہونا
۵۶۴	✽ والیٰ یمن کے سفیر کے تاثرات
۵۶۵	۱۱۔ جوامعُ الکلم (کلام کی جامعیت و اختصار کا حُسن)
۵۶۶	✽ جوامعُ الکلم کی چیدہ چیدہ مثالیں

صفحہ	عنوانات
۵۷۷	۱۲۔ مالِ غنیمت کا حلال ہونا
۵۸۱	۱۳۔ تمام روئے زمین کا مسجد ہونا
۵۸۳	۱۴۔ حفاظت کا اُلویٰ اہتمام
۵۸۴	✽ حضور ﷺ کا خود حفاظتی تدابیر اختیار فرمانا
۵۸۷	✽ ذاتی حفاظت کا فریضہ انجام دینے والے صحابہ کرام ﷺ
۵۹۰	✽ حفاظتِ مصطفیٰ ﷺ کا اعلانِ خداوندی
۵۹۲	✽ ذاتی حفاظت کی تدابیر خلافِ توکل نہیں
۵۹۲	✽ حفاظت کا قرآنی تصور
۵۹۳	✽ احادیثِ نبویہ میں حفاظت کا تصور
۵۹۷	۱۵۔ حضور ﷺ کے معترضین کو خود اللہ تعالیٰ کا جواب دینا
۶۱۵	۱۶۔ بے مثال فہم و فراست
۶۱۶	✽ فہم و فراستِ مصطفیٰ ﷺ کی چند تاریخی مثالیں
۶۱۶	۱۔ حجرِ اسود کی تنصیب
۶۱۷	۲۔ مواخاتِ مدینہ
۶۱۹	۳۔ بیثاقِ مدینہ
۶۱۹	✽ بیثاقِ مدینہ کے اثرات
۶۲۲	۴۔ دشمن کی تعداد معلوم کرنے کا حیرت انگیز طریقہ
۶۲۲	۵۔ غزوہٴ اُحد میں حضور ﷺ کی دفاعی حکمتِ عملی
۶۲۳	۶۔ خندق کی تجویز قبول کرنا
۶۲۳	۷۔ صلح حدیبیہ

صفحہ	عنوانات
۶۲۵	۸۔ فتح مکہ
۶۲۶	۹۔ ایک شبہ کا ازالہ
۶۲۷	۱۰۔ خازن و قاسم ہونا
۶۳۲	❁ کوثر کا حقیقی مفہوم
۶۳۸	۱۸۔ تشریحی اختیارات
۶۴۶	۱۔ تشریح جنائی
۶۴۸	۲۔ تشریح سبب
۶۴۹	۳۔ تشریح کفارہ
۶۵۱	۴۔ تشریح امر
۶۵۳	۵۔ تشریح نہی
۶۵۴	۶۔ تشریح شہادت
۶۵۴	۷۔ تشریح استثناء
۶۵۴	۱۔ ریشمی کپڑا پہننے کا استثنائی حکم
۶۵۵	۲۔ سونا پہننے کا استثنائی حکم
۶۵۸	۱۹۔ تکوینی اختیارات
۶۵۸	۱۔ ایک لڑکی کا قبر میں زندہ ہونا
۶۵۹	۲۔ مردہ کا کلام کرنا
۶۶۱	۳۔ ذبح شدہ بکری کا زندہ ہونا
۶۶۲	۴۔ لکڑی کی شاخ کا تلوار بننا
۶۶۳	۵۔ اُحد پہاڑ کا وجد میں آنا

صفحہ	عنوانات
۶۶۳	۶۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما پر آگ کا ٹھنڈا ہونا
۶۶۴	۷۔ کھجور کے خشک تنے کا گریہ و زاری کرنا
۶۶۶	۸۔ ایک گستاخِ رسول کا چہرہ بگڑنا
۶۶۷	۲۰۔ ہوائے نفس سے حفاظت
۶۷۲	۲۱۔ شیطان سے حفاظت
۶۸۰	۲۲۔ ہمہ وقت مستجاب الدعوات ہونا
۶۸۲	۱۔ عطائے علم و حکمت کی دعا
۶۸۳	۲۔ مال و اولاد میں کثرت و برکت کی دُعا
۶۸۶	۳۔ قحط سالی میں بارش کی دُعا
۶۸۸	۴۔ موسمی شدائد سے بچنے کی دُعا
۶۸۹	۵۔ مغفرت و رحمت اور غنائے قلب کی دُعا
۶۹۰	۶۔ درازی عمر اور چہرے کی خوبصورتی کے لئے دُعا
۶۹۱	۷۔ تحفظِ عفت و عصمت کی دُعا
۶۹۲	۸۔ صحت و شفایابی کی دُعا
۶۹۳	۹۔ ہدایت یابی کے لئے دعا
۶۹۴	۱۰۔ حضرت عمر <small>رضی اللہ عنہ</small> کے قبولِ اسلام کے لئے دعا
۶۹۶	۱۱۔ بچے کی ہدایت یابی کی دعا
۶۹۶	۱۲۔ سردارانِ مکہ کے حق میں بددعا اور اُس کا اثر
۶۹۷	۲۳۔ حضور نبی اکرم <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی جسمانی قوت
۶۹۸	۱۔ خندق کا پتھر توڑنا

صفحہ	عنوانات
۶۹۸	۲۔ رکانہ پہلوان کو پچھاڑنا
۷۰۱	۳۔ ابوالاسودؓ کی پہلوان کو پچھاڑنا
۷۰۲	۲۴۔ طہارتِ فضلات
۷۰۲	۱۔ زمین کا فضلات نکل جانا اور وہاں سے خوشبو کا آنا
۷۰۵	۲۔ صحابہ کرامؓ کا فضلاتِ مبارکہ سے حصولِ برکت
۷۰۹	۴۔ فضلات کی طہارت کا سائنسی و عقلی استدلال
۷۰۹	۱۔ کیمیائی تبدیلیوں اور عملِ انہضام سے استدلال
۷۱۰	۲۔ صیامِ وصال سے استدلال
۷۱۲	۳۔ پسینہ مبارک کی خوشبو سے استدلال
۷۱۶	۴۔ لعابِ دہن سے شفا یابی سے استدلال
۷۱۷	۵۔ جسم کی معجزانہ لطافت سے استدلال
۷۲۰	۶۔ لمسِ مصطفیٰؐ سے پیدا ہونے والی خوشبو سے استدلال
۷۲۲	۷۔ بعد از وصالِ جسدِ اقدس کے سلامت رہنے سے استدلال
۷۲۳	۸۔ نباتات کی نشوونما سے استدلال
۷۲۴	۹۔ بدبودار کھاد اور پھولوں کی مہک سے استدلال
۷۲۴	۱۰۔ پاکیزہ فضاء کی صحبت سے استدلال
۷۲۴	۲۵۔ نیند میں بھی قلبِ اطہر کا بیدار رہنا
۷۲۶	۲۶۔ حالتِ نماز میں حضورؐ کے حکم کی تعمیل
۷۲۷	۲۷۔ نزولِ اسرافیلؑ

صفحہ	عنوانات
۷۲۷	۲۸۔ چودہ نقباء یا وزراء کا عطا کیا جانا
۷۲۸	۲۹۔ کثرتِ معجزات
۷۳۰	۳۰۔ دجال کے بارے میں تمام انبیاء سے زیادہ معلومات
۷۳۱	۳۱۔ افضلیتِ عہدِ نبوی ﷺ
۷۳۳	۳۲۔ ازواجِ مطہرات سے تا ابد حرمتِ نکاح
۷۳۴	۳۳۔ صاحبزادی سے نسبی سلسلہ کا اجراء
۷۳۵	باب دُوم: برزخی خصائص
۷۳۸	✽ موت کے بعد حیات کیسے؟
۷۴۰	✽ اُصولِ شہادت پر اولیاءِ کرام کی حیاتِ جاوداں کیسے؟
۷۴۲	✽ اُصولِ شہادت پر انبیاءِ کرام کی حیاتِ جاوداں کیسے؟
۷۴۳	✽ شہید کی موت تلوار سے حیات میں بدلتی ہے یا دیدار سے؟
۷۴۷	۱۔ قبر میں جسمِ اطہر کا سلامت رہنا
۷۵۳	۲۔ قبر مبارک میں رزق کی فراہمی
۷۵۵	۳۔ قبرِ انور میں نماز کی ادائیگی
۷۶۰	✽ علماء و محدثین کے اقوال سے تائید
۷۶۴	✽ ایک اشکال اور اُس کا جواب
۷۶۶	۴۔ روضۂ اقدس سے اذان و اقامت کی صدا
۷۷۰	۵۔ حیات و وصال کا اُمت کیلئے موجبِ خیر ہونا
۷۷۵	۶۔ سلامِ اُمت کی سماعت
۷۷۷	۷۔ اُمتیوں کے سلام کا جواب عطا فرمانا

صفحہ	عنوانات
۷۸۰	۸۔ ملائکہ کا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں سلام پیش کرنا
۷۸۵	۹۔ اُمتیوں کے درود و سلام کا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں خود پہنچنا
۷۹۵	۱۰۔ احوالِ اُمت کا علم ہونا
۷۹۸	۱۱۔ درود بھیجنے والوں کے نام و نسب کا علم ہونا
۷۹۹	۱۲۔ روضۂ اقدس پر ستر ہزار ملائکہ کی حاضری
۸۰۱	۱۳۔ قبر میں ذریعہ نجات ..... پہچانِ مصطفیٰ ﷺ
۸۰۵	باب سوّم: اُخروی خصائص
۸۰۷	فصل اوّل: قیامت میں ظاہر ہونے والے خصائص
۸۱۰	۱۔ قبر انور سے اُٹھنے میں اَدولیت
۸۱۲	۲۔ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں ظہورِ قدسی
۸۱۲	۳۔ براق پر سواری
۸۱۳	۴۔ تمام نوعِ انسانی کی قیادت
۸۱۳	۵۔ تمام اولادِ آدم کی سرداری
۸۱۴	۶۔ لواءِ حمد کے علم بردار
۸۱۵	۷۔ جملہ اُمم حضور ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہوں گی
۸۱۶	۸۔ بارگاہِ ایزدی میں سجدہ کی سب سے پہلے اجازت
۸۱۷	۹۔ انبیاءِ علیہ السلام کے امام اور خطیب
۸۱۷	۱۰۔ اہلِ محشر کے لیے نجات کی بشارت
۸۱۸	۱۱۔ پلِ صراط سے گزرنے میں اَدولیت
۸۱۸	۱۲۔ پلِ صراط، میزان اور حوضِ کوثر پر نمگسارِ اُمت

صفحہ	عنوانات
۸۱۹	۱۳۔ مقام محمود کے منصب اعلیٰ پر فائز ہونا
۸۲۲	۱۴۔ تمام اولین و آخرین حضور ﷺ کی مدح سرائی کریں گے
۸۲۳	۱۵۔ شفاعت میں اولیت
۸۲۴	۱۶۔ شفاعتِ کبریٰ کا شرفِ عظیم
۸۳۱	۱۷۔ روزِ قیامت تمام انبیاء و اُمم حضور ﷺ سے مدد طلب کریں گے
۸۳۱	۱۸۔ حضور ﷺ کو خصوصی کلماتِ حمد کا عطا کیا جانا
۸۳۲	۱۹۔ اللہ تعالیٰ خود روزِ محشر حضور ﷺ کی رضا کو مقصود ٹھہرائے گا
۸۳۳	۲۰۔ روزِ قیامت خلعتِ فاخرہ کا عطا کیا جانا
۸۳۴	۲۱۔ عرش پر کرسیِ رحمان کے دائیں جانب حضور ﷺ کے مسند کا رکھا جانا
۸۳۶	۲۲۔ ایک ہزار فرشتوں کا حضور ﷺ کا طواف کرنا
۸۳۷	۲۳۔ تمام اُمتوں اور پیغمبروں پر گواہی
۸۳۷	۲۴۔ تمام اُمتوں پر اُمتِ محمدی ﷺ کی عددی کثرت
۸۴۱	<u>فصل دُوم: جنت میں ظاہر ہونے والے خصائص</u>
۸۴۳	۱۔ جنت کی کنجیاں دستِ مصطفیٰ ﷺ میں
۸۴۴	۲۔ جنت کا افتتاح دستِ مصطفیٰ ﷺ سے
۸۴۶	۳۔ جنت کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہونا
۸۴۸	۳۔ عطائے کوثر و تسنیم
۸۵۲	۴۔ رسولِ معظم ﷺ کے لئے جنت میں منبر کی تنصیب
۸۵۴	۵۔ جنت میں حضرت آدم ﷺ کو ابو محمد کے لقب سے پکارا جائے گا
۸۵۵	۷۔ تمام اہل جنت کا وظیفہ مصحفِ محمدی ﷺ (قرآن مجید) ہوگا

صفحہ	عنوانات
۸۵۵	۸۔ تمام اہل جنت کی زبان، زبانِ محمدی ﷺ (عربی) ہوگی
۸۵۷	باب چہارم: قرابت و صحبتِ مصطفیٰ ﷺ کے خصائص
۸۵۹	فصل اوّل: خصائصِ اہل بیتِ اطہار
۸۶۵	۱۔ اہل بیت سے محبت و مؤدّت احسانِ رسول ﷺ کا صلہ
۸۶۶	۲۔ نفوسِ اہل بیت کی نفسِ محمدی ﷺ سے نسبت
۸۶۸	۳۔ نسبِ اہل بیت روزِ حشر بھی قائم رہے گا
۸۶۹	۴۔ اہل بیتِ نبوی ﷺ اُمت کے لئے گہوارۂ امن
۸۶۹	۵۔ اہل بیتِ اطہار..... شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کے اولین حقدار
۸۷۰	۶۔ اہل بیتِ جنیتوں کی قیادت کرنے والا ہر اول دستہ
۸۷۱	۷۔ جنت میں مہمانِ اہل بیت کا اعزاز
۸۷۲	۸۔ نماز میں اہل بیت پر درود کی خصوصیت
۸۷۳	۹۔ سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے خصائص
۸۷۴	۱۰۔ سیدۂ عالم فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے خصائص
۸۷۷	۱۱۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے خصائص
۸۸۱	فصل دوم: خصائصِ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن
۸۸۲	۱۔ دنیا بھر کی خواتین میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی امتیازی شان
۸۸۲	۲۔ امہاتِ المؤمنین ہونے کا اعزاز
۸۸۵	۳۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے بعد از وصال رسول ﷺ امتیوں کا نکاح حرام ٹھہرایا گیا
۸۸۵	۴۔ حبیبِ خدا ﷺ کی دائمی رفاقت کا شرف

صفحہ	عنوانات
۸۸۶	۵۔ قرآن میں ازواجِ مطہرات کی قیام گاہوں کا ذکر
۸۸۹	<u>فصل سوم: خصائص صحابہ کرام ﷺ</u>
۸۹۲	۱۔ قرآن مجید میں صحابہ کرام ﷺ کے خصوصی تذکرے
۸۹۳	۲۔ صحابہ کرام ﷺ کے لئے رضائے الہی کی نوید
۸۹۴	۳۔ صحابہ کرام ﷺ جنت الفردوس کے بشارت یافتگان
۸۹۴	۴۔ صحابہ کرام ﷺ ..... قائدینِ اہلِ محشر
۸۹۵	۵۔ صحابہ کرام ﷺ کو منصبِ شفاعت عطا کیا گیا
۸۹۵	۶۔ اصحابِ رسول ﷺ آسمانِ ہدایت کے ستارے
۸۹۶	۷۔ اصحابِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے آتشِ دوزخ سے آزادی کی بشارت
۸۹۷	۸۔ بدری صحابہ کرام ﷺ کا امتیاز
۸۹۸	۹۔ گستاخی صحابہ ﷺ پر سخت وعید
۹۰۰	۱۰۔ انصار صحابہ ﷺ کی محبت ایمان کی علامت
۹۰۱	۱۱۔ عشرہ مبشرہ کا امتیاز
۹۰۳	<u>باب پنجم: نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کے خصائص</u>
	(خصائص اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)
۹۰۴	۱۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا خیر الامم ہونا
۹۰۶	۲۔ حضرت عیسیٰ ﷺ کا اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں نزول
۹۰۸	۳۔ حضرت عیسیٰ ﷺ بھی امام مہدی ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائیں گے
۹۱۳	۴۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے اموالِ غنیمت کی حلت

صفحہ	عنوانات
۹۱۴	۵۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بحیثیتِ مجموعی گمراہ ہونے سے محفوظ کر دی گئی ہے
۹۱۵	۶۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے عملِ قلیل پر اجرِ کثیر
۹۱۷	۷۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے خطا و نسیان سے درگزر
۹۱۸	۸۔ توبہ و استغفار سے گناہوں کی معافی
۹۲۱	۹۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ہر زمانے کو اولیاء و ابدال کی موجودگی سے نوازا گیا ہے
۹۲۲	۱۰۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مجذوبین و فقراء اگر قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ اُسے پورا کرتا ہے
۹۲۳	۱۱۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اولیاء سے عداوت اللہ تعالیٰ سے عداوت ہے
۹۲۴	۱۲۔ دینِ اسلام کی تجدید کے لئے ہر صدی میں ایک مجدد کی آمد
۹۲۶	۱۳۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے طاعون کی موت کو شہادت قرار دیا گیا
۹۲۷	۱۴۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا درود بھیجنا
۹۲۸	۱۵۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا جنت میں سب سے پہلے داخلہ
۹۲۹	۱۶۔ اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا جنت میں بابِ اُمین سے داخلہ

صفحہ	عنوانات
۹۳۱	۱۔ اُمتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی کثیر تعداد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگی
۹۳۲	حرفِ آخر
۹۳۳	مآخذ و مراجع

حصہ اول

شمالِ مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم

## ابتدائیہ

اُس حسنِ مطلق نے دنیا کے نظاروں کو اِس قدر حسین بنایا ہے کہ انسان اس دلکش اور جاذبِ نظر ماحول میں بار بار گم ہو جاتا ہے۔ کبھی زمین کی دلفریب رعنائیاں اُس کے دامنِ دل کو کھینچتی ہیں تو کبھی افلاک کی دلکش وسعتیں، کبھی ہواؤں کی جاوداں و جانفزا کیفیتیں اُس کے لئے راحتِ جاں بنتی ہیں تو کبھی فضاؤں میں گونجنے والے نعماتِ حسن اس کی توجہ کو مہمیز عطا کرتے ہیں۔ یہ کائناتِ آب و گلِ حسن و عشق کے ہنگاموں کا مرکز ہے جس میں حسن کبھی گلِ لالہ کی نرم و نازک پنکھڑیوں سے عیاں ہوتا ہے اور کبھی اُن کی دلفریب مہک سے۔ نعماتِ حسن کبھی آبشاروں میں سنائی دیتے ہیں اور کبھی دریاؤں اور نہروں کے سکوت میں۔ کہیں باغات کی دلکش رونقیں چہرہٴ حسن کو بے نقاب کرتی ہیں اور کہیں صحراؤں کی خاموشیاں۔ کہیں سمندروں کا بہاؤ حسن میں ڈھلتا دکھائی دیتا ہے تو کہیں سبزہ زاروں کا پھیلاؤ۔ الغرض ہر سُو حسن کی جلوہ سامانیاں ہیں اور نگاہ و دلِ خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

عالم آفاق کے نعماتِ حُسن کی صدائے بازگشت اُنفسی کائنات کے نہاں خانوں میں سنائی دے رہی ہے اور کائناتِ خارجی کی بے کراں وسعتوں میں بھی، غرض یہ کہ حسین خواہشات ہر سُو مچل رہی ہیں۔ یہی خواہشات خوگر حُسن بھی ہیں اور پیکرِ حُسن بھی۔ تجلیات بھی حُسن سے سکون پاتے ہیں اور تصورات بھی اُسی کے مشتاق ہیں۔ اہلِ دل کبھی حُسن کو جلوت میں تلاش کرتے ہیں، کبھی خلوت میں۔ کوئی جلوہٴ حُسن میں مست ہے اور کوئی تصویرِ حُسن میں بے خود۔ اِس کارگہ حیات میں ہر کوئی حُسن کا متلاشی ہے۔ کوئی ذوق و شوق کے مرحلے میں ہے تو کوئی جذب و کیف کے مقام پر، کوئی سوز و مستی میں ہے، کوئی وجد و حال میں، لیکن شبستانِ عشق میں ہر کسی کو نورِ حسن ہی کی کوئی نہ کوئی شعاع میسر ہے۔ دل کہتا ہے

کہ حُسن کے دلفریب جلوے جو اس قدر کثرت سے ہر طرف بکھرے پڑے ہیں، کہیں نہ کہیں اُن کا منبع ضرور ہوگا، کہیں نہ کہیں وہ سرچشمہ حُسن یقیناً موجود ہوگا جہاں سے سب کے سب جمالیاتی سوتے پھوٹ رہے ہیں۔ ہر خوب سے خوب تر کا وجود اور حسین سے حسین تر کا نشان یہ بتلاتا ہے کہ کہیں نہ کہیں حُسن و رعنائی کا آخری نظارہ بھی ہوگا، تلاش حُسن کا سفر کہیں تو ختم ہوتا ہوگا۔ آنکھیں کہتی ہیں، بیٹنگ کہیں وہ آخری تصویرِ حسن بھی ہو گی جسے دیکھ کر جذبہ تسکین کو بھی سکوں آجائے۔ رُوح پکارتی ہے بلاشبہ کہیں وہ حریمِ ناز بھی ہوگا جہاں سب بے چینیاں ختم ہو جائیں اور راحتیں تکمیل کو پہنچ جائیں۔

آؤ! اُس حسن کی تلاش میں نکلیں اور اُس جمال کو اپنائیں جس کی ادائے ناز سے جہانِ رنگ و بو میں ہر سُو حسن و جمال کی جلوہ آرائی ہے۔ آؤ! جادۂ عشق کے رہ نور دو! اِس صحرائے حیات میں دیکھو، وہ طُور پر سے ایک عاشق کی ندا آ رہی ہے، فضائے طلب میں اُس کی صدائے عشق بلند ہو رہی ہے، رُوح کے کانوں سے سنو، آواز آ رہی ہے:

رَبِّ اَرْنِي اَنْظُرُ اِلَيْكَ۔ (۱)

”اے میرے رب! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کر لوں۔“

نظارۂ حسن کی طلب کرنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہ السلام کس حسن کو پکار رہے ہیں؟ اسی حُسن کو جو حُسنِ مطلق ہے، حُسنِ ازل ہے، حُسنِ کامل ہے، حُسنِ حقیقت ہے، اور جو ہر حُسن کا منبع و مصدر ہے، اور ہر حُسن کی اصل ہے۔ حسین جس کے حُسن کا تصوّر نہیں کر سکتے، جمیل جس کے جمال کا گمان نہیں کر سکتے۔

آپ علیہ السلام کو حریمِ ناز سے کیا جواب ملتا ہے! ارشاد ہوا:

لَنْ تَوَانِي۔ (۲)

(۱) القرآن، الاعراف، ۷: ۱۴۳

(۲) القرآن، الاعراف، ۷: ۱۴۳

”تم مجھے (براہِ راست) ہرگز دیکھ نہ سکو گے۔“

پھر ..... عشق کی بیتابی دیکھ کر، اُس نے حُسنِ ذات کی بجائے حُسنِ صفات کا  
صرف ایک نقاب اُلٹا کر

فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَ خَرَّ مُوسَىٰ صَبِقًا۔ (۱)

”پھر جب اُس کے رب نے پہاڑ پر (اپنے حُسن کا) جلوہ فرمایا تو (شدت

انوار سے) اُسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔“

موسىٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات

روح بیتاب پکارنے لگی: اے حسنِ مطلق! بیشک تو ہی حسین و جمیل ہے اور تو  
حسن و جمال سے محبت کرتا ہے، لیکن آنکھیں ترس گئی ہیں کہ تیرے حسنِ کامل کا نظارہ کسی  
پیکرِ محسوس میں دکھائی دے تو اُسے دیکھیں۔

کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

اے لامکاں میں بسنے والے حسنِ تمام! عالمِ مکاں میں بھی اپنے حسنِ کامل کی  
جلوہ سامانی کر۔ تو عالمِ ہویت میں تو نورِ گلن ہے ہی، مطعِ بشریت کو بھی اپنے پر تو حُسن و  
نور سے روشن کر۔ تو حسنِ بے مثال ہے، لیسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (اُس کے جیسا کوئی نہیں)  
کا مصداق تیرا ہی جمال ہے، تو ہی ہے جو کسی کے حسنِ سراپا کو اپنی شانِ مظہریت سے  
نوازتا ہے تاکہ عاشقانِ صادق عالمِ ہست و بود میں تیرے حسن کا نقشِ کامل دیکھ سکیں،  
تیرے نور کا مظہر اتم دیکھ سکیں۔ حریمِ ناز سے صدا آتی ہے: اے حسن و جمالِ حق کے  
متلاشی! تیری تلاش تجھے مل چکی، تیرا سوال پورا ہو چکا، تیری مُراد بر آ چکی۔ اے متلاشی  
حسنِ مطلق! یوں تو ہر سُو میرے ہی حسن کے جلوے ہیں:

فَأَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَشِمَّ وَجْهَ اللَّهِ۔ (۲)

(۱) القرآن، الاعراف، ۷: ۱۴۳

(۲) القرآن، البقرہ، ۲: ۱۱۵

”تم جدھر بھی رُخ کرو ادھر ہی اللہ کی توجہ ہے (یعنی ہر سمت ہی اللہ کی ذات جلوہ گر ہے)۔“

لیکن میرے محبوب مکرم محمد ﷺ کا حسن سراپا عالم خلق میں میرے پرتو حسن کی کامل جلوہ گاہ ہے۔ محمد ﷺ کے مطلع ذات پر میرا آفتابِ حُسن شباب پر ہے۔ اُس پیکرِ حسن و نور کو دیکھ، یہی مظہرِ حسنِ حقیقت ہے اور یہی منظرِ جمالِ مطلق۔

جب یہ حقیقت واضح ہو چکی تو آؤ اُس حسن سراپا کی بات کریں جس سے مُردہ دلوں کو زندگی، پژمردہ رُوحوں کو تازگی و شینفتگی اور بے سکون ذہنوں کو اُمن و آشتی کی دولت میسر آتی ہے۔ اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو اَشْرَفُ المخلوقات بنایا ہے اور اُس کی تخلیق و تقویم بہترین شکل و صورت میں فرمائی ہے، ارشادِ ربانی ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ (۱)

”پیشک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا۔“

اس آئیہ کریمہ کا مفہوم بصراحت اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ خلاق عالم نے انسان کو دیگر اوصاف کے علاوہ بہترین شکل و صورت عطا فرمائی ہے اور اُسے بہ اعتبارِ حسن صورت کائنات میں تخلیق کردہ ہر ذی رُوح پر فوقیت اور برتری سے نوازا ہے۔

## انسانِ حسن صورت و سیرت کا حسین امتزاج ہے

انسانی شخصیت کے دو پہلو ہیں: ایک ظاہر اور دوسرا باطن۔ ظاہری پہلو اعضاء و جوارح سے تشکیل پاتا ہے۔ اس تشکیل و ترتیب میں سر سے پاؤں تک تمام اعضاء کے باہمی تناسب سے جو ہیئت ہمارے سامنے آتی ہے اُسے شکل و صورت کا نام دیا جاتا ہے۔ اعضاء کے تناسب میں اگر اعتدال و توازن کا فرما ہو اور کوئی عضو ایسا نہ ہو جو بے جوڑ ہونے کی بنا پر انسانی جسم میں بے اعتدالی کا مظہر قرار پائے تو ایسی صورت بلاشبہ حسین

(۱) القرآن، النین، ۹۵: ۴

صورت سے تعبیر کی جائے گی جبکہ انسان کی باطنی شخصیت میں اوصاف حمیدہ اور پسندیدہ عادات و خصائل کا جمع ہو جانا حسن سیرت کہلاتا ہے۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں اُن تمام برگزیدہ انبیاء و رسل کی شخصیات، جو راہِ انسانیت سے ہٹے ہوئے لوگوں کی رُشد و ہدایت پر مامور ہوتے رہے، حسن صورت اور حسن سیرت کا حسین امتزاج ہیں۔ یہ وہ افراد تھے جن کا مقصد بعثت اور نصب العین ہر دور میں گمراہی و ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والے انسانوں کو نورِ ہدایت سے حق و راستی کی جانب رہنمائی عطا کرنا تھا۔ اس لئے اُن کے باطن کے ساتھ ساتھ اُن کے ظاہر کو بھی ہمیشہ پرکشش بنایا گیا تاکہ لوگوں کی طبیعتیں مکمل طور پر اُن کی طرف راغب اور مانوس ہوں۔

اس بزمِ ہستی میں وہ مبارک شخصیت جس میں حسن صورت اور حسن سیرت کے تمام محامد و محاسن بدرجہ اتم سمو دیئے گئے، پیغمبرِ آخر الزماں ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اگر تمام ظاہری و باطنی محاسن کو ایک وجود میں مجتمع کر دیا جائے اور شخصی حُسن و جمال کے تمام مظاہر جو جہانِ آب و گل میں ہر سو منتشر دکھائی دیتے ہیں، ایک پیکر میں اس طرح یکجا دکھائی دیں کہ اُس سے بہتر ترکیب و تشکیل ناممکن ہو تو وہ حُسن و جمال کا پیکرِ اتم **محمد مصطفیٰ** ﷺ کے وجود میں ڈھلتا نظر آتا ہے۔ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ عالمِ انسانیت میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات نبیِ آخر الزماں ﷺ بحیثیتِ عبدِ کامل ظاہری و باطنی حسن و جمال کے اُس مرتبہ کمال پر فائز ہیں جہاں سے ہر حسین کو خیراتِ حُسن مل رہی ہے۔ حُسن و جمال کے سب نقش و نگار آپ ﷺ کی صورتِ اقدس میں بدرجہ اتم اس خوبی سے مجتمع کر دیئے گئے ہیں کہ ازل تا ابد اس خاکدانِ ہستی میں ایسی مثال ملنا ناممکن ہے۔ گویا عالمِ بشریت میں آپ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفاتِ جامعِ کمالات بن کر منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوئی اور آپ ﷺ ہی وہ شاہکار قرار پائے جسے دیکھ کر دل و نگاہ پکار اُٹھتے ہیں:

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم  
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

باب اول

پیکرِ حسن و جمال

جان لینا چاہئے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کے علو مرتبت، رُوحانی کمالات و خصائص اور باطنی فضائل و محامد کے علاوہ آپ ﷺ کا بے مثل حسن و جمال بھی آپ ﷺ کا زندہ جاوید معجزہ ہے، جس کا تذکرہ کم و بیش سیرت کی تمام کتب میں موجود ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہم آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ کو جاننے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی صورتِ طیبہ کا ایک تحریری مرقع دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ سیرت کے ساتھ صورت سے بھی پیار پیدا ہو۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت بھی ہے کہ صورت، سیرت کی عکاس ہوتی ہے اور ظاہر سے باطن کا کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ہو جاتا ہے کیونکہ انسان کا چہرہ اُس کے مَن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پہلی نظر ہمیشہ کسی شخصیت کے چہرے پر پڑتی ہے، اُس کے بعد سیرت و کردار کو جاننے کی خواہش دل میں جنم لیتی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے احوال و فضائل اس نقطہ نظر سے معلوم کرنے سے پہلے یہ جاننے کی خواہش فطری طور پر پیدا ہوتی ہے کہ اُس مبارک ہستی ﷺ کا سراپا، قد و قامت اور شکل و صورت کیسی تھی، جس کے فیضانِ نظر سے تہذیب و تمدن سے نا آشنا خطہ ایک مختصر سے عرصے میں رشکِ ماہ و انجم بن گیا، جس کی تعلیمات اور سیرت و کردار کی روشنی نے جاہلیت اور توہم پرستی کے تمام تیرہ و تار پردے چاک کر دیئے اور جس کے حیاتِ آفریں پیغام نے چہار دانگِ عالم کی کایا پلٹ دی۔ حقیقت یہ ہے کہ ذاتِ خداوندی نے اُس عبدِ کامل اور فخرِ نوعِ انسانی کی ذاتِ اقدس کو جملہ اوصافِ سیرت سے مالا مال کر دینے سے پہلے آپ ﷺ کی شخصیت کو ظاہری حُسن کا وہ لازوال جوہر عطا کر دیا تھا کہ آپ ﷺ کا حسنِ صورت بھی حسنِ سیرت ہی کا ایک باب بن گیا تھا۔ سرورِ کائنات

حضرت محمد ﷺ کے حسن سراپا کا ایک لفظی مرقع صحابہ کرام اور تابعین عظام کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو وہ حسن و جمال عطا کیا تھا کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کو پہلی مرتبہ دور سے دیکھتا تو مبہوت ہو جاتا اور قریب سے دیکھتا تو مستور ہو جاتا۔

## ۱۔ افضلیت و اکملیت کا معیارِ آخر

حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب اور مقرب نبی ہیں، اس لئے باری تعالیٰ نے انبیائے سابقین کے جملہ شمائل و خصائص اور محامد و محاسن آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں اس طرح جمع فرما دیئے کہ آپ ﷺ افضلیت و اکملیت کا معیارِ آخر قرار پائے۔ اس لحاظ سے حسن و جمال کا معیارِ آخر بھی آپ ﷺ ہی کی ذات ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی اس شانِ جامعیت و اکملیت کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَتَدَّبَّرُوا (۱)

” (یہی) وہ لوگ (پیغمبرانِ خدا) ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے، پس (اے رسولِ آخر الزماں!) آپ اُن کے (افضلیت والے سب) طریقوں (کو اپنی سیرت میں جمع کر کے اُن) کی پیروی کریں (تا کہ آپ کی ذات میں اُن تمام انبیاء و رسل کے فضائل و کمالات یکجا ہو جائیں)۔“

آیت مبارکہ میں ہدایت سے مراد انبیائے سابقہ کے شرعی احکام نہیں کیونکہ وہ تو آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی منسوخ ہو چکے ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ اخلاقِ کریمانہ اور کمالاتِ پیغمبرانہ ہیں جن کی وجہ سے آپ ﷺ کو تمام مخلوق پر فوقیت حاصل ہے۔ چنانچہ وہ کمالات و امتیازات جو دیگر انبیاء علیہم السلام کی شخصیات میں فرداً فرداً موجود تھے آپ ﷺ میں وہ سارے کے سارے جمع کر دیئے گئے اور اس طرح حضور نبی اکرم ﷺ جملہ کمالات

(۱) القرآن، الانعام، ۶: ۹۰

نبوت کے جامع قرار پا گئے۔

۱۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کے تحت امام قطب الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

أنه يتعين أن الإقتداء بالمأمور به ليس إلا في الأخلاق الفاضلة و الصفات الكاملة، كالحلم و الصبر و الزهد و كثرة الشكر و التضرع و نحوها، و يكون في الآية دليل على أنه ﷺ أفضل منهم قطعاً لتضمنها، أن الله تعالى هدى أولئك الأنبياء عليهم الصلوة و السلام إلى فضائل الأخلاق و صفات الكمال، و حيث أمر رسول الله ﷺ أن يقتدى بهداهم جميعاً امتنع للعصمة أن يقال: أنه لم يتمثل، فلا بد أن يقال: أنه عليه الصلوة والسلام قد امتثل و أتى بجميع ذلك، و حصل تلك الأخلاق الفاضلة التي في جميعهم، فاجتمع فيه من خصال الكمال ما كان متفرقاً فيهم، و حينئذ يكون أفضل من جميعهم قطعاً، كما أنه أفضل من كل واحد منهم۔ (۱)

”یہ امر طے شدہ ہے کہ اس آیت میں شریعت کے احکام کی اقتداء کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اخلاقِ حسنہ اور صفاتِ کاملہ مثلاً حلم، صبر، زہد، کثرتِ شکر، عجز و انکساری وغیرہ کے حاصل کرنے کا حکم ہے۔ یہ آیت مقدسہ اس امر پر قطعی دلیل کا درجہ رکھتی ہے کہ اس اعتبار سے حضور ﷺ تمام انبیاء و رسل سے افضل و اعلیٰ ہیں کیونکہ رب کائنات نے جو اوصاف اور فضیلتیں ان نبیوں اور رسولوں کو عطا کی ہیں ان کے حصول کا آپ ﷺ کو حکم فرمایا گیا ہے، حضور ﷺ کی عصمت کے پیش نظر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ ﷺ نے ان (فضیلتوں) کو حاصل نہیں کیا

(۱) آلوسی، روح المعانی، ۷: ۲۱۷

بلکہ یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ آپ ﷺ نے وہ خصائص اور کمالات جو دیگر انبیاء و رسل میں جدا جدا تھے اُن سب کو اپنی سیرت و کردار کا حصہ بنا لیا، اس لئے حضور ﷺ جس طرح ہر نبی سے اُس کے انفرادی کمالات کے اعتبار سے افضل ہوئے اُسی طرح تمام انبیاء و رسل سے اُن کے اجتماعی کمالات کے اعتبار سے بھی افضل قرار پائے۔“

درج بالا عبارت تحریر کرنے کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هو استنباط حسن۔

”یہ بہت ہی خوبصورت استنباط ہے۔“

۲۔ آیت مذکورہ کے حوالے سے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

إحتج العلماء بهذه الآية على أن رسولنا ﷺ أفضل من جميع الأنبياء عليهم السلام۔ (۱)

”اہل علم نے اس آیت مقدسہ سے استدلال کیا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔“

۳۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس موقف کی وجہ استدلال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أنه تعالى لما ذكر الكل أمر محمداً عليه الصلوة والسلام بأن يقتدى بهم بأسرهم، فكان التقدير كأنه تعالى أمر محمداً ﷺ أن يجمع من خصال العبودية و الطاعة كل الصفات التي كانت مفرقة فيهم بأجمعهم۔ (۲)

”آیت مذکورہ سے قبل اللہ رب العزت نے دیگر جلیل القدر انبیاء و رسل کا

(۱) رازی، التفسیر الکبیر، ۱۳: ۷۰۔

(۲) رازی، التفسیر الکبیر، ۱۳: ۷۱۔

اوصافِ حمیدہ کے ساتھ ذکر فرمایا اور آخر میں حضور ﷺ کو یہ حکم دیا کہ (محبوب!) اُن (انبیاء و رسل) کی ذواتِ مطہرہ میں جو بھی فرداً فرداً اوصافِ حمیدہ ہیں اُن اوصافِ حمیدہ کو اپنی ذات کے اندر جمع فرمائیے۔“

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر آیتِ مذکورہ کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

فكأنه سبحانه قال: ”إنا أطلعناك على أحوالهم و سيرهم، فاختتر أنت منها أجدوها و أحسنها، وكن مقتديا بهم في كلها-“ و هذا يقتضى أنه اجتمع فيه من الخصال المرضية ما كان متفرقاً فيهم فوجب أن يكون أفضل منهم۔ (۱)

”گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے نبی مکرم! ہم نے آپ کو انبیاء و رسل کے احوال اور سیرت و کردار سے آگاہ کر دیا۔ اب آپ ان تمام (انبیاء و رسل) کی سیرت و کردار کو اپنی ذات میں جمع فرمائیے۔“ اسی آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ تمام اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ حمیدہ جو متفرق طور پر انبیاء و رسل میں موجود تھے آپ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ میں اپنے شباب و کمال کے ساتھ جمع ہیں، لہذا آپ ﷺ کو تمام انبیاء و رسل سے افضل ماننا لازمی ہے۔“

۴۔ رسولِ اوّل و آخر ﷺ کے محامد و محاسن کے ضمن میں شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آن حضرت ﷺ را فضائل و کمالات بود، کہ اگر مجموع فضائلِ انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین را در جنب آن بنہند راجح آید۔ (۲)

(۱) رازی، التفسیر الکبیر، ۶: ۱۹۶

(۲) شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی، شرح سفر السعادت: ۴۳۲

”حضور ﷺ کے محاسن و فضائل اس طرح جامعیت کے مظہر ہیں کہ کسی بھی تقابل کی صورت میں آپ ﷺ کے محاسن و فضائل کو ہی ترجیح حاصل ہوگی۔“

اس کائناتی سچائی کے بارے میں کوئی دوسری رائے ہی نہیں کہ جملہ محامد و محاسن اور فضائل و خصائل جس شان اور اعزاز کے ساتھ آقائے متحتم ﷺ کی ذات اقدس میں ہیں اس شان اور اعزاز کے ساتھ کسی دوسرے نبی یا رسول کی ذات میں موجود نہ تھے۔

۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں:

خلائق در کمالات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حیران، و انبیاء ہمہ در ذات و مے۔ کمالات انبیاء دیگر محدود و معین است، اما این جا تعین و تحدید نگنجد و خیال و قیاس را بدرک کمال و مے رانہ بود۔ (۱)

”اللہ رب العزت کی تمام مخلوقات کمالات انبیاء علیہم السلام میں اور تمام انبیاء و رسل حضور ﷺ کی ذات اقدس میں متخیر ہیں۔ دیگر انبیاء و رسل کے کمالات محدود اور متعین ہیں، جبکہ حضور ﷺ کے محاسن و فضائل کی کوئی حد ہی نہیں، بلکہ ان تک کسی کے خیال کی پرواز ہی ممکن نہیں۔“

## ۲۔ حسن و جمال مصطفیٰ ﷺ کا ظہورِ کامل

حضور سرورِ کونین ﷺ کی ذات حسن و کمال کا سرچشمہ ہے۔ کائناتِ حُسن کا ہر ہر ذرہ و ہلیزِ مصطفیٰ ﷺ کا ادنیٰ سا بھکاری ہے۔ چمنِ دہر کی تمام رعنائیاں آپ ﷺ ہی کے دم قدم سے ہیں۔ رب کریم نے آپ ﷺ کو وہ جمال بے مثال عطا فرمایا کہ اگر اُس کا ظہورِ کامل ہو جاتا تو انسانی آنکھ اُس کے جلووں کی تاب نہ لاسکتی۔ صحابہ کرام ﷺ نے آپ ﷺ کے کمالِ حسن و جمال کو نہایت ہی خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مرجع البحرین

۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي لَيْلَةِ إِضْحِيَانٍ، فَجَعَلَتْ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ إِلَى الْقَمَرِ، وَ عَلَيْهِ حَلَّةٌ حَمْرَاءُ، فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنَ مِنَ الْقَمَرِ۔ (۱)

”ایک رات چاند پورے جو بن پر تھا اور ادھر حضور ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ اُس وقت آپ ﷺ سرخ دھاری دار چادر میں ملبوس تھے۔ اُس رات کبھی میں رسول اللہ ﷺ کے حسنِ طلعت پر نظر ڈالتا تھا اور کبھی چمکتے ہوئے چاند پر، پس میرے نزدیک حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین لگ رہے تھے۔“

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لَمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حَلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ (۲)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱۱۸:۵، ابواب الأدب، رقم: ۲۸۱۱

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۳۹:۱، رقم: ۱۰

۳۔ دارمی، السنن، ۴۴:۱، مقدمہ، رقم: ۵۷

۴۔ ابویعلیٰ، المسند، ۴۶۴:۱۳، رقم: ۷۷۷

۵۔ بیہقی، دلائل النبویہ، ۱۹۶:۱

۶۔ بیہقی، شعب الایمان، ۱۵۰:۲، رقم: ۱۴۷

۷۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱۶:۳

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲۱۹:۴، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۲۴

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵۹۸:۵، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۵

۴۔ ابوداؤد، السنن، ۸۱:۴، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۸۳

۵۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۳۱:۱، رقم: ۴

←

”میں نے کوئی زلفوں والا شخص سرخ جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔“

۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا:

أكان وجه رسول الله ﷺ مثل السيف؟

”کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی مثل تھا؟“

تو انہوں نے کہا:

لا، بل مثل القمر۔ (۱)

”نہیں، بلکہ مثل ماہتاب تھا۔“

۴۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی بعد از ولادت پہلی

زیارت کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

..... ۶۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۳

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۰

۸۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۲: ۱۶۰

۹۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۴۱۲، رقم: ۹۳۲۵

۱۰۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۸۳، کتاب الزینہ، رقم: ۵۲۳۳

۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۰

۱۲۔ ابن قدامہ، المعنی، ۱: ۳۴۱

۱۳۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۱۵۱

(۱) ۱۔ ترمذی، الشماک الحمدیہ: ۲، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، أبواب المناقب، رقم: ۳۶۳۶

۳۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۹

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۸۱

←

فأشفقتُ أن أوقظه من نومه لحسنه وجماله، فدنوتُ منه رويداً،  
فوضعتُ يدي على صدره فتبسم ضاحكاً، ففتح عينيه ينظر إليّ،  
فخرج من عينيه نورٌ حتى دخل خلال السماء۔ (۱)

”حضور ﷺ کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا پس  
میں آہستہ سے ان کے قریب ہو گئی۔ میں نے اپنا ہاتھ ان کے سینہ مبارک پر  
رکھا پس آپ ﷺ مسکرا کر ہنس پڑے اور آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھنے  
لگے۔ حضور ﷺ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جو آسمان کی بلندیوں میں پھیل گیا۔“

۵۔ حضور ﷺ کے حسنِ دلربا کو چاندی سے ڈھال کر بنائی گئی دیدہ زیب اشیاء سے  
تشبیہ دیتے ہوئے حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ كأنما صبغ من فضة۔ (۲)

”حضور نبی اکرم ﷺ (مجموعی جسمانی حسن کے لحاظ سے) یوں معلوم ہوتے تھے

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۸، رقم: ۶۲۸۷

۶۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۵، رقم: ۶۴

۷۔ ابویعلیٰ، المسند، ۱۳: ۴۵۱، رقم: ۴۵۶۷

۸۔ رویانی، المسند، ۱: ۲۲۵، رقم: ۳۱۰

۹۔ ابن الجعد، المسند، ۱: ۳۷۵، رقم: ۲۵۷۲

۱۰۔ بخاری، التاريخ الکبیر، ۱: ۱۰

۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۷

۱۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۴: ۳۸۱

۱۳۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۳، رقم: ۳۳۵۹

۱۴۔ ابو علا مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ۱۰: ۸۰

(۱) نہبانی، الانوار المحمدیہ: ۲۹

(۲) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۴۱



گویا چاندی سے ڈھالے گئے ہیں۔“

### ۳۔ کسی آنکھ میں مشاہدہ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کی تاب نہ تھی

رب کائنات نے وہ آنکھ تخلیق ہی نہیں کی جو تاجدارِ کائنات ﷺ کے حسن و جمال کا مکمل طور پر مشاہدہ کر سکے۔ انوارِ محمدی ﷺ کو اس لئے پردوں میں رکھا گیا کہ انسانی آنکھ جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی تاب ہی نہیں لاسکتی۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کا حقیقی حسن و جمال مخلوق سے مخفی رکھا۔

۱۔ امام زرقانی نے اپنی کتاب میں امام قرطبی رحمہ اللہ علیہ کا یہ ایمان افروز قول نقل کیا ہے:

لم یظہر لنا تمام حسنه ﷺ، لآنہ لو ظہر لنا تمام حسنه لما  
أطاعت أعیننا رؤیتہ ﷺ۔ (۱)

”حضور کا حسن و جمال مکمل طور پر ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا اور اگر آقائے کائنات ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں حضور ﷺ کے جلوؤں کا نظارہ کرنے سے قاصر رہتیں۔“

۲۔ قولِ مذکور کے حوالے سے امام نبہانی رحمہ اللہ علیہ حافظ ابن حجر بیہمی رحمہ اللہ علیہ کا

..... ۲۔ ابن جوزی، الوفاء: ۲۱۲

۳۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۰: ۲۹۷، رقم: ۵۴۳۷

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۹

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲

۶۔ مناوی، فیض القدر، ۵: ۶۹

(۱) زرقانی، شرح المواعظ اللدنیہ، ۵: ۲۴۱

قول نقل کرتے ہیں:

وَمَا أَحْسَنَ قَوْلَ بَعْضِهِمْ: لَمْ يَظْهَرْ لَنَا تَمَامَ حَسَنِهِ ﷺ (۱)۔

”بعض ائمہ کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم (یعنی مخلوق) پر ظاہر نہیں کیا گیا نہایت ہی حسین و جمیل قول ہے۔“

۱۔ نبی بے مثال ﷺ کے حسن و جمال کا ذکر جمیل حضرت عمر و بن العاص ﷺ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ لَا أَجَلَ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَ مَا كُنْتُ أَطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنِي مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ وَ لَوْ سَأَلْتُ أَنْ أَصْفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنِي مِنْهُ۔ (۲)

”میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا اور نہ ہی میری نگاہوں میں کوئی آپ ﷺ سے حسین تر تھا، میں حضور رحمت عالم ﷺ کے مقدس چہرہ کو اُس کے جلال و جمال کی وجہ سے جی بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ اگر کوئی مجھے آپ ﷺ کے محامد و محاسن بیان کرنے کے لئے کہتا تو میں کیونکر ایسا کر سکتا تھا کیونکہ (حضور رحمت عالم ﷺ کے حسن جہاں آرا کی چمک دمک کی وجہ سے) آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر دیکھنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔“

(۱) بھائی، جواہر البحار، ۲: ۱۰۱

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱۱۳: ۱، کتاب الإیمان، رقم: ۱۲۱

۲۔ ابو عوانہ، المسند، ۱: ۷۰، ۷۱، رقم: ۲۰۰

۳۔ ابراہیم بن محمد الحسینی، البیان والتعریف، ۱: ۱۵۷، رقم: ۳۱۸

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴: ۲۵۹

۵۔ ابو نعیم، المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم، ۱: ۱۹۰، رقم: ۳۱۵

۶۔ قاضی عیاض، الشفاء، ۲: ۳۰

۲۔ انسانی آنکھ کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ شاعر رسول حضرت حسان بن ثابتؓ جو اپنے آقا ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں درودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے تھے وہ آپ ﷺ کا روئے منور دیکھ کر اپنی آنکھیں ہتھیلیوں سے ڈھانپ لیا کرتے تھے، وہ خود فرماتے ہیں:

لما نظرتُ إلى أنوارہ ﷺ وضعتُ كفي علي عيني خوفاً من  
ذہابِ بصری۔ (۱)

”میں نے جب حضور ﷺ کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا تو اپنی ہتھیلی اپنی آنکھوں پر رکھ لی، اس لئے کہ (روئے منور کی تابانیوں سے) کہیں میں بینائی سے ہی محروم نہ ہو جاؤں۔“

حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے کمالِ حسن کو بڑے ہی دلپذیر انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

وَ أَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي  
وَ أَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ  
خُلِقْتَ مُبْرَأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ  
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ (۲)

(آپ ﷺ سے حسین تر میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں اور نہ کبھی کسی ماں نے آپ ﷺ سے جمیل تر کو جنم ہی دیا ہے۔ آپ ﷺ کی تخلیق بے عیب (ہر نقص سے پاک) ہے، (یوں دکھائی دیتا ہے) جیسے آپ ﷺ کے رب نے آپ کی خواہش کے مطابق آپ ﷺ کی صورت بنائی ہے۔)

۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) نبھانی، جواہر الحجار، ۲: ۲۵۰

(۲) حسان بن ثابت، دیوان: ۲۱

آنحضرت بتمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود، کہ دیدہ  
حیرت در جمالِ با کمالِ وی خیرہ میشد مثل ماہ و  
آفتاب تابان و روشن بود، و اگر نہ نقاب بشریت  
پوشیدہ بودی ہیچ کس را مجال نظر و ادراکِ حسنِ او  
ممکن نبودی۔ (۱)

”حضورِ رحمتِ عالم ﷺ سرِ انور سے لے کر قدمِ پاک تک نور ہی نور تھے، آپ  
ﷺ کے حُسن و جمال کا نظارہ کرنے والے کی آنکھیں چندھیا جاتیں، آپ ﷺ  
کا جسمِ اطہر چاند اور سورج کی طرح منور و تابان تھا۔ اگر آپ ﷺ کے جلوہ  
ہائے حسنِ لباس بشری میں مستور نہ ہوتے تو رُوئے منور کی طرف آنکھ بھر کر  
دیکھنا ناممکن ہو جاتا۔“

۶۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ علماءِ محققین کے حوالے سے فرماتے ہیں:

أَنَّ جَمَالَ نَبِيِّنَا ﷺ كَانَ فِي غَايَةِ الْكَمَالِ ..... لَكِنَّ اللَّهَ سَتَرَ عَنِ  
أَصْحَابِهِ كَثِيرًا مِنْ ذَلِكَ الْجَمَالِ الزَّاهِرِ وَالْكَمَالِ الْبَاهِرِ، إِذْ لَوْ  
بَرَزَ إِلَيْهِمْ لَصَعِبَ النَّظَرُ إِلَيْهِ عَلَيْهِمُ۔ (۲)

”ہمارے نبی اکرم ﷺ کا حسن و جمالِ اوجِ کمال پر تھا ..... لیکن رب کائنات  
نے حضور ﷺ کے جمال کو صحابہ کرام ﷺ پر مخفی رکھا، اگر آپ ﷺ کا جمال پوری  
آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا تو حضور ﷺ کے روئے تابان کی طرف  
آنکھ اٹھانا بھی مشکل ہو جاتا۔“

۷۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر ’قصیدہ بُردہ شریف‘ کی شرح میں  
لکھتے ہیں:

أَنَّهُ إِذَا ذَكَرَ عَلِيَّ مِيتَ حَقِيقِي صَارِحِيًّا حَاضِرًا، وَ إِذَا ذَكَرَ عَلِيَّ

(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوة، ۱: ۱۳۷

(۲) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۲: ۹

کافر و غافل جعل مؤمننا و هول ذاکراً لکن اللہ تعالیٰ ستر جمال  
 هذا الدر المکنون و کمال هذا الجوهر المصون لحکمة بالغة و  
 نکته سابقه و لعلها لیکن الايمان غیبیاً و الامور تکلیفیاً لا  
 لشهود عینیا و العیان بديها اولئلا یصیرمزلقة لأقدام العوام و  
 منزلة لتضر الجمال بمعرفة الملك العلام۔ (۱)

”اگر خدائے رحیم و کریم حضور ﷺ کے اسم مبارک کی حقیقی برکات کو آج بھی  
 ظاہر کر دے تو اُس کی برکت سے مُردہ زندہ ہو جائے، کافر کے کفر کی تاریکیاں  
 دُور ہو جائیں اور غافل دل ذکرِ الہی میں مصروف ہو جائے لیکن رب کائنات  
 نے اپنی حکمتِ کاملہ سے حضور ﷺ کے اس انمول جوہر کے جمال پر پردہ ڈال  
 دیا ہے، شاید رب کائنات کی یہ حکمت ہے کہ معاملات کے برعکس ایمان  
 بالغیب پردہ کی صورت میں ہی ممکن ہے اور مشاہدہ حقیقت اُس کے منافی ہے۔  
 حضور ﷺ کے حسن و جمال کو مکمل طور پر اس لئے بھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ کہیں  
 ناسمجھ لوگ غلو کا شکار ہو کر معرفتِ الہی سے ہی غافل نہ ہو جائیں۔“

۸۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شاہ  
 عبدالرحیم رحمہ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو انہوں نے  
 عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے  
 ہاتھ کاٹ لئے اور بعض لوگ انہیں دیکھ کر بیہوش بھی ہو جاتے تھے، لیکن کیا سبب ہے کہ  
 آپ ﷺ کو دیکھ کر ایسی کیفیات طاری نہیں ہوتیں۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرے  
 اللہ نے غیرت کی وجہ سے میرا جمال لوگوں سے مخفی رکھا ہے، اگر وہ کما حقہ آشکار ہو جاتا تو  
 لوگوں پر محویت و بے خودی کا عالم اس سے کہیں بڑھ کر طاری ہوتا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو  
 دیکھ کر ہوا کرتا تھا۔“ (۲)

(۱) ملا علی قاری، الزبدۃ فی شرح البردۃ: ۶۰

(۲) شاہ ولی اللہ، الدر الثمین: ۳۹

۹۔ امام محمد مہدی الفاسی رحمہ اللہ علیہ نے شیخ ابو محمد عبد الجلیل القصری رحمہ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

و حسن یوسف علیہ السلام وغیرہ جزء من حسنه، لأنه علی صورة اسمہ خلق، و لو لا أن الله تبارک و تعالیٰ ستر جمال صورة محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالهبة و الوقار، و أعمیٰ عنه آخرین لما استطاع أحد النظر إليه بهذه الأبصار الدنياویة الضعیفة۔ (۱)

”حضرت یوسف علیہ السلام اور دیگر حسینان عالم کا حسن و جمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے مقابلے میں محض ایک جز کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی صورت پر پیدا کئے گئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کو ہیبت اور وقار کے پردوں سے نہ ڈھانپا ہوتا اور کفار و مشرکین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے اندھا نہ کیا گیا ہوتا تو کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان دنیاوی اور کمزور آنکھوں سے نہ دیکھ سکتا۔“

۱۰۔ مولانا اشرف علی تھانوی شیم الحیب کے حوالے سے اس بات کی تائید یوں کرتے ہیں:

أقول: و أمّا عَدَمُ تعشُّقِ العوامِ علیہ کما کان علی یوسف علیہ السلام فلغیرة الله تعالیٰ حتی لم یظهر جماله کما هو علی غیره، کما أنه لم یظهر جمال یوسف کما هو إلا علی یعقوب أو زلیخا۔ (۲)

”میں کہتا ہوں کہ (باوجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُس طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرتِ الہی کے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا، جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت

(۱) محمد مہدی الفاسی، مطالع المترات: ۳۹۴

(۲) اشرف علی تھانوی، نشر الطیب: ۲۱۷

یعقوب علیہ السلام یا زینجا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا۔“

بقول شاعر:

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستر ہزار پردے  
جہاں میں لاکھوں ہی طور بنتے جو اک بھی اٹھتا حجاب تیرا

۴۔ حسن سراپا کے بارے میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا

قول

سرخیلِ قافلہ عشق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت منقول ہے کہ وہ اپنی والدہ کی خدمت گزاری کے باعث زندگی بھر حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بالمشافہ زیارت کے لئے حاضر نہ ہو سکے، لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ والہانہ عشق و محبت اور وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپنے اُس عاشقِ زار کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو ہدایت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اُسے یہ خرقة دے دینا اور اُسے میری اُمت کے لئے دعائے مغفرت کے لئے کہنا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے اُن کے آبائی وطن ’قرن‘ پہنچے اور اُنہیں آپ ﷺ کا فرمان سنایا۔ اثنائے گفتگو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دونوں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی فخر موجودات ﷺ کا دیدار بھی کیا ہے؟ اُنہوں نے اثبات میں جواب دیا تو مسکرا کر کہنے لگے:

لَمْ تَرَيَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا ظِلَّهُ۔ (۱)

”تم نے حضور ﷺ کے حسن و جمال کا محض پرتو دیکھا ہے۔“

(۱) بھائی، جواہر البحار، ۳: ۶۷

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بعض صوفیا کرام کے حوالے سے فرماتے ہیں:

قال بعض الصوفیة: أكثر الناس عرفوا الله ﷻ و ما عرفوا رسول

الله ﷺ، لأنّ حجاب البشريّة غطت أبصارهم۔ (۱)

”بعض صوفیا فرماتے ہیں: اکثر لوگوں نے اللہ رب العزت کا عرفان تو حاصل کر لیا لیکن حضور ﷺ کا عرفان انہیں حاصل نہ ہو سکا اس لئے کہ بشریت کے حجاب نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ رکھا تھا۔“

شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ إِنَّ مجموع نورہ ﷺ لو وضع علی العرش لذاب ..... و لو

جمعت المخلوقات کُلّھا و وضع علیھا ذلک النور العظیم

لتهافتت و تساقطت۔ (۲)

”اگر حضور ﷺ کے نورِ کامل کو عرشِ عظیم پر ظاہر کر دیا جاتا تو وہ بھی پگھل جاتا۔

اس طرح اگر تمام مخلوقات کو جمع کر کے ان پر حضور ﷺ کے انوارِ مقدسہ کو ظاہر

کر دیا جاتا تو وہ فنا ہو جاتے۔“

سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟

شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انبياء مخلوق اند از اسماء ذاتیہ حق و اولیاء از اسماء

صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفاتِ فعلیہ و سید رسل

مخلوق ست از ذاتِ حق و ظہورِ حق در وے بالذات

ست۔ (۳)

”تمام انبیاء و رسل علیہم السلام تخلیق میں اللہ رب العزت کے اسمائے ذاتیہ کے

(۱) ملا علی قاری، جمع الوصائل، ۱۰: ۱۰

(۲) عبدالعزیز دباغ، الابریز: ۲۷۳

(۳) محدثِ دہلوی، مدارج النبوة، ۲: ۷۷۱

فیض کا پرتو ہیں اور اولیاء (اللہ کے) اسمائے صفاتیہ کا اور باقی تمام مخلوقات صفاتِ فعلیہ کا پرتو ہیں لیکن سید المرسلین ﷺ کی تخلیق ذاتِ حق تعالیٰ کے فیض سے ہوئی اور حضور ﷺ ہی کی ذات میں اللہ رب العزت کی شان کا بالذات ظہور ہوا۔“

اسی مسئلے پر امام قسطلانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَمَّا تَعَلَّقَتْ إِرَادَةُ الْحَقِّ تَعَالَى بِإِبْجَادِ خَلْقِهِ وَتَقْدِيرِ رِزْقِهِ، أُبْرِزَ الْحَقِيقَةُ الْمَحْمُودِيَّةُ مِنَ الْأَنْوَارِ الصَّمْدِيَّةِ فِي الْحَضْرَةِ الْأَحَدِيَّةِ، ثُمَّ سَلَخَ مِنْهَا الْعَوَالِمَ كُلَّهَا عُلُوَّهَا وَسَفْلَهَا عَلَى صُورَةِ حَكْمِهِ۔ (۱)

”جب خدائے بزرگ و برتر نے عالم خلق کو ظہور بخشنے اور اپنے پیامہ عطا کو جاری فرمانے کا ارادہ کیا تو اپنے انوارِ صمدیت سے براہ راست حقیقتِ محمدیہ ﷺ کو بارگاہِ احدیت میں ظاہر فرمایا اور پھر اس ظہور کے فیض سے تمام عالم پست و بالا کو اپنے امر کے مطابق تخلیق فرمایا۔“

اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

يَا أَبَا بَكْرٍ! وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ! لَمْ يَعْلَمْنِي حَقِيقَةً غَيْرَ رَبِّي۔ (۲)  
”اے ابوبکر! قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میری حقیقت میرے پروردگار کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔“

حضور ﷺ کا فرمان مذکورہ بالا تمام اقوال کی نہ صرف توثیق کرتا ہے بلکہ اُن پر مہر

تصدیق بھی ثبت کرتا ہے۔

## ۵۔ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کا راز دان

جس طرح اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کی حقیقت کو

(۱) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱: ۵۵

(۲) محمد فاسی، مطالع المسرات، ۱۲۹

اپنی مخلوقات سے مخفی رکھا اور تجلیاتِ مصطفیٰ ﷺ کو پردوں میں مستور فرمایا، اسی طرح آپ ﷺ کے اوصافِ ظاہری کو بھی وہی پروردگارِ عالم خوب جانتا ہے۔ محدثین، مفسرین اور علمائے حق کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ کے اوصافِ ظاہری کی حقیقت بھی مکمل طور پر مخلوق کی دسترس سے باہر ہے۔ اس ضمن میں آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ بطور تمثیل ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ رسولِ محتشم ﷺ کی حقیقت کو ان کے خالق کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس لئے کہ

آں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

۱۔ امام ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و من وصفه ﷺ فإنما وصفه علی سبیل التمثیل وإلا فلا يعلم أحد حقيقة وصفه إلا خالقه۔ (۱)

”جس کسی نے حضور ﷺ کے اوصاف بیان کئے بطور تمثیل ہی کئے ہیں، ان کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔“

۲۔ امام علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كانت صفاته ﷺ الظاهرة لا تدرك حقائقها۔ (۲)

”حضور ﷺ کی صفاتِ ظاہرہ کے حقائق کا ادراک بھی ممکن نہیں۔“

۳۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هذه التشبيهات الواردة في حقه عليه الصلوة والسلام إنما هي علی سبیل التقريب و التمثیل و إلا فذاته أعلی۔ (۳)

”اسلاف نے آقا ﷺ کے اوصاف کا جو تذکرہ کیا ہے یہ بطور تمثیل ہے، ورنہ

(۱) بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشماک الملحمیہ: ۱۹

(۲) حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۳۴

(۳) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱: ۲۴۹

آقا ﷺ کی ذاتِ اقدس اور مقامِ اُس سے بہت بلند ہے۔“

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

مراد در تکلم در احوال و صفات ذاتِ شریفِ وی و تحقیقِ آن حرجے تمام است کہ آن مُتشابہ ترین مُتشابہات است نزد من کہ تاویلِ آن ہیچ کس جُز خدا نداند و ہر کسے ہر چہ گوید بر قدر و اندازہٴ فہم و دانش گوید و اُو ﷺ از فہم و دانشِ تمامِ عالم برتر است۔ (۱)

”میں نے حضور ﷺ کے محامد و محامن پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے ہمیشہ ہچکچاہٹ محسوس کی ہے، کیونکہ (میں سمجھتا ہوں کہ) وہ ایسے اہم ترین تشابہات میں سے ہیں کہ اُن کی حقیقت پروردگارِ عالم کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ جس نے بھی حضور ﷺ کی توصیف بیان کی اُس نے اپنے فہم و فراست کے مطابق بیان کی اور حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس تمام اہلِ عالم کی فہم و دانش سے بالا ہے۔“

## ۶۔ حُسنِ مصطفیٰ ﷺ اور تقاضائے ایمان

اَقْلیمِ رسالت کے تاجدار حضور رسالتِ مآب ﷺ مندرِ محبوبیت پر کیلتا و تنہا جلوہ افروز ہیں۔ آپ ﷺ کا باطن بھی حسنِ بے مثال کا مرقع اور ظاہر بھی انوار و تجلیات کا آئینہ دار ہے۔ جہاں نقطہٴ کمال کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی ابتدا ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کے حسن و جمال کو بے مثل ماننا ایمان و ایقان کا بنیادی جزو ہے۔ کسی شخص کا ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ نبیؐ بے مثال ﷺ کو باعتبار صورت و سیرتِ اِس کائناتِ ہست و بود کی تمام مخلوقات سے افضل و اکمل تسلیم نہ

(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شرح فتوح الغیب: ۳۴۰

کر لے۔

۱۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من تمام الإیمان به إعتقادُ أنه لم یجتمع فی بدنِ آدمی من المحاسن الظاهرة الدالة علی محاسنه الباطنة، ما اجتمع فی بدنِه علیہ الصلوة والسلام۔ (۱)

”کسی شخص کا ایمان اُس وقت تک مکمل ہی نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلاشبہ آپ ﷺ کے وجودِ اقدس میں ظاہری و باطنی محاسن و کمالات ہر شخص کی ظاہری و باطنی خوبیوں سے بڑھ کر ہیں۔“

۲۔ شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و مِمَّا یَتَعَيَّنُ عَلٰی كُلِّ مَكَلَّفٍ اَنْ یَّعْتَقِدَ اَنَّ اللّٰهَ سَبْحَانَهُ تَعَالٰی اَوْ جَدَّ خَلْقَ بَدَنِهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی وَجْهِ لَمْ یُوجَدْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ۔ (۲)

”مسلمانانِ عالم اس بات پر متفق ہیں کہ ہر شخص کے لئے سرکارِ دو عالم ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ ربِّ کائنات نے حضور ﷺ کے بدنِ اطہر کو اس شان سے تخلیق فرمایا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو آپ ﷺ کے مثل نہ بنایا۔“

۳۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

إِنَّ مِنْ تَمَامِ الْإِيمَانِ بِهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْإِيمَانُ بِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِيفِ عَلٰی وَجْهِ لَمْ یَظْهَرْ قَبْلَهُ وَ لَا بَعْدَهُ خَلْقَ آدَمٰی

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۱۰

(۲) بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۳

مثله ﷺ۔ (۱)

”یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لئے (بندۂ مومن کا) یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو حضور ﷺ سے پہلے اور نہ بعد میں ہی کسی کو آپ ﷺ کی مثل حسین و جمیل بنایا۔“

۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی پر ایمان کی تکمیل کے موضوع پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

من تمام الإیمان به عليه الصلوة و السلام: الإیمان به بأنه سبحانه خلق جسده علی وجه لم يظهر قبله و لا بعده مثله۔ (۲)

”ایمان کی تکمیل کے لئے اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ رب کائنات نے حضور ﷺ کا وجود اقدس حسن و جمال میں بے نظیر و بے مثال تخلیق فرمایا ہے۔“

۵۔ امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد صرّحوا بأنّ من كمال الإیمان اعتقاد أنه لم يجتمع في بدن إنسان من المحاسن الظاهرة، ما اجتمع في بدنه ﷺ۔ (۳)

”تمام علماء نے اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ کسی انسان کا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ عقیدہ نہ رکھے کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس میں پائے جانے والے محامد و محاسن کا کسی دوسرے شخص میں موجود ہونا ممکن ہی نہیں۔“

(۱) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱: ۲۳۸

(۲) سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۷

(۳) مناوی، شرح الشمائل بر حاشیہ جمع الوسائل، ۱: ۲۳

۶۔ مذکورہ عقیدے پر پختہ یقین رکھنے کے حوالے سے حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

انه يجب عليك أن تعتقد أن من تمام الإيمان به عليه الصلوة و السلام: الإيمان بأن الله تعالى أوجد خلق بدنه الشريف على وجه، لم يظهر قبله ولا بعده في آدمي مثله ﷺ۔ (۱)

” (اے مسلمان!) تیرے اوپر واجب ہے کہ تو اس اعتقاد کو حضور ﷺ پر ایمان کامل کا تقاضا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضور ﷺ کے جسم مبارک کو حسین و جمیل اور کامل بنایا ہے اُس طرح آپ ﷺ سے پہلے یا بعد میں کسی بھی شخص کو نہیں بنایا۔“

## ۷۔ پیکرِ مقدّس کی رنگت

نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک کی رنگت سفید تھی، لیکن یہ دودھ اور چونے جیسی سفیدی نہ تھی بلکہ ملاحظہ آمیز سفیدی تھی جو سُرخنی مائل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام ﷺ نے آپ ﷺ کے جسم اطہر کی رنگت کو چاندی اور گلاب کے حسین امتزاج سے نسبت دی ہے، کسی نے سفید مائل بہ سُرخنی کہا ہے اور کسی نے سفید گندم گوں بیان کیا ہے۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں :

كان انورهم لوناً۔ (۲)

”حضور ﷺ رنگ روپ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ پُر نور تھے۔“

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہم اطہر کی رنگت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

(۱) نہبانی، جواہر البحار، ۲: ۱۰۱

(۲) بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۳۰۰

كان رسول الله ﷺ أحسن الناس لوناً۔ (۱)

”حضور ﷺ رنگت کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔“

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ أزهر اللون۔ (۲)

”حضور ﷺ کا رنگ سفید چمکدار تھا۔“

۴۔ حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے:

ولا بالأبيض الأمهق و ليس بالادم۔ (۳)

(۱) ۱۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳۲۱:۱

۲۔ یہی روایت ابن سعد نے ’الطبقات الکبریٰ (۱:۹۴۱۵)‘ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰

۲۔ دارمی، السنن، ۱:۴۵، رقم: ۶۱

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۲۲۸

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۰۳، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۵

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۲۴، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۷

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۹۲، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۲۳

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۲۹۸، رقم: ۶۳۸۷

۵۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵:۴۰۹، رقم: ۹۳۱۰

۶۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱:۲۰۵، رقم: ۳۲۸

۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۴۸، رقم: ۱۴۱۲

۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۳، ۴۱۸

۹۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶:۵۶۹، رقم: ۳۳۵۴

۱۰۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۱، رقم: ۱۷

۱۱۔ طبری، تاریخ، ۲:۲۲۱

”آپ ﷺ کا رنگ نہ تو بالکل سفید اور نہ ہی گندمی تھا۔“

۵۔ حضرت جریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کو جب یہ کہتے سنا:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَ مَا عَلَيَّ وَجْهَ الْأَرْضِ رَجُلٌ رَأَى غَيْرِي۔

”میں نے رسولِ محتشم ﷺ کی زیارت کی ہے اور آج میرے سوا پوری دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جسے حضور ﷺ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا ہو۔“

تو میں عرض پرداز ہوا:

فکیف رأیتہ؟

آپ نے حضور ﷺ کو کیسا دیکھا؟

تو انہوں نے میرے سوال کے جواب میں فرمایا:

كان أبيض مليحاً مقصداً۔ (۱)

”حضور ﷺ کا رنگ مبارک سفید، جاذبِ نظر اور قد میا نہ تھا۔“

۷۔ امام ترمذی حضرت ابو طفیل رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت کرتے ہیں:

كان أبيض مليحاً مقصداً۔ (۲)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۰، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۰

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۵۴

۳۔ بزار، المسند، ۷: ۲۰۵، رقم: ۲۷۷۵

۴۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۲۷۶، رقم: ۷۹۰

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۷، ۴۱۸

۶۔ فاکھی، اخبار مکہ، ۱: ۳۲۶، رقم: ۶۶۴

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲۶

۲۔ خطیب بغدادی، الکفایہ فی علم الروایہ، ۱: ۱۳۷

”حضور ﷺ کا رنگ مبارک سفید، جاذب نظر اور قد میانہ تھا۔“

۸۔ حضرت علی المرتضیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أبيض مُشرباً بِحُمْرَةِ (۱)

”حضور ﷺ کا رنگ سفیدی اور سُرخنی کا حسین امتزاج تھا۔“

۹۔ حضرت ابوامامہ باہلی ﷺ فرماتے ہیں:

كان أبيض تعلوه حمرة۔ (۲)

”حضور ﷺ کا رنگ سفیدی اور سُرخنی کا حسین مرقع تھا۔“

۱۰۔ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں:

كان لونُ رسولِ الله ﷺ أسمر۔ (۳)

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۶، رقم: ۹۴۴

۲۔ ابن عبد البر، التمهيد، ۳: ۸

۳۔ ابن حبان، الثقات، ۷: ۴۴۸، رقم: ۱۰۸۶۵

۴۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۱: ۴۱۹

۵۔ مناوی، فیض القدر، ۵: ۷۰

۶۔ سیوطی، الجامع الصغير، ۱: ۲۳

۷۔ امام صالحی، سُبُلُ الْهُدَى وَالرِّشَادِ، ۲: ۱۰

(۲) ۱۔ رویانی، مسند الرویانی، ۲: ۳۱۸، رقم: ۱۲۸۰

۲۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۱۰: ۱۸۳، رقم: ۱۰۳۹۷

۳۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۱: ۴۱۶

۴۔ ابن عساکر، السیرة النبویة، ۱: ۳۲۳

(۳) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۷، رقم: ۲۶۸۶

۲۔ مقدسی، الأحادیث المختارة، ۵: ۳۰۹، رقم: ۱۹۵۵

۳۔ بیہقی، موارد الطمان، ۱: ۵۲۱، رقم: ۲۱۱۵

۴۔ ابن جوزی، الوفا، ۴۱۰

”نبی اکرم ﷺ کی رنگت (کی سفیدی) گندم گوں تھی۔“

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أبيض كأنما صيغ من فضة۔ (۱)

”آپ ﷺ سفید رنگت والے تھے گویا آپ ﷺ کا جسم مبارک چاندی سے ڈھالا گیا ہو۔“

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اما لون آنحضرت روشن و تابان بود و اتفاق دارند جمہور اصحاب بر بیاض لون آن ﷺ، و وصف کردند او را بایض و بعضے گفتند کان ایض ملیحاً و در روایتی ایض ملیح الوجه و این احتمال دارد کہ مراد وصف کہ بیاض و ملاحظت و صفت زائدہ برائے بیان حسن و جمال و لذت بخشی و دلربائی دیدار جان افزای وے ﷺ باشد۔ (۲)

”حضور ﷺ کا مبارک رنگ خوب روشن اور پمکدار تھا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر متفق ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ کا رنگ سفید تھا، اسی چیز کو احادیث نبوی میں لفظ ”ایض“ سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعض روایات میں ”کان ایض ملیحاً“ اور بعض روایات میں ”ایض ملیح الوجه“ جیسے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ ان سے مراد بھی حضور ﷺ کے رنگ کی سفیدی بیان کرنا مقصود ہے، باقی ملاحظت کا ذکر بطور صفت زائدہ ہے اور اس لئے اس کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ حضور ﷺ کی زیارت سے جو لذت اور تسکین روح و جاں حاصل ہوتی ہے، اس پر دلالت

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲۵، رقم: ۱۱

۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۳

(۲) عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوة، ۱: ۲۶

کرے۔“

نبی اکرم ﷺ کا حسن و جمال بے مثال تھا۔ جسم اطہر کی رنگت، نور کی کرنوں کی ریم جھم اور شفق کی جاذب نظر سُرخِی کا حسین امتزاج تھی۔ آپ ﷺ کے حُسن و جمال کو کائنات کی کسی مخلوق سے بھی تشبیہ نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی الفاظ میں جلوہ ہائے محبوب ﷺ کا نقشہ کھینچا جاسکتا ہے، اس لئے کہ ہر لفظ اور ہر حرف حضور ﷺ کی شانِ اقدس سے فروتر ہے۔ یہاں جذبات و احساسات کی بیساکھیاں بھی ٹوٹ جاتی ہیں۔

### روایات میں تطبیق

امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ ان تمام روایات کو بیان فرمانے کے بعد رقمطراز

ہیں:

فثبت بمجموع هذه الروایات أن المراد بالسمرۃ حمرة تخالط البیاض، و بالبیاض المثلث ما ینخالط الحمرة، و أما وصف لونه فی أخبار بشدة البیاض فمحمول علی البریق و اللمعان كما یشیر إلیه حدیث كأن الشمس تحرك فی وجهه۔ (۱)

”ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ جن میں لفظ سمرہ کا ذکر ہے، وہاں اس سے مراد وہ سُرخِی رنگ ہے جس کے ساتھ سفیدی کی آمیزش ہو، اور جن میں سفیدی کا ذکر ہے اس سے مراد وہ سفید رنگ ہے جس میں سُرخِی ہو اور بعض روایات میں جو حضور ﷺ کے مبارک رنگ کو بہت زیادہ سفید بیان کیا گیا ہے، اس سے مراد اس کی چمک دمک ہے، جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کے چہرہ انور میں آفتابِ محو خرام رہتا ہے۔“

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ’جمع الوسائل‘ میں امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے

بیان فرماتے ہیں:

(۱) مناوی، حاشیہ بر جمع الوسائل، ۱: ۱۳

قال العسقلانی: تبين من مجموع الروایات أن المراد بالبياض المنفی ما لا يخالطه الحمرة، و المراد بالسمره الحمرة التي يخالطها البياض۔ (۱)

”امام عسقلانی نے فرمایا: ان تمام روایات سے واضح ہوتا ہے کہ صرف سفیدی سے مراد وہ سفید رنگت ہے جس میں سرخی کی آمیزش نہ ہو اور ”سمرہ“ سے مراد وہ سرخ رنگ ہے جس کے ساتھ سفیدی کی آمیزش ہو۔“

## ۸۔ حضور ﷺ: پیکرِ نظافت و لطافت

حضور نبی اکرم ﷺ کی جسمانی وجاہت اور حسن و رعنائی قدرت کا ایک عظیم شاہکار تھی جس کو آپ ﷺ کی نفاست پسندی اور نظافت و طہارت کی عادت شریفہ نے چار چاند لگا دیئے تھے۔ آپ ﷺ سر تا پا پاکیزگی کا پیکر تھے۔ جسم اطہر ہر طرح کی آلائشوں سے پاک و صاف تھا۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ رقيق البشرة۔ (۲)

”حضور ﷺ کا جسم اقدس نہایت نرم و نازک تھا۔“

۲۔ آپ ﷺ کے عم محترم حضرت ابوطالب فرماتے ہیں:

والله ما ادخلته فراشي فاذا هو في غاية اللين۔ (۳)

”خدا کی قسم! جب بھی میں نے حضور ﷺ کو اپنے ساتھ بستر میں لٹایا تو آپ ﷺ کے جسم اطہر کو نہایت ہی نرم و نازک پایا۔“

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۱۳۱

(۲) ابن جوزی، الوفا: ۲۰۹

(۳) رازی، التفسیر الکبیر، ۳۱: ۲۱۴

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ما مَسَسْتُ حَرِيرًا وَلَا دِيْبَاجًا أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - (۱)  
 ”میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو مس نہیں کیا جو نبی اکرم ﷺ کی مبارک ہتھیلی سے زیادہ ملائم ہو۔“

حضور ﷺ ظاہری صفائی و پاکیزگی کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے، نفاست پسندی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اگرچہ جسم اطہر ہر قسم کی آلائش سے پاک تھا اور قدرت نے اس پاکیزگی کا خصوصی اہتمام فرمایا تھا، تاہم حضور ﷺ اپنے لباس اور جسم کی ظاہری پاکیزگی کو بھی خصوصی اہمیت دیتے تھے۔

شبِ میلاد جب آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت بھی ہر لمحہ پاکیزگی اور طہارت کا مظہر بن گیا، عام بچوں کے برعکس جسم اطہر ہر قسم کی آلائش اور میل کچیل سے پاک تھا۔

۴۔ حضور ﷺ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَلَدْتَهُ نَظِيفًا مَا بِهِ قَدْرٌ - (۲)

”میں نے آپ ﷺ کو اس طرح پاک صاف جنم دیا کہ آپ کے جسم پر کوئی میل

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۶، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۸

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۳۶۸، ابواب البر والصلة، رقم: ۲۰۱۵

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۳۰، رقم: ۱۳۸۲۳

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۱۱، رقم: ۶۳۰۳

۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۸

۷۔ ابویعلیٰ، المسند، ۶: ۱۲۸، رقم: ۳۴۰۰

۸۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۷۸، رقم: ۱۲۶۸

(۲) خفاجی، نسیم الریاض، ۱: ۳۶۳

نہ تھا۔“

۵۔ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے:

ولدتہ أمہ بغیر دم و لا وجع۔ (۱)

”آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کو بغیر خون اور تکلیف کے جنم دیا۔“

تاجدار کائنات ﷺ کے جسم اطہر کی سی شانِ نظافت اللہ رب العزت نے آج تک کسی کو عطا نہیں کی۔ آپ ﷺ جہاں حسن و جمال کے پیکر اتم تھے وہاں نظافت و طہارت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

## ۹۔ بے سایہ پیکرِ نور

کتب احادیث میں درج ہے کہ آپ ﷺ کا مقدس جسم اتنا لطیف تھا کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

۱۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کان لا ظلّ لشخصه فی شمس و لا قمر لانه کان نوراً۔ (۲)  
”سورج اور چاند (کی روشنی میں) آپ ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ ﷺ سراپا نور تھے۔“

۲۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الحضانۃ الکبریٰ میں روایت نقل فرماتے ہیں:

ان ظلّه کان لا یقع علی الأرض، وأنه کان نوراً فکان إذا مشی فی

(۱) ملا علی قاری، شرح الشفاء، ۱: ۱۶۵

(۲) ۱۔ قاضی عیاض، الشفاء، ۱: ۵۲۳

۲۔ ابن جوزی، الوفا، ۳: ۴۱۲

۳۔ خازن، لباب التأویل فی معانی التنزیل، ۳: ۳۲۱

۴۔ نسفی، المدراک، ۳: ۱۳۵

۵۔ مقرئ، تلمسانی، فتح المتعال فی مدح المتعال، ۵۱۰: ۵

الشمس أو القمر لا ينظر له ظل۔ (۱)

”حضور ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا، کیونکہ آپ ﷺ سر اپا نور تھے، پس جب آپ ﷺ سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا۔“

۳۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لم يكن لها ظل في شمس ولا قمر۔ (۲)

”شمس و قمر (کی روشنی) میں آپ ﷺ کا سایہ نہ ہوتا۔“

## ۱۰۔ پیکرِ دلنواز کی خوشبوئے عنبریں

تاجدارِ کائنات ﷺ جہاں خوشبو کو پسند فرماتے وہاں آپ ﷺ کے بدن مبارک سے بھی نہایت نفیس خوشبو پھوٹی تھی جس سے صحابہ کرام ﷺ کا مشام جاں معطر رہتا۔ جسم اطہر کی خوشبو ہی اتنی نفیس تھی کہ کسی دوسری خوشبو کی ضرورت نہ تھی۔ دُنیا کی ساری خوشبوئیں جسم اطہر کی خوشبوئے دلنواز کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے صبحِ میلاد کے حوالے سے تاجدارِ کائنات ﷺ کی والدہ ماجدہ کا ایک دلنشین قول یوں نقل کیا ہے:

نظرتُ إليه فإذا هو كالقمر ليلة البدر، ريحه يسطع كالمسك

الأذفر۔ (۳)

”میں نے آپ ﷺ کی زیارت کی تو میں نے آپ ﷺ کے جسمِ اقدس کو

(۱) ۱۔ سیوطی، الخصائص الكبرى، ۱: ۱۲۲

۲۔ ابن شاہین، غایۃ السؤل فی سیرۃ الرسول، ۱: ۲۹۷

(۲) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۵۲۳

(۳) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۵۳۱

چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا، جس سے تروتازہ کستوری کے حلے پھوٹ رہے تھے۔“

### (۱) وادی بنو سعد میں خوشبوؤں کے قافلے

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب حضور ﷺ کو رضاعت کے لئے اپنے گھر کی طرف لے کر چلیں تو راستے خوشبوؤں سے معطر ہو گئے۔ وادی بنو سعد کا کوچہ کوچہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بدن اقدس کی نفیس خوشبو سے مہک اٹھا۔

۱۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

و لما دخلت به إلى منزلي لم يبق منزل من منازل بني سعد إلا  
شممننا منه ريح المسك۔ (۱)

”جب میں حضور ﷺ کو اپنے گھر لائی تو قبیلہ بنو سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس سے ہم نے کستوری کی خوشبو محسوس نہ کی۔“

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے بچپن کے بارے میں ایک روایت حضرت ابوطالب کے حوالے سے بھی ملتی ہے، وہ فرماتے ہیں:

فإذا هو في غاية اللين وطيب الرائحة كأنه غمس في  
المسك۔ (۲)

”آپ ﷺ کا جسم اطہر نہایت ہی نرم و نازک اور اس طرح خوشبودار تھا جیسے وہ کستوری میں ڈبویا ہوا ہو۔“

۳۔ خوشبوؤں کا قافلہ عمر بھر قدم قدم آپ ﷺ کے ہمراہ رہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱: ۳۸۷

(۲) رازی، التفسیر الکبیر، ۳۱: ۲۱۴

كان رسول الله ﷺ أحسن الناس لونا وأطيب الناس ريحاً۔ (۱)  
 ”رسول اللہ ﷺ رنگ کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے اور خوشبو  
 کے لحاظ سے سب سے زیادہ خوشبودار۔“

## (۲) خوشبو حضور ﷺ کے پیکرِ اطہر کا حصہ تھی

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ خوشبو آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کی تھی نہ کہ وہ خوشبو جو آپ استعمال کرتے۔ ذاتِ اقدس کسی خوشبو کی محتاج نہ تھی بلکہ خود خوشبو جسمِ اطہر سے نسبت پا کر معتبر ٹھہری۔ اگر حضور ﷺ خوشبو کا استعمال نہ بھی فرماتے تب بھی جسمِ اطہر کی خوشبو سے مشامِ جاں معطر رہتے۔

۱۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

كانت هذه الريح الطيبة صفتها و إن لم يمس طيباً۔ (۲)

”مہک حضور ﷺ کے جسمِ اطہر کی صفات میں سے تھی، اگرچہ آپ ﷺ نے خوشبو استعمال نہ بھی فرمائی ہوتی۔“

۲۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی تصریح کرتے ہیں:

ان هذه الرائحة الطيبة كانت رائحة رسول الله ﷺ من غير طيب۔ (۳)

”یہ پیاری مہک آپ ﷺ کے جسمِ مقدسہ کی تھی نہ کہ اُس خوشبو کی جسے آپ ﷺ استعمال فرماتے تھے۔“

۳۔ امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی اس منفرد خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے

(۱) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱: ۳۲۱

(۲) نووی، شرح صحیح مسلم، ۲: ۲۵۶

(۳) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۸۸

ہیں:

ريحها الطيبة طبعياً خلقياً خصه الله به مكرمة و معجزة لها۔ (۱)

”اللہ تعالیٰ نے بطور کرامت و معجزہ آپ ﷺ کے جسمِ اطہر میں خلقتاً اور طبعاً مہک رکھ دی تھی۔“

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یکے از طبقاتِ عجیب آنحضرت طیبِ ریح است کہ ذاتی وے ﷺ بود بی آنکہ استعمالِ طیب از خارج کند و هیچ طیبِ بدن نمی رسد۔ (۲)

”حضور ﷺ کی مبارک صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بغیر خوشبو کے استعمال کے حضور ﷺ کے جسمِ اطہر سے ایسی خوشبو آتی جس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کر سکتی۔“

۵۔ علامہ احمد عبدالجواد الدرومی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

كان رسول الله ﷺ طيباً من غير طيب، و لكنه كان يتطيب و يتعطر تو كيدا للرائحة و زيادة في الإذكاء۔ (۳)

”حضور ﷺ کا جسم اقدس خوشبو کے استعمال کے بغیر بھی خوشبودار تھا لیکن حضور ﷺ اس کے باوجود پاکیزگی و نطافت میں اضافے کے لئے خوشبو استعمال فرمالتے تھے۔“

۶۔ شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) خفاجی، نسیم الریاض، ۱: ۳۲۸

(۲) محدث دہلوی، مدارج النبوة، ۱: ۲۹

(۳) دومی، الاتحافات الربانیة: ۲۶۳

و قد كان ﷺ طيب الرائحة، و ان لم يمس طيبا كما جاء ذلك في الأخبار الصحيحة لكنه كان يستعمل الطيب زيادة في طيب الرائحة- (۱)

”احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کے جسم اطہر سے خوشبو کی دلاویز مہک بغیر خوشبو لگائے آتی رہتی۔ ہاں، آپ ﷺ خوشبو کا استعمال فقط خوشبو میں اضافہ کے لئے کرتے۔“

(۳) بعد از وصال بھی خوشبوئے جسم رسول ﷺ عنبرنشاں تھی

۱- حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

غسلت النبی ﷺ، فذهبت أنظر ما يكون من المیت، فلم أجد شیئا، فقلت: طبت حیا و میتا۔ (۲)

”میں نے رسالت مآب ﷺ کو غسل دیا، جب میں نے حضور ﷺ کے جسم اطہر سے خارج ہونے والی کوئی ایسی چیز نہ پائی جو دیگر مردوں سے خارج ہوتی ہے تو پکار اٹھا کہ اللہ کے محبوب! آپ ﷺ ظاہری حیات اور بعد از وصال دونوں حالتوں میں پاکیزگی کا سرچشمہ ہیں۔“

۲- حضرت علیؓ نے مزید فرمایا:

وسطعت منه ریح طيبة لم نجد مثلها قط۔ (۳)

”(غسل کے وقت) حضور ﷺ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو کے حلے شروع ہوئے کہ ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی ہے۔“

(۱) ابراہیم بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشماہل الحمدیہ: ۱۰۹

(۲) قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۸۹

(۳) قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۸۹

۳۔ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے:

فاح ریح المسک فی البیت لما فی بطنہ۔ (۱)

”تمام گھر اس خوشبو سے مہک اٹھا جو آپ ﷺ کے شکم اطہر میں موجود تھی۔“

۴۔ یہ روایت ان الفاظ میں بھی ملتی ہے کہ جب شکم اطہر پر ہاتھ پھیرا تو:

إنتشر فی المدینة۔

”پورا مدینہ اس خوشبو سے مہک اٹھا۔“

۵۔ اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

وضعت یدی علی صدر رسول اللہ ﷺ یوم مات، فمر بی جمع

أکل وأتوضأ ما یذهب ریح المسک من یدی۔ (۲)

”میں نے وصال کے بعد حضور ﷺ کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ اس کے بعد

مدت گزر گئی، کھانا بھی کھاتی ہوں، وضو بھی کرتی ہوں (یعنی سارے کام کاج

کرتی ہوں) لیکن میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو نہیں گئی۔“

(۴) جسم اقدس کے پسینے کی خوشبوئے دلنواز

۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان ریح عرق رسول اللہ ﷺ ریح المسک، بأبی و أمی! لم أر

قبلہ و لا بعده أحدا مثله۔ (۳)

”حضور ﷺ کے مبارک پسینے کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی، حضور ﷺ جیسا نہ

کوئی آپ ﷺ سے پہلے میں نے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا۔“

(۱) ملا علی قاری، شرح الشفا، ۱: ۱۶۱

(۲) سیوطی، الخصال الکبریٰ، ۲: ۲۷۴

(۳) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱: ۳۱۹

حضور رحمت عالم ﷺ کا مبارک پسینہ کائناتِ ارض و سماوات کی ہر خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار تھا۔ یہ خوشبو خوشبوؤں کے جھر مٹ میں اعلیٰ اور افضل ترین تھی۔ پسینے کی خوشبو لا جواب اور بے مثال تھی۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ما شمتت عنبراً قط ولا مسکا و لا شیئا أطیب من ریح رسول اللہ ﷺ۔ (۱)

”میں نے حضور ﷺ (کے پسینے) کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار عنبر اور کستوری یا کوئی اور خوشبودار چیز کبھی نہیں سونگھی۔“

۳۔ تاجدار کائنات ﷺ کے مبارک پسینے کا ذکر جمیل حضرت علی رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

کان عرق رسول اللہ ﷺ فی وجہہ اللؤلؤ، و ریح عرق رسول اللہ ﷺ أطیب من ریح المسک الأذفر۔ (۲)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۳، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰

۲۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۶، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۸

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۳۶۸، ابواب البر والصلۃ، رقم: ۲۰۱۵

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۰۰

۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۸

۶۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۶: ۴۶۳، رقم: ۳۸۶۶

۷۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۷۸، رقم: ۱۲۶۸

۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۲۹

۹۔ ابو نعیم، مسند ابی حنیفہ، ۱: ۵۱

۱۰۔ ترمذی، الشیخ المسائل الحمدیہ، ۱: ۲۸۵، رقم: ۳۴۶

۱۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۲۱، رقم: ۶۳۰۳

(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۸۶

”حضور ﷺ کے چہرہ انور پر پسینے کے قطرے خوبصورت موتیوں کی طرح دکھائی دیتے اور اس کی خوشبو عمدہ کستوری سے بڑھ کر تھی۔“

### (۵) عطر کا بدلِ نفیس..... پسینہ مبارک

صحابہ کرام ﷺ جسمِ اطہر کے مقدس پسینے کو محفوظ کر لیتے اور وقتاً فوقتاً اُسے بطور عطر استعمال میں لاتے کہ اُس جیسا عطر روئے زمین پر دستیاب نہیں ہو سکتا۔

حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ آقائے مختتم حضور رحمتِ عالم ﷺ اکثر ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ عموماً آپ ﷺ ہمارے ہاں قیلولہ بھی فرماتے۔ ایک دن میری والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کسی کام سے گھر سے باہر گئی ہوئی تھیں، اُن کی عدم موجودگی میں تاجدارِ کائنات ﷺ ہمارے گھر میں جلوہ افروز ہوئے اور قیلولہ فرمایا:

فقيل لها: هذا النبي ﷺ نائم في بيتك على فراشك۔

”انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں تو سرور کونین حضور رحمتِ عالم ﷺ استراحت فرما رہے ہیں۔“

انہوں نے یہ مژدہ جانفزا سنا تو جلدی جلدی اپنے گھر کی طرف لوٹیں اور دیکھا کہ سید المرسلین حضور رحمتِ عالم ﷺ استراحت فرما رہے ہیں اور جسمِ مقدس پر پسینے کے شفاف قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں اور یہ قطرے جسمِ اطہر سے جدا ہو کر بستر میں جذب ہو رہے ہیں۔

آگے حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں:

جاءت أُمِّي بَقَارُورَةٍ فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقِ فِيهَا۔

”میری والدہ ماجدہ نے ایک شیشی لے کر اس میں حضور ﷺ کے پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا۔“

اس اثنا میں والی کونین ﷺ بیدار ہو گئے۔ آپ ﷺ نے میری امی جان کو مخاطب کر کے فرمایا:

ما هذا الذی تصنعین؟

”تو یہ کیا کر رہی ہے؟“

امی جان نے احتراماً عرض کی:

هذا عرقک نجعله فی طیننا و هو من أطیب الطیب۔

” (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!) یہ آپ کا مبارک پسینہ ہے، جسے ہم اپنے خوشبوؤں میں ملاتے ہیں اور یہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔“

ایک روایت کے مطابق حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا جواب کچھ یوں تھا:

نرجو برکتہ لصبیاننا۔

”ہم اسے (جسم اطہر کے پسینے کو) اپنے بچوں کو برکت کے لئے لگائیں گے۔“

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

أصبِت۔ (۱)

(۱) ۱۔ مسلم، اصحیح، ۴: ۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۱

۲۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۱۸، کتاب الزینہ، رقم: ۵۳۷۱

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲۱

۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۲۵۴، رقم: ۱۱۳۵

۵۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۷۶، رقم: ۲۰۷۸

۶۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۷۸، رقم: ۱۲۶۸

۷۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱۹: ۲۵، رقم: ۲۸۹

۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۲۹

۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۸: ۲۲۸

”تو نے درست کیا۔“

## (۶) خوشبو والوں کا گھر

ایک صحابی سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، عنقریب میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے لیکن میرے پاس اسے دینے کے لئے کوئی خوشبو نہیں، یا رسول اللہ ﷺ اس سلسلے میں میری مدد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

إيتني بقارورة واسعة الرأس وعود شجرة۔

”ایک کھلے منہ والی شیشی اور لکڑی کا کوئی ٹکڑا لے آؤ۔“

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سنتے ہی وہ صحابی مطلوبہ شیشی اور لکڑی لے کر پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آقا ﷺ نے لکڑی سے اپنی مبارک کلائی کا پسینہ..... جو خوشبوؤں کا خزانہ تھا..... اس شیشی میں جمع فرمایا۔ وہ شیشی حضور ﷺ کے مبارک پسینے سے بھر گئی۔ نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:

خذہ و أمر بنتک تطیب بہ۔

”اسے لے جا اور اپنی بیٹی سے کہہ کہ اسے خوشبو کے طور پر استعمال کرے۔“

خوش نصیب صحابی وہ شیشی جس میں تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنی کلائی مبارک کا پسینہ اپنے دست اقدس سے جمع فرمایا تھا لے کر اپنے گھر پہنچے اور گھر والوں کو عطاءئے رسول کی نوید سنائی۔ اس صحابی کے افرادِ خانہ نے حضور ﷺ کی کلائی مبارک کے پسینے کو بطور خوشبو استعمال فرمایا تو ان کے گھر کی فضا جسم اقدس کے پسینے کی خوشبو سے مہک اٹھی، درو دیوار جھوم اٹھے۔ یہ مقدس خوشبو صرف ان کے گھر تک محدود نہ رہی بلکہ ساکنانِ شہر خنک نے بھی اس خوشبوئے رسول کو محسوس کیا اور اس کی کیفیت میں گم رہے۔ پورے شہر میں ان کا گھر بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) کے نام سے مشہور ہو گیا، کتب احادیث میں درج ہے:

فكانت اذا تطيب شم أهل المدينة رائحة ذلك الطيب فسموا

## بیت المطیین۔ (۱)

”جب بھی وہ خوش نصیب خاتون خوشبو لگائی تو جملہ اہل مدینہ اس مقدس خوشبو کو محسوس کرتے، پس اس وجہ سے وہ گھر ’خوشبو والوں کا گھر‘ سے مشہور ہو گیا۔“  
یوں نسبتِ رسول نے ان کا نام تاریخِ اسلام میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔

(۷) اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے

حضور نبی اکرم ﷺ جدھر سے گزرتے وہ راستے بھی مہک اُٹھتے، راہیں قدم بوسی کا اعزاز حاصل کرتیں اور خوشبوئیں جسمِ اطہر کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتیں۔ مدینے کی گلیاں آج بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی خوشبوؤں سے معطر ہیں۔ شہرِ دنواز کے بام و در سے لپٹی ہوئی خوشبوئیں آج بھی کہہ رہی ہیں کہ حضور ﷺ انہی راستوں سے گزرا کرتے تھے، انہی فضاؤں میں سانس لیا کرتے تھے، اسی آسمان کے نیچے خلقِ خدا میں دین و دنیا کی دولت تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ إذا مرّ في طريق من طرق المدينة وجدوا منه رائحة الطيب، و قالوا: مرّ رسول الله ﷺ من هذا الطريق۔ (۲)

(۱) ۱۔ ابویعلیٰ، المسند، ۱۸۵: ۱۱، ۱۸۶، رقم: ۲۲۹۵

۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱۹۰: ۳، ۱۹۱، رقم: ۲۸۹۵

۳۔ ابونعیم، دلائل النبوة، ۵۹: ۱، رقم: ۴۱

۴۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۲: ۲۵۵، ۲۵۶

۵۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۳

۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۴۴: ۱، رقم: ۲۷

۷۔ مناوی، فیض القدر، ۵: ۸۰

۸۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۳: ۸۶

(۲) سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۶۷

”رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے جس کسی راستے سے گزر جاتے تو لوگ اس راہ میں ایسی پیاری مہک پاتے کہ پُکار اُٹھتے کہ ادھر سے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ ہی کا گزر ہوا ہے۔“

۲۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

لم یکن النبی ﷺ یمر فی طریق فیتبعہ أحد إلا عُرف أنه سلكه من طیب عرفہ۔ (۱)

”آپ ﷺ جس راستے سے بھی گزر جاتے تو بعد میں آنے والا شخص خوشبو سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ ﷺ کا گزر ہوا ہے۔“

(۸) آرزوئے جاں نثارانِ مصطفیٰ ﷺ

اظہارِ عشق کے انداز بھی مختلف ہوتے ہیں، خوشبوئے وفا کے پیرائے بھی جدا جدا ہوتے ہیں، کبھی کوئی صحابی حضور ﷺ سے چادر مانگ لیتے ہیں کہ میں اس سے اپنا کفن بناؤں گا اور کوئی حصولِ برکت کے لئے جسمِ اطہر کے پسینے کو شیشی میں جمع کر لیتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ جب حضرت انس ﷺ کے ہاں قیلولہ فرماتے تو آپ ﷺ آقائے دو جہاں ﷺ کا مقدس پسینہ اور موئے مبارک جمع کر لیتے تھے اور انہیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا لیا کرتے تھے۔ حضرت ثمامہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے وصیت کی:

أن يجعل فی حنوطہ من ذلك السُكِّ۔ (۲)

”اُن کے وصال کے بعد وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔“

(۱) بخاری، التاريخ الكبير، ۱: ۳۹۹-۴۰۰، رقم: ۱۲۷۳

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۱۶، کتاب الاستیذان، رقم: ۵۹۲۵

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۴۶۱، رقم: ۱۱۰۳۶

ان کی اس آرزو کو بعد از وصال پورا کیا گیا۔ حضرت حمید سے روایت ہے:

لما توفي أنس بن مالك جعل في حنوطه مسك فيه من عرق  
رسول الله ﷺ۔ (۱)

”جب حضرت انس رضی اللہ عنہ وصال کر گئے تو ان کی میت کے لئے اس خوشبو کو استعمال کیا گیا جس میں آپ ﷺ کے پسینے کی خوشبو تھی۔“

(۱) ۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۲۰۶، رقم: ۶۵۰۰

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۳۹، رقم: ۷۱۵

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۷: ۲۵

۴۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۳: ۲۱

۵۔ شیبانی، الاحآ و المشانی، ۴: ۲۳۸، رقم: ۲۲۳۱

باب دُوم

# حُسنِ سراپا کا ذکرِ جمیل

نہ تو قلم میں اتنی سکت ہے کہ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کو جیٹہ تحریر میں لاسکے اور نہ زبان ہی میں جمالِ مصطفیٰ ﷺ کو بیان کرنے کا یارا ہے۔ سلطانِ عرب و عجم ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفاتِ محاسنِ ظاہری و باطنی کی جامع ہے۔ کائناتِ ارض و سماوات آپ ﷺ کے حسن کے پرتو سے ہی فیض یاب ہے اور آپ ﷺ کی نسبت کے فیضان سے ہی کائناتِ رنگ و بو میں حسن کی خیرات تقسیم ہوتی ہے۔ اسی حقیقت کو حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ یوں بیان کرتے ہیں:

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو  
آن کہ از خاکش بروید آرزو  
یا ز نورِ مصطفیٰ او را بہاست  
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

(دُنیائے رنگ و بو میں جہاں بھی نظر دوڑائیں اس کی مٹی سے جو بھی آرزو ہو پیدا ہوتی ہے، وہ یا تو نورِ مصطفیٰ ﷺ سے چمک دمک رکھتی ہے یا ابھی تک مصطفیٰ ﷺ کی تلاش میں ہے۔)

حضورِ نبی اکرم ﷺ کے حسنِ لامحدود کا احاطہ ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کے حسن کی مثال تو بحرِ بیکراں کی سی ہے جس میں کوئی ایک آدھ موج اچھل کر اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے اور دور دور تک پھیلے سمندر کی گہرائیوں میں اتزنا کسی کے لئے ممکن ہی نہیں۔ بعینہ حقیقت حسنِ محمدی ﷺ تک رسائی کسی فرد بشر کی بات نہیں کہ محدود نظر اس کا مکافہ ادراک

کر ہی نہیں سکتی۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ شمال اور حلیہ مبارک کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ ہر امتی کے دل میں آپ ﷺ کی ذات سے عشق و محبت کا تعلق پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا جائے اور اس کے شوقِ زیارت کو جلا ملتی رہے۔ ذیل میں حلیہ مبارک کا ذکر جمیل ہم اس امید پر کر رہے ہیں کہ یہ ہمارے لئے توشہٴ آخرت بن جائے اور ہماری یہ ادنیٰ سی کاوش بارگہ ایزدی میں شرفِ قبولیت پا کر ہمارے لئے حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کا موجب بنے۔

## ۱۔ حلیہ مبارک کا حسین تذکرہ

کتبِ احادیث و سیر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کے حوالے سے بیان کردہ روایات کے مطالعہ سے جو کچھ ہم جان سکے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا جسم اقدس نہ تو مائل بہ فریبی تھا اور نہ ہی نحیف و ناتواں، بلکہ آپ ﷺ کے جسم اقدس کی ساخت سرتاپا حسنِ اعتدال کا مرقع تھی۔ آپ ﷺ کے جملہ اعضائے مبارکہ میں ایسا حسین تناسب پایا جاتا تھا کہ دیکھنے والا یہ گمان بھی نہ کر سکتا تھا کہ فلاں عضو دوسرے کے مقابلے میں فریبہ یا نحیف ہے۔ آپ ﷺ کے جسم اطہر کی ساخت اتنی متناسب اور کمالِ موزونیت کی مظہر تھی کہ اُس پر فریبی یا کمزوری کا حکم نہیں لگایا جاسکتا تھا۔ فریبی اور دُبلا پن کی دونوں کیفیتیں شخصی وجاہت اور جسمانی حسن و وقار کے منافی سمجھی جاتی ہیں، چنانچہ اللہ رب العزت کو یہ بات کیونکر گوارا ہو سکتی تھی کہ کوئی اُس کے کارخانہ قدرت کے شاہکارِ عظیم کی طرف کسی خلافِ حسن و وقار امر کا گمان بھی کر سکے۔

خدائے عزوجل نے بالیقین اپنے محبوب ﷺ کو بے مثل اور تمام عیوب و نقائص سے مبرا تخلیق کیا تھا۔ آپ ﷺ کا سراپا، کمال درجہ حسین و متناسب اور دلکشی و رعنائی کا حامل اور حسن و خوبی کا خزانہ تھا۔ آپ ﷺ کے اعضائے مبارکہ کی ساخت اس قدر مثالی اور حسنِ مناسبت کی آئینہ دار تھی کہ اُسے دیکھ کر ایک حسنِ مجسم پیکرِ انسانی میں ڈھلتا دکھائی دیتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے حسین سراپا کی مدح میں ہر وقت رطب اللساں رہتے تھے۔

اُن کی بیان کردہ روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ حسنِ ساخت کے اعتبار سے آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کی خوبصورتی اور رعنائی و زیبائی اپنی مثال آپ تھی۔ آپ ﷺ کا سینہ اقدس اور شکم مبارک دونوں ہموار تھے، تاہم سینہ نہایت حسنِ اعتدال کے ساتھ بطنِ مبارک کی نسبت ذرا آگے کی طرف اُبھرا ہوا تھا۔ طب و صحت کے مسلمہ اُصولوں کے اعتبار سے آپ ﷺ کامل و اُکمل طور پر متناسبُ الاعضاء اور وجیہُ الصورت تھے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات میں حسنِ تام اپنی تمام تر دلاویزیوں اور رعنائیوں کے ساتھ یوں مشکل نظر آتا تھا کہ بقولِ شاعر:

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم

کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

آپ ﷺ سر تا قدم حسنِ مجسم تھے اور یہ فیصلہ کرنا محال تھا کہ صوری حسنِ جسدِ اطہر کے کس کس مقام پر کمالِ حسن کی کن کن بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ صحابہ کرام ﷺ آپ ﷺ کے سراپائے حسن کو دیکھ کر جینود اور مبہوت ہو کر رہ جاتے اور آپ ﷺ کے حسن سراپا کے بیان میں اپنے عجز اور کم مائیگی کا اعتراف کرتے۔ حق تو یہ ہے کہ ذاتِ مصطفوی ﷺ کا حسنِ سرمدی اظہار و بیان سے ماورا تھا اور اہل عرب زبان و بیان کی فصاحت و بلاغت کے اپنے تمام تر دعوؤں کے باوجود بھی اُسے کماحقہ بیان کرنے سے عاجز تھے:

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار!

گلچینِ بہار تو ز دامانِ گلہ دار!

(نگاہ کا دامن تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول کثیر ہیں، تیری بہار سے پھول

چننے والوں کو اپنے دامن کی تنگی کی شکایت ہے۔)

صحابہ کرام ﷺ حضور نبی اکرم ﷺ کے سراپائے جمیل اور صورتِ زیبا کے دیدار

سے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھاتے تھے۔ اپنے من کی تشنگی کا مداوا کرتے کشت دیدہ و دل میں آپ ﷺ کی محبت کے گلاب بوتے، آپ ﷺ کے دیدار سے انہیں سکون و طمانیت اور فرحت و راحت کی دولت نصیب ہوتی، ایمان کو حلاوت اور قلب و جاں کو تقویت ملتی۔

۱۔ آپ ﷺ کے نواسے سیدنا امام حسن مجتبیٰ ﷺ اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ فحما مفخما، يتالأ وجهه تالأ القمر ليلة البدر، أطول من المربع و أقصر من المشذب، عظيم الهامة، رجل الشعر، إن انفرت عقيقته فرقها، و إلا فلا يجاوز شعره شحمة أذنيه، إذا هو وفره، أزهر اللون، واسع الجبين، أزج الحواجب سوابغ في غير قرن، بينهما عرق يدره الغضب، أقى العرين، له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمله أشم، كث اللحية، سهل الخدين، ضليع الفم، مفلج الأسنان، دقيق المسربة، كأن عنقه جيد دمية في صفاء الفضة، معتدل الخلق، بادن متماسك، سواء البطن و الصدر، عريض الصدر، بعيد ما بين المنكبين، ضخم الكراديس، أنور المتجرد، موصول ما بين اللبة و السرة بشعر يجرى كالخط، عارى الثديين و البطن مما سوى ذلك، أشعر الذراعين و المنكبين و أعالي الصدر، طويل الزندين، رحب الراحة، شثن الكفين و القدمين، سائل الأطراف ..... أو قال: شائل الأطراف ..... خمسان الأخصمين، مسيح القدمين، ينبو عنهما الماء، إذا زال زال قلعا، يخطو تكفيا، و يمشى هونا، ذريع المشية إذا مشى كأنما ينحط من صيب، و إذا التفت التفت جميعا، خافض الطرف، نظره إلى الأرض أكثر من نظره إلى السماء، جل نظره الملاحظة، يسوق أصحابه و يبدأ من لقي

## بالسلام۔ (۱)

”حضور ﷺ عظیم المرتبت اور بارعب تھے، آپ ﷺ کا چہرہ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا لیکن لمبے قد والے سے نسبتاً پست تھا۔ سر اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک قدرے بل کھائے ہوئے تھے، سر کے بالوں میں سہولت سے مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے، جب حضور ﷺ کے بال مبارک زیادہ ہوتے تو کانوں کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے، آپ ﷺ کا رنگ مبارک چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے، ابرو مبارک جدا جدا تھے، ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ دونوں کے

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۵-۳۸، رقم: ۸

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵

۴۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵، رقم: ۲۴

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۷۔ ابن کثیر، شمائل الرسول، ۵۰: ۵۱

۸۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۸۶، ۲۸۷

۹۔ ابن عساکر، السیرة النبویہ، ۳: ۱۹۱

۱۰۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۳۰

۱۱۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۷۷

۱۲۔ ابن جوزی، صفوة الصفوة، ۱: ۱۵۵

۱۳۔ ابن حبان، الثقات، ۲: ۱۴۵

۱۴۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۴: ۲۸۲

۱۵۔ ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۷: ۲۵۸، رقم: ۴۳۹

درمیان ایک مبارک رگ تھی جو حالتِ غصہ میں ابھر آتی۔ بنی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور اُس پر ایک چمک اور نور تھا، جو شخص غور سے نہ دیکھتا وہ آپ ﷺ کو بلند بنی والا خیال کرتا۔ آپ ﷺ کی ریش مبارک گھنی تھی، رخسار مبارک ہموار (اور ہلکے) تھے، دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا، سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کی گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی (جیسے کسی گوہرِ آبدار کو تراشا گیا ہو اور) وہ رنگ و صفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی۔ آپ ﷺ کے اعضاء مبارک پُر گوشت اور معتدل تھے اور ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے (لیکن) سینہ اقدس فراخ (اور قدرے اُبھرا ہوا) تھا، دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں، بدن مبارک کا جو حصہ کپڑوں سے باہر ہوتا روشن نظر آتا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی (اور اس لکیر کے علاوہ) سینہ اقدس اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھے، البتہ بازوؤں، کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے، کلائیوں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پُر گوشت تھے، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ ﷺ کے تلوے قدرے گہرے اور قدم ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان سے فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے، زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے، آپ ﷺ سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے، (چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے)۔ جب آپ ﷺ چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ کی نظر پاک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی، گوشہ چشم سے دیکھنا آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی (یعنی غایت حیا کی وجہ سے آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے)، چلتے وقت آپ ﷺ

اپنے صحابہ ﷺ کو آگے کر دیتے اور جس سے ملتے سلام کہنے میں خود ابتدا فرماتے۔“

تاجدار کائنات ﷺ کے پیکر دلنشین کو اللہ رب العزت نے ایسا حسین بنایا کہ ہر دیکھنے والا آپ ﷺ کے حسن و جمال کی حلاوتوں میں گم ہو کر رہ جاتا۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ؓ سے منسوب روایات میں آپ ﷺ کے حسن بے مثال کا تذکرہ حسن بلاغت کا شاہکار ہے۔ انہوں نے کمال جامعیت کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر کی رعنائیوں کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ سیدنا علی ؓ سے بھی حسن مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے سے بھرپور ایک روایت ملتی ہے جس میں انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک، جسمانی تناسب، اعضائے مبارک کے حسن اعتدال اور اوصاف حمیدہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ليس بالطويل الممغط و لا بالقصير المتردد، و كان ربعة من القوم، و لم يكن بالجعد القطط، و لا بالسبط، كان جعداً رجلاً، و لم يكن بالمطهم و لا بالمكثم، و كان في الوجه تدوير، أبيض مشرب، أدعج العينين، أهدب الأشفار، جليل المشاش و الكتد، أجرد ذو مسربة، شثن الكفين و القدمين، إذا مشى تعلق، كأنما يمشى في صلب، و إذا التفت التفت معاً، بين كتفيه خاتم النبوة و هو خاتم النبيين، أجود الناس صدراً، و أصدق الناس لهجة، و أليهم عريكة، و أكرمهم عشرة، من رآه بديهة هابه، و من خالطه معرفة أحبه، يقول ناعته: لم أر قبله و لا بعده مثله ﷺ۔ (۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۹، رقم: ۳۶۳۸

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۳۲: ۱، رقم: ۷

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۰، رقم: ۲۱۶



”آپ ﷺ قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ قد کے تھے، آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل چچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ گھنگھر یا لے تھے۔ جسم اطہر میں فرہ پن نہ تھا۔ چہرہ مبارک (بالکل گول نہ تھا بلکہ اُس) میں تھوڑی سی گولائی تھی، رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں۔ آپ ﷺ کی پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ کندھوں کے سرے اور درمیان کی جگہ پر گوشت تھی۔ آپ ﷺ کے بدن اقدس پر زیادہ بال نہ تھے۔ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں مبارک پر گوشت تھے۔ آپ ﷺ جب چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا نیچے اتر رہے ہوں۔ جب آپ ﷺ کسی کی طرف متوجہ ہوتے پورے بدن کو پھیر کر توجہ فرماتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، سب سے زیادہ سخی دل والے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور خاندان کے لحاظ سے سب سے زیادہ افضل تھے۔ جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا، جوں جوں قریب آتا آپ ﷺ سے مانوس ہو جاتا اور آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا۔ (الغرض آپ ﷺ کا) حلیہ بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ جیسا پہلے دیکھا نہ بعد میں۔“

..... ۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵

۵۔ ابن عبدالبر، التمهید، ۳: ۲۹

۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲: ۲۴۷

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۱

۸۔ بیہقی، دلائل النبویہ، ۱: ۲۶۹

۹۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۳

۱۰۔ ابن جوزی، صفوة الصفوة، ۱: ۱۵۳

۱۱۔ مبارکپوری، تحفۃ الأحموزی، ۱۰: ۸۴

۳۔ حسن مصطفیٰ ﷺ کا دلنشین تذکرہ ایک اور مقام پر حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرماتے ہوئے ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کیا جہاں ایک پختہ عمر عورت کا خیمہ تھا۔ وہ اکثر مسافروں کی میزبانی کے فرائض بھی سرانجام دیا کرتی تھی۔ جس روز حضور ﷺ کا گزر وہاں سے ہوا، اس کا شوہر ریوڑ چرانے کے لئے باہر گیا ہوا تھا، گھر میں صرف ایک لاغر بکری تھی جو ریوڑ کے ساتھ جانے سے قاصر تھی۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے معجزتاً اس بکری کا دودھ دوہنا شروع کیا۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں کے لمس سے اُس بکری کے خشک تھنوں میں اتنا دودھ بھر آیا کہ وہاں موجود تمام لوگ سیر ہو گئے مگر دودھ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ اُم معبد کا شوہر بکریاں چرانے کے بعد واپس آیا تو گھر میں دودھ سے لبالب برتن دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس موقع پر اُم معبد نے تاجدارِ کائنات ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا:

رأيتُ رجلاً ظاهراً الوضوء، متبلجاً الوجه، حسن الخلق، لم تعبہ  
ثجلة و لم تزر به صعلة، وسيم قسيم، في عينيه دعج، و في  
أشفاره وطف، و في صوته صل، أحور، أكحل، أزج، أقرن،  
شديد سواد الشعر، في عنقه سطع، و في لحيته كثافة، إذا صمت  
فعلية الوقار، و إذا تكلم سما و علاه البهاء، كان منطقه خرزات  
نظم يتحدرن، حلو المنطق، فصل، لا نزر و لا هذر، أجهر الناس  
و أجمله من بعيد، و أحلاه و أحسنه من قريب، ربعة، لا تشنؤه  
من طول و لا تقتحمه عين من قصر، غصن بين غصنين فهو أنضر  
الثلاثة منظرأ، و أحسنهم قدراً، له رفقاء يحفون به، إذا قال  
استمعوا لقلوله، و إذا أمر تبادروا إلى أمره، محفوظ محشود، لا  
عابث و لا مفند۔ (۱)

”میں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کا حسن نمایاں اور چہرہ نہایت ہشاش  
 ہشاش (اور خوبصورت) تھا اور اخلاق اچھے تھے۔ نہ رنگ کی زیادہ سفیدی  
 انہیں معیوب بنا رہی تھی اور نہ گردن اور سر کا پتلا ہونا ان میں نقص پیدا کر رہا  
 تھا۔ بہت خو برو اور حسین تھے۔ آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی تھیں اور پلکیں لمبی  
 تھیں۔ ان کی آواز گونج دار تھی۔ سیاہ چشم و سرگیں، دونوں ابرو باریک اور طے  
 ہوئے تھے۔ بالوں کی سیاہی خوب تیز تھی۔ گردن چمکدار اور ریش مبارک گھنی  
 تھی۔ جب وہ خاموش ہوتے تو پروقار ہوتے اور جب گفتگو فرماتے تو چہرہ  
 اقدس پر نور اور باروق ہوتا۔ گفتگو گویا موتیوں کی لڑی، جس سے موتی جھڑ  
 رہے ہوتے۔ گفتگو واضح ہوتی، نہ بے فائدہ ہوتی نہ بیہودہ۔ دُور سے دیکھنے پر  
 سب سے زیادہ بارعب اور جمیل نظر آتے۔ اور قریب سے دیکھیں تو سب سے  
 زیادہ خو برو، (شیریں گفتار اور) حسین دکھائی دیتے۔ قدرِ درمیانہ تھا، نہ اتنا  
 طویل کہ آنکھوں کو برا لگے اور نہ اتنا پست کہ آنکھیں معیوب جانیں۔ آپ ﷺ  
 دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ تھے جو خوب سرسبز و شاداب اور قد آور ہو۔  
 ان کے ساتھی ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے، جب آپ ﷺ کچھ فرماتے تو

..... ۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۴۹، ۷: ۱۰۵

۴۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۸: ۹۲

۵۔ حسان بن ثابت، دیوان: ۵۷ ۵۸

۶۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۳۱۰

۷۔ شیبانی، الآحاد والمثانی، ۶: ۲۵۳

۸۔ ابن حبان، الثقات، ۱: ۱۲۵

۹۔ ابن عبد البر، الاستیعاب، ۴: ۱۹۵۹

۱۰۔ ابن جوزی، صفوة الصفوہ، ۱: ۱۳۹

۱۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۳: ۳۴۸

وہ ہمہ تن گوش ہو کر غور سے سنتے اور اگر آپ ﷺ حکم دیتے تو وہ فوراً سے بجا لاتے۔ سب آپ ﷺ کے خادم تھے اور آپ ﷺ نہ ترش رو تھے اور نہ ہی آپ ﷺ کے فرمان کی مخالفت کی جاتی۔“

حسنِ مصطفیٰ ﷺ کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمہ وقت حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہنے والے صحابہ کرام ﷺ ہی نہیں بلکہ ہر وہ فرد بھی آپ ﷺ کے حسن سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا جو آپ ﷺ سے پہلی بار ملاقات کا شرف حاصل کرتا۔ اُمِ معبد بے ساختہ اپنی زبان میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی نعت گوئی کر چکی تو اس کے شوہر نے مسحور کن انداز میں انتہائی عقیدت اور وارفتگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ یقیناً یہی وہ شخص ہے قریش جس کی زندگی کے درپے ہیں۔ اگر میں انہیں پالیتا تو ضرور ان کی ہمرکابی کا شرف حاصل کرتا، اگر ممکن ہوا تو میں اب بھی انہیں ضرور پاؤں گا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کو پہلی نظر دیکھنے والا آپ ﷺ کے سراپائے اقدس کی وجاہت اور بے پناہ حسن و جمال سے مہبوت ہو کر رہ جاتا لیکن جوں جوں وہ آپ ﷺ سے قریب ہوتا آپ ﷺ کی پرکشش اور جاذبِ نظر شخصیت سے مسحور ہو کر آپ ﷺ کا غلام ہو جاتا۔ جسے ایک بار آپ ﷺ کے قرب کی نعمت میسر آتی وہ ہمیشہ کے لئے آپ ﷺ کا گرویدہ ہو جاتا اور اس پر آپ ﷺ سے جدائی انتہائی شاق گزرتی۔

ان روایات سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت پاک اور سراپائے مبارک کو خالقِ کائنات نے ہر قسم کے عیب اور نقص و سقم سے یکسر مبرا و منزہ تخلیق کیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ کے دوران کسی حاسد کو بھی آپ ﷺ پر انگشت نمائی کا حوصلہ نہ ہوا۔

آپ ﷺ کے سراپائے حسن و جمال کو بیان کرنے کے لئے اہلِ قلب و نظر نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے۔ شاعروں نے خامہ فرسائی کی حد کر دی لیکن کوئی بھی اس مہبطِ حسنِ الہی کی رعنائیوں کا احاطہ نہ کر سکا اور بالآخر سب کو اپنے عجز اور کم مائیگی کا

اعتراف کرنا پڑا۔ کسی نے یوں کہا:

مصحفے را ورق ورق دیدم

هیچ سورت نہ مثل صورت اوست

اور کسی کو یوں کہنا پڑا:

حسنِ یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری

آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

غالب جیسے قادر الکلام شاعر نے اپنی عجز بیانی کا اظہار یوں کیا:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد ﷺ است

آپ ﷺ کا سراپائے اقدس تناسبِ اعضاء کا بہترین شاہکار تھا۔ آپ ﷺ کا حسی و ظاہری پہلو حد درجہ دلکش اور جاذبِ نظر تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ ہر مجلس میں مرکزِ نگاہ ہوتے تھے اور دیکھنے والی ہر آنکھ آپ ﷺ کے سراپائے انور کے حسن و جمال کی رعنائیوں میں کھوئی رہتی اور بیان کرنے والا جہاں بھی ہوتا اسی حسن کے چرچے کرتا۔ آئندہ صفحات میں ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عمل کی اتباع میں تاجدارِ انبیاء رضی اللہ عنہم کے حسین اور متناسب اعضاء مبارکہ کا ذکر کریں گے۔

## ۲۔ چہرہ اقدس ..... ماہِ تاباں

حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس قدرت خُداوندی کا شاہکارِ عظیم ہے۔ آپ ﷺ کی تخلیق رب کائنات کی جملہ تخلیقی رعنائیوں کا مرقعِ زیبائی ہے۔ مخلوقات کے تمام حامد و محاسن کا نقطہ کمال آپ ﷺ ہیں۔ حضور ﷺ کا روئے مقدس جمالِ خُداوندی کا آئینہ دار ہے، آپ ﷺ مرکزِ نگاہِ خاص و عام ہیں۔ ”اِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں رہتے ہیں)“ کا خطابِ خداوندی آپ ﷺ کا اعزازِ لازوال ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اپنے محبوب نبی ﷺ کے چہرہ انور کا ذکر بڑی محبت اور اپنائیت کے انداز میں فرمایا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں تقریباً سترہ ماہ مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ اس پر یہود طعنہ زن ہوئے کہ مسلمان اور ان کا نبی یوں تو ہمارے دین کے مخالف ہیں مگر نماز کے وقت ہمارے ہی قبلہ کی طرف رخ کرتے ہیں۔ یہ بات حضور نبی اکرم ﷺ کی طبیعت مبارکہ پر گراں گزری اور آپ ﷺ کے قلبِ اطہر میں تبدیلیِ قبلہ کی خواہش پیدا ہوئی جو کہ اتنی شدت اختیار کر گئی کہ اس کو پورا ہوتا دیکھنے کے لئے دورانِ نماز چہرہ اقدس اٹھا کر بار بار آسمان کی طرف دیکھتے۔ اللہ رب العزت کو اپنے محبوب بندے کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ عین نماز کی حالت میں تبدیلیِ قبلہ کا حکم وارد ہوا، جس میں باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کا خصوصی ذکر فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ (۱)

”اے حبیب! ہم بار بار آپ کے رخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں، پس آپ اپنا رخ ابھی مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے۔“

(۱) القرآن، البقرہ، ۲: ۱۴۴

ایک اور مقام پر اپنے محبوب ﷺ کے روئے زیبا کا تذکرہ استعاراتی اور علامتی زبان میں انتہائی دلنشین انداز سے کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

وَ الضُّحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝ (۱)

”متم ہے چاشت (کی طرح چمکتے ہوئے چہرہ زیبا) کی ۝ اور سیاہ رات (کی طرح شانوں کو چھوتی ہوئی زلفوں) کی ۝ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہی ہوا ہے“ ۝

ملا علی قاریؒ ان آیات مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والانصب بهذا المقام فى تحقيق المرام أن يقال أن فى الضحى إيماء إلى وجهه ﷺ كما أن فى الليل أشعارا إلى شعره عليه الصلوة والسلام۔ (۲)

”اس سورت کا نزول جس مقصد کے لئے ہوا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ضحیٰ میں آپ ﷺ کے چہرہ انور اور لیل میں آپ ﷺ کی مبارک زلفوں کی طرف اشارہ ہے۔“

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

الضحى: بوجهه ﷺ، و الليل: شعره۔ (۳)

”ضحیٰ سے مراد آپ ﷺ کا روئے منور اور لیل سے مراد آپ ﷺ کی مبارک زلفیں ہیں۔“

(۱) القرآن، الضحیٰ، ۹۳:۱-۳

(۲) ملا علی قاری، شرح الشفاء، ۸۲:۱

(۳) زرقانی، شرح الموہب اللدنیہ، ۸:۴۴۳

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ علیہ پہلے سوال اٹھاتے ہیں: کیا کسی مفسر نے ضحیٰ کی تفسیر حضور ﷺ کے چہرہ انور اور لیل کی تفسیر حضور ﷺ کی زلفوں کے ساتھ کی ہے؟ اور پھر خود ہی جواب مرحمت فرماتے ہیں:

نعم، و لا إستبعاد فیہ و منہم من زاد علیہ، فقال: و الضحیٰ: ذکور  
أهل بیته، و اللیل: أناتهم۔ (۱)

”ہاں، یہ تفسیر کی گئی ہے اور اس میں کوئی بعد نہیں اور بعض (مفسرین) نے اس میں اضافہ فرمایا ہے کہ وَالضُّحَىٰ سے حضور ﷺ کے اہل بیت کے مرد حضرات اور وَاللَّيْلِ سے اہل بیت کی خواتین مراد ہیں۔“

دیگر تفاسیر مثلاً ’تفسیر نیشا پوری (۳: ۱۰۷)‘، ’تفسیر روح المعانی (۳۰: ۱۷۸)‘، ’تفسیر روح البیان (۱۰: ۲۵۳)‘ اور ’تفسیر عزیزی (پارہ عم، ص: ۳۱۰)‘ میں بھی ضحیٰ سے چہرہ مصطفیٰ ﷺ اور لیل سے آپ ﷺ کے گیسوئے عنبریں مراد لئے گئے ہیں۔

## اصحاب رسول، اوراق قرآن اور چہرہ انور

حضور ﷺ کو چلتا پھرتا قرآن کہا گیا ہے، صحابہ کرام ﷺ چہرہ انور کو کھلے ہوئے اوراق قرآن سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام ﷺ ایام وصال میں یاربنا حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے، اچانک آقائے کائنات ﷺ نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھایا اور اپنے غلاموں کی طرف دیکھا تو ہمیں یوں محسوس ہوا:

كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةٌ مَصْحَفٍ۔ (۲)

”گویا حضور ﷺ کا چہرہ انور قرآن کا ورق ہے۔“

(۱) رازی، التفسیر الکبیر، ۳۱: ۲۰۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۳۰، کتاب الاذان، رقم: ۶۲۸

صحابہ کرام ﷺ کے اسی شعورِ جمال کو محدثِ کبیر امام عبدالرؤف المناویؒ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

و وجه التشبيه حسن الوجه و صفا البشرة و سطوع الجمال لما افيض عليه من مشاهدة جمال الذات۔ (۱)

”چہرہ انور کے حسن و جمال، ظاہری نظافت و پاکیزگی اور چمک دمک کا (قرآن مجید کے ورق سے) تشبیہ دینا اس وجہ سے ہے کہ یہی وہ روئے مقدس ہے جو جمالِ خداوندی کے مشاہدہ سے فیض یاب ہوا۔“

آقائے دو جہاں ﷺ کا چہرہ انور اپنی صورت پذیری میں قرآن حکیم کے اوراق جیسی چمک دمک کا مظہرِ اتم تھا کیونکہ یہی وہ روئے منور ہے جس نے اللہ رب العزت کے حسن و جمال کے مشاہدے سے فیض پایا۔

..... ۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۱۵، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۴۱۹

۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۵۱۹، کتاب الجنائز، رقم: ۱۶۲۴

۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۲۶۱، رقم: ۷۱۰۷

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۱۰، ۱۶۳، ۱۹۶

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۲۹۶، رقم: ۶۸۷۵

۷۔ عبدالرزاق، المصنف، ۵: ۴۳۳، رقم: ۹۷۵۴

۸۔ ابویعلیٰ، المسند، ۶: ۲۵۰، رقم: ۳۵۴۸

۹۔ حمیدی، المسند، ۲: ۵۰۱، رقم: ۱۱۸۸

۱۰۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۴۴۵، رقم: ۱۶۴۷

۱۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۷۵، رقم: ۴۸۷۵

۱۲۔ ابونعیم، المسند المستخرج، ۲: ۴۳، رقم: ۹۳۶

۱۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۲۱۶

(۱) مناوی، حاشیہ بر جمع الوسائل، ۲: ۲۵۵

آقائے دو جہاں ﷺ کے روئے تاباں کو قرآن مجید کے ورق سے تشبیہ دینے کے حوالے سے امام نوویؒ نے لکھا ہے:

عبارة عن الجمال البارع وحسن البشرة وصفاء الوجه واستنارته۔ (۱)  
(جس طرح ورق مصحف کلام الہی ہونے کی وجہ سے حسی اور معنوی نور پر مشتمل ہو کر دیگر تمام کلاموں پر فوقیت رکھتا ہے، اسی طرح) حضور ﷺ (بھی اپنے) حسن و جمال، چہرہ انور کی نظافت و پاکیزگی اور تابانی میں یکتا و تنہا ہیں۔“

آقائے دو جہاں ﷺ میں جمال الہیہ کے عکس کا پرتو اور آپ ﷺ کا چہرہ اقدس سراپا مظہریت حق کی شان کا حامل تھا اس لیے اس چہرہ انور کے دیدار کو عین دیدار حق قرار دیا گیا، جیسا کہ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من رأی فقد رأى الحق، فإن الشيطان لا يتكوننى۔ (۲)  
”جس نے مجھے دیکھا، اُس نے حق کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔“

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:  
إن الشيطان لا يستطيع أن يتشبه بى، فمن رأى فى النوم فقد رأى۔ (۳)

”بیشک شیطان میری صورت اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو جس نے

(۱) نووی، شرح صحیح مسلم، ۱: ۱۷۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۵۶۸، کتاب التعمیر، رقم: ۶۵۹۶

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۵۵

۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۵: ۷۷

(۳) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۶۱، ۳۶۲

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۲۲، رقم: ۳۹۳

خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔“

امام نبہانی، امام احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حدیث مذکورہ کی تشریح درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

من رآنی فقد رآی الحق تعالیٰ۔ (۱)

”جس نے مجھے دیکھا یقیناً اُس نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔“

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ بھی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، حضور تاجدارِ کائنات ﷺ کے اس فرمان کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا، اس لئے کہ ابلیس لعین میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اور دوسرے یہ کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ رب العزت کو دیکھا۔ (۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ حضور ﷺ کے چہرہ انور کو جمالِ خداوندی کا آئینہ قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اما وجہ شریفِ وِے ﷺ مرآتِ جمالِ الہی است، و مظہرِ

انوارِ نامتناہی وِے بود۔ (۳)

”حضور ﷺ کا روئے منور ربِ ذوالجلال کے جمال کا آئینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا اس قدر مظہر ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں۔“

## روئے منور کی ضوءِ فشانیاں

حضور نبی اکرم ﷺ کے چہرہ تاباں کی ضوفشانی اللہ رب العزت کے انوار و تجلیات سے مستعار و مستنیر ہے جو آفتاب جہاں تاب کے مانند ہر سو جلوہ نگیں ہیں۔ صحابہ کرام ؓ آپ ﷺ کے دیدار سے فیض یاب ہوتے تو ان کی آنکھوں میں نور اور سینوں

..... ۳۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۲

(۱) نبہانی، جواہر البحار، ۳: ۶۳

(۲) حاجی امداد اللہ، شائم امدادیہ، ۴۹: ۵۰

(۳) محدث دہلوی، مدارج النبۃ، ۱: ۵۱

میں ٹھنڈک بھر جاتی، ان کے دل اس حسن جہاں آراء کے جلووں سے کبھی بھی سیر نہ ہوتے اور وہ یہ چاہتے تھے کہ یہ پیکرِ حسن ہمیشہ ان کی آنکھوں کے سامنے جلوہ آ رہے اور وہ اس حسنِ سرمدی کے حیات آفریں چشمے سے زندگی کی خیرات حاصل کرتے رہیں۔ آپ ﷺ کے چہرہ انور کی درخشانی و تابانی ہنگامی اور عارضی نہ تھی بلکہ ہر آن آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے انوار کی رم جھم جاری رہتی تھی۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس میں اس قدر دل آویزی اور کشش و جاذبیت رکھی تھی کہ ہر طالب دیدار ہمہ وقت تمنائی رہتا کہ روئے مقدس کو دیکھتا ہی چلا جائے اور وہ جلوہ گاہِ حسن کبھی اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو۔

۱۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أحسن الناس وجهاً وأحسنهم خلقاً۔ (۱)

”حضور پُر نور ﷺ چہرہ انور اور اپنے اخلاقِ حسنہ کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے زیادہ حسین و جمیل ہیں۔“

۲۔ سفرِ ہجرت جاری تھا، کاروانِ ہجرت اُمّ معبد کے پڑاؤ پر رُکا تو اُمّ معبد حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئی اور تصویرِ حیرت بن گئی۔ وہ بے ساختہ پُکار اُٹھی:

رأيت رجلاً ظاهر الوضاء، متبلج الوجه۔ (۲)

”میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کی صفائی و پاکیزگی بہت صاف اور کھلی ہوئی ہے، چہرہ نہایت ہشاش بشاش ہے۔“

حضور ﷺ کا ظاہری حُسن و جمال جو باوجود اس کے کہ کئی پردوں میں مستور تھا،

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۳۰، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۶

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۹، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷

۳۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۶۰

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۰

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴

۳۔ بیہقی، دلائل النبویہ، ۱: ۲۷۹

دیکھ کر انسانی آنکھ حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتی اور کائنات کی جملہ رعنائیاں قدمِ مصطفیٰ ﷺ پر نثار ہو ہو جاتیں۔

۳۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ۔ (۱)

”میں نے حضور ﷺ سے بڑھ کر حسین و جمیل کسی اور کو نہیں پایا (یعنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روئے منور کی زیارت کر کے یوں محسوس ہوتا) گویا حضور ﷺ کے روئے منور میں آفتابِ روشن مجو خرام ہے۔“

۴۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ربیع بنت معوذ سے حضور ﷺ کے شمال پوچھے تو انہوں نے کہا:

يَا بَنِي! لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً۔ (۲)

”اے میرے بیٹے! اگر تو ان کی زیارت کرتا تو (گویا حسن و جمال میں) طلوع

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۸۰، رقم: ۸۹۳۰

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۵۰، رقم: ۸۵۸۸

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۲: ۲۱۵، رقم: ۶۳۰۹

۴۔ ابن مبارک، کتاب الزہد، ۱: ۲۸۸، رقم: ۸۳۸

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۵

۶۔ بیہقی، دلائل النبویہ، ۱: ۲۰۹

۷۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۵۱

۸۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۳۷۳

(۲) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۴، رقم: ۶۱

۲۔ شیبانی، الآحاد و المثانی، ۶: ۱۱۶، رقم: ۳۳۳۵



ہوتے سورج کی زیارت کرتا۔“

۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے دریافت کیا:

أَكَانَ وَجْهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ؟

”کیا حضور ﷺ کا روئے منور تلوار کی مانند تھا؟“

انہوں نے جواباً کہا:

لا، بل مثل القمر۔ (۱)

”نہیں (حضور ﷺ کا چہرہ اقدس تلوار کے مانند نہیں) بلکہ چاند کی طرح (چمکدار

.....۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۲۷، رقم: ۶۹۶

۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۱، رقم: ۱۴۲۰

۵۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۰۰

۶۔ پیشی، مجمع الزوائد: ۸: ۲۸۰

۷۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۸۳۸، رقم: ۳۳۳۶

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۶

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۸۱

۴۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۵، رقم: ۶۴

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۸، رقم: ۶۲۸۷

۶۔ رویانی، المسند، ۱: ۲۲۳، ۲۲۵، رقم: ۳۱۰

۷۔ ابن جعد، المسند، ۱: ۳۷۵، رقم: ۲۵۷۲

۸۔ بخاری، التاريخ الکبیر، ۱: ۱۰

۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۶، ۴۱۷

۱۰۔ ابن عساکر، السیرة النبویة، ۳: ۱۶۳

۱۱۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۵۴

اور روشن) تھا۔“

۶۔ یہی سوال حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

لا، بل کان مثل الشمس و القمر و کان مستدیرا۔ (۱)

”نہیں، بلکہ حضور ﷺ کا چہرہ انور سورج اور چاند کی طرح (روشن) تھا اور گولائی لئے ہوئے تھا۔“

۷۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

کان فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدویر۔ (۲)

”حضور ﷺ کا چہرہ انور گول تھا (جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے)۔“

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چہرہ انور کو گول کہا تو ان کا مقصود چہرہ انور کو محض چاند سے تشبیہ دینا تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ روئے منور بالکل گول نہ تھا اور نہ لمبا بلکہ اعتدال و توازن کا ایک شاہکار تھا۔

شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

مثل القمر المستدیر هو أنور من السیف لکنہ لم یکن مستدیراً

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۳، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۴

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۰۴، رقم: ۲۱۰۳۷

۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۳۵

۴۔ ابن عساکر، السیرة النبویة، ۳: ۱۴۷

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۳، رقم: ۱۹۲۶

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۳۹

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۱

۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۱۳

جداً، بل کان بین الإستدارة و الإستطالة۔ (۱)

”حضور ﷺ کا روئے منور گولائی میں چاند کی طرح اور چمک دمک میں تلوار سے بڑھ کر تھا۔ لیکن چہرہ اقدس نہ بالکل گول تھا اور نہ لمبا ہی تھا، بلکہ ان کے درمیان تھا (یعنی چہرہ انور توازن و اعتدال کا عمدہ ترین نمونہ تھا)۔“

## چہرہ مصطفیٰ ﷺ کی چاند سے تشبیہ

حضور نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور کی تابانی و ضوفشانی دیکھ کر صحابہ کرام ﷺ بے ساختہ اسے چاند سے تشبیہ دینے لگتے۔ جب وہ تاروں بھرے آسمان میں پورے چاند کو دیکھتے تو اس کے حسن شب تاب سے ان کی خوش نصیب نگاہیں بے اختیار چہرہ مصطفیٰ ﷺ کی طرف اٹھ جاتیں، جس کے حسن عالم تاب نے تمام جہاں کو اپنا اسیر بنا رکھا ہے۔

۱۔ حضرت کعب بن مالک ﷺ فرماتے ہیں:

وَكَانَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهَهُ، حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ،

وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ۔ (۲)

(۱) بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل الحمدیہ: ۲۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۵، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۳

۲۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۷۱۸، کتاب التفسیر، رقم: ۴۴۰۰

۳۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۱۲۷، کتاب التوبہ، رقم: ۲۷۶۹

۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۳۶۰، رقم: ۱۱۲۳۲

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۴۵۸، رقم: ۲۷۲۰

۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۴۲۳، رقم: ۳۷۰۰۷

۷۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۱، رقم: ۴۱۹۳

۸۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۹: ۵۵، ۶۹، رقم: ۱۳۴، ۹۵

۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۵: ۲۲۰

۱۰۔ بیہقی، دلائل النبویہ، ۱: ۱۹۷

←

”جب حضور ﷺ مسرور ہوتے تو آپ ﷺ کے روئے منور سے نور کی شعاعیں پھوٹی دکھائی دیتی تھیں، یوں لگتا جیسے چہرہ اقدس چاند کا ٹکڑا ہو اور اس سے ہم جان لیتے (کہ آقا ﷺ خوشی کے عالم میں ہیں)۔“

۲۔ یارِ غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفر اور حضر میں آپ ﷺ کی رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہجرت کے موقع پر غارِ ثور میں حضور ﷺ نے آپ کے زانوؤں پر سر رکھ کر استراحت فرمائی اور آپ ﷺ نے چہرہ انور کی قریب سے زیارت کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

کان وجہ رسول اللہ ﷺ كدارة القمر۔ (۱)

”حضور ﷺ کا روئے منور (چودھویں کے) چاند کے (حلقہ اور) دائرہ کی مانند (دکھائی دیتا) تھا۔“

۳۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ سُرخ چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کرتا بالآخر دل بے اختیار ہو کر پُکار اُٹھا:

فلہو عندی أحسن من القمر۔ (۲)

”آپ ﷺ میرے نزدیک چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔“

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

..... ۱۱۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۱۶۳، رقم: ۲۵۱

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۲۱۲

۲۔ ہندی، کنز العمال، ۷: ۱۶۴، رقم: ۱۸۵۲۶

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۹، رقم: ۱۰

۲۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۱: ۲۲۳

۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۱۹۶

فنور وجہہ ﷺ ذاتی، لا ینفک عنہ ساعة فی اللیالی و الأيام، و نور القمر مکتسب مستعار ینقص تارة و ینخسف أخرى۔ (۱)

”حضور ﷺ کے چہرہ انور کا نور دن رات میں کبھی جدا نہیں ہوتا کیونکہ چاند کے برعکس یہ حضور ﷺ کا ذاتی وصف ہے، چاند کا نور تو سورج سے مستعار ہے، اس لئے اس میں کمی بھی آجاتی ہے حتیٰ کہ کبھی تو بالکل بے نور ہو جاتا ہے۔“

۴۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روئے منور کے حوالے سے فرماتے ہیں:

یتألؤ وجہہ تألؤ القمر لیلة البدر۔ (۲)

”حضور ﷺ کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔“

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

و کان رسول اللہ ﷺ أحسن الناس وجہا و أنورہم لونا، لم یصفہ و اصف قط الا شبہ وجہہ بالقمر لیلة البدر، و کان عرقہ فی وجہہ مثل اللؤلؤ۔ (۳)

”حضور ﷺ سب سے بڑھ کر حسین و جمیل اور خوش منظر تھے۔ جس شخص نے بھی حضور ﷺ کی توصیف و ثناء کی اُس نے چہرہ انور کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دی، اور آپ ﷺ کے روئے منور پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح (چمکتے) تھے۔“

حضور ﷺ کے روئے منور کو چاند سے تشبیہ دینے کے حوالے سے ابن دحیہ کہتے

ہیں:

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل علی الشمائل الحمدیہ، ۱: ۵۶۱

(۲) ترمذی، الشمائل الحمدیہ، ۱: ۳۵، رقم: ۸

(۳) ۱۔ قسطلانی، المواہب اللدیہ، ۲: ۳۱۲

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۰

لأن القمر يؤنس كل من شاهده و يجمعُ النور من غير أذى حَرّ،  
و يتمكن من النظر إليه بخلاف الشمس التي تُعشى البصر فتمنع  
من الرؤية۔ (۱)

”چونکہ چاند اپنے دیکھنے والے کو مانوس کرتا ہے، چاند سے روشنی کا حصول گرمی کے بغیر ہوتا ہے اور اُس پر نظر جمانا بھی ممکن ہوتا ہے، بخلاف سورج کے کہ اس کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور (کسی چیز کو) دیکھنے سے عاجز آ جاتی ہیں۔“

شیخ ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں:

إنما أثر القمر بالذکر دون الشمس لأنه ﷺ محاطات الكفر  
كما أن القمر محاطات الليل۔ (۲)

”چہرہ انور کو سورج سے تشبیہ نہ دے کر چاند سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کفر کی تاریکیوں کو اسی طرح دور کر دیا جس طرح چاند اندھیری رات کی تاریکیوں کو دور کر دیتا ہے۔“

۶۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ دخل عليها مسروراً، تبرق أسارير  
وجهه۔ (۳)

(۱) صالحی، سبل الہدی والرشاد، ۴: ۴۱

(۲) ابراہیم بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل الحمدیہ: ۱۹

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، باب صفۃ الانبیاء، رقم: ۳۳۶۲

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۸۱، کتاب الرضاع، رقم: ۱۴۵۹

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۴۲۰، کتاب الولاء والہدیۃ، رقم: ۲۱۲۹

۴۔ ابو داؤد، السنن، ۲: ۲۸۰، کتاب الطلاق، رقم: ۲۲۶۷

”آپ ﷺ میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ شاداں و فرحاں تھے، چہرہ اقدس کے تمام خدو خال ٹور کی طرح چمک رہے تھے۔“  
امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فی صفتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: إذا سُر فکأنَّ وجہہ المرآة، وکأن الجدر تلاحک وجہہ، أى یرى شخص الجدر فی وجہہ ﷺ۔ (۱)

”یہ بھی آپ ﷺ کی صفات میں سے تھا کہ جب آپ ﷺ مسرور ہوتے تو روئے منور آئینے کی طرح (شفاف اور مجلا) ہو جاتا گویا کہ دیواروں کا عکس آپ ﷺ کے چہرہ اقدس میں صاف نظر آتا۔“

۷۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حفصہ بنت رواحہ سے سوئی عاریتاً لے کر رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سی رہی تھی کہ اچانک وہ میرے ہاتھ سے گر گئی اور تلاش بسیار کے بعد بھی نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے:

فتبینت الابرة من شعاع نور وجہہ ﷺ۔ (۲)

”حضور ﷺ کے چہرہ اقدس سے نکلنے والے ٹور کی وجہ سے مجھے اپنی گم شدہ سوئی

..... ۵۔ نسائی، السنن، ۶: ۱۸۴، کتاب الطلاق، رقم: ۳۴۹۳

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۸۲، رقم: ۲۴۵۷۰

۷۔ دارقطنی، السنن، ۴: ۲۳۰، رقم: ۱۳۱

۸۔ عبدالرزاق، المصنف، ۷: ۴۳۷، رقم: ۱۳۸۳۳

۹۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۰: ۲۶۵، رقم: ۲۱۰۶۱

۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴: ۶۳

(۱) ابن اثیر، النہایہ، ۴: ۲۳۸، ۲۳۹

(۲) ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۲۵

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۰۷

”مل گئی۔“

## چہرہ مبارک ..... صداقت کا آئینہ

حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ جو اسلام لانے سے قبل یہود کے بہت بڑے عالم تھے، فرماتے ہیں کہ اسلام کے دامنِ رحمت میں آنے سے پہلے جب میں نے نبیؐ آخر الزماں ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بارے میں سنا تو نبوت کی دعویٰ دار اس ہستی کو دیکھنے کے لئے آیا، اس وقت آپ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔

فلما استبنت وجہ رسول اللہ ﷺ عرفت أن وجہہ لیس بوجہ  
کذاب۔ (۱)

”پس جب میں نے حضور ﷺ کا چہرہ اقدس دیکھا تو میرا دل پُکار اٹھا کہ یہ (نورانی) چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔“

- (۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶۵۲:۴، ابواب صفۃ القیامہ، رقم: ۲۴۸۵
- ۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۴۲۳:۱، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنت فیہا، رقم: ۱۳۳۴
- ۳۔ حاکم، المستدرک، ۱۴:۳، رقم: ۴۲۸۳
- ۴۔ حاکم، المستدرک، ۱۷:۴، رقم: ۷۲۷۷
- ۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۵، رقم: ۴۵۱
- ۶۔ دارمی، السنن، ۴۰۵:۱، رقم: ۱۴۶۰
- ۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵۰۲:۲، رقم: ۴۴۲۲
- ۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲۱۶:۳، رقم: ۳۳۶۱
- ۹۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲۴۸:۵، رقم: ۲۵۷۴۰
- ۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۳۵
- ۱۱۔ ابن عبدالبر، الدرر، ۸۵:۱
- ۱۲۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۴:۱۱۸
- ۱۳۔ سیوطی، الخصاص الکبریٰ، ۱:۳۱۴

حضرت حارث بن عمرو سہمی ؓ فرماتے ہیں:

أتيت رسول الله ﷺ وهو بمنى أو بعرفات، وقد أطاف به الناس، قال: فتجئ الأعراب فإذا رأوا وجهه، قالوا: لهذا وجهٌ مبارك۔ (۱)

”میں منیٰ یا عرفات کے مقام پر حضور ﷺ کی بارگاہ (یکس پناہ) میں حاضر ہوا اور (دیکھا کہ) حضور ﷺ کی زیارت کے لئے لوگ جوق در جوق آرہے ہیں پس میں نے مشاہدہ کیا کہ دیہاتی آتے اور جب وہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کی زیارت کرتے تو بے ساختہ پُکار اُٹھتے کہ یہ بڑا ہی مبارک چہرہ ہے۔“

### سالارِ قافلہ کی بیوی کی شہادت

طارق بن عبد اللہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے قافلے نے مضافاتِ مدینہ میں پڑاؤ ڈالا، ہمارے قافلے میں نبی آخر الزماں ﷺ تشریف لائے۔ اُس وقت تک ہم حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس سے آشنا نہیں تھے، آقائے محتشم ﷺ کو ہمارا سُرخ اُونٹ پسند آ گیا، اُونٹ کے مالک سے سودا طے ہوا، لیکن اس وقت حضور ﷺ کے پاس رقم نہ تھی، آپ ﷺ نے طے شدہ رقم بھجوانے کا وعدہ کیا اور سُرخ اُونٹ لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اہلِ قافلہ اپنے خدشات کا اظہار کرنے لگے کہ ہم نے تو سُرخ اُونٹ کے خریدار کا نام تک دریافت نہیں کیا اور محض وعدے پر اُونٹ ایک اجنبی کے حوالے کر دیا ہے، اگر اُونٹ کے خریدار نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا تو کیا ہوگا؟ لوگوں کی قیاس آرائیاں سننے کے بعد سالارِ قافلہ کی بیوی قافلے والوں کو مخاطب

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۴۴، کتاب الحج، رقم: ۱۷۴۲

۲۔ بخاری، الادب المفرد، ۱: ۳۹۲، رقم: ۱۱۴۸

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۳: ۲۶۱، رقم: ۳۳۵۱

۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۸، رقم: ۸۷۰۱

۵۔ یشمی، مجمع الزوائد، ۳: ۲۶۹

کر کے یوں گویا ہوئی:

لاتلاوا مواء، فإنی رأیت وجه رجل لم یکن لیحقر کم، ما رأیت شیئا  
أشبه بالقمر لیلۃ البدر من وجهہ۔ (۱)

”تم ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو، بیشک میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے  
(اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ) وہ ہرگز تمہیں رسوا نہیں کرے گا۔ میں نے  
اس شخص کے چہرے سے بڑھ کر کسی چیز کو چودھویں کے چاند سے مشابہہ نہیں  
دیکھا۔“

جب شام ہوئی تو ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ”میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں، یہ کھجوریں لو  
پیٹ بھر کر کھا بھی لو اور اپنی قیمت بھی پوری کر لو۔“ تو ہم نے خوب سیر ہو کر کھجوریں  
کھائیں اور (اونٹ کی) قیمت بھی پوری کر لی۔

### ۳۔ سِرِ النور

سردارِ دو جہاں حضور نبی اکرم ﷺ کا سِرِ انور مناسب حد تک بڑا اور حسنِ اعتدال  
کے ساتھ وقار و تمکنت کا مظہر اتم دکھائی دیتا تھا۔ اس سے دیکھنے والے کے دل و دماغ  
میں آپ ﷺ کے سردار قوم ہونے اور آپ ﷺ کی شخصی وجاہت و عظمت کا دائمی تاثر قائم  
ہوتا۔

۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۵۱۸، رقم: ۶۵۶۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۸، رقم: ۴۲۱۹

۳۔ ابن اسحاق، السیرۃ، ۴: ۲۱۶

۴۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۲۰۰

۵۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۳: ۶۳۹

كان رسول الله ﷺ ضخم الرأس۔ (۱)  
 ”رسول اکرم ﷺ کا سر اقدس موزونیت کے ساتھ بڑا تھا۔“

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ؓ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ عظيم الهامة۔ (۲)  
 ”رسول اکرم ﷺ کا سر انور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔“

- 
- (۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۲۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۳۷  
 ۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۸۹، ۹۶، ۱۰۱، ۱۲۷  
 ۳۔ بخاری، الادب المفرد، ۴۳۵، باب الجفاء، رقم: ۱۳۱۵  
 ۴۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۱: ۸  
 ۵۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۲، رقم: ۴۱۹۴  
 ۶۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۱: ۹۳، رقم: ۱۵۲  
 ۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۴۹، رقم: ۱۴۱۴  
 ۸۔ بزار، المسند، ۲: ۱۱۸، ۲۵۳، ۲۵۶  
 ۹۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۳، رقم: ۱۷۱  
 ۱۰۔ ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۲: ۳۵۰، ۳۶۸، رقم: ۷۵۱، ۷۵۱  
 ۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الكبير، ۱: ۴۱۱  
 ۱۲۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۱  
 (۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۵، رقم: ۸  
 ۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۱۷، رقم: ۶۳۱۱  
 ۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۷  
 ۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۶  
 ۵۔ ابویعلیٰ، المسند، ۱: ۱۸۷، ۳۰۳، رقم: ۲۱۷  
 ۶۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۴۱۴  
 ۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۳۰  
 ۸۔ ابن سعد، الطبقات الكبير، ۱: ۴۲۲  
 ۹۔ سیوطی، الجامع الصغير، ۱: ۳۵، رقم: ۲۴

سر کا غیر معمولی طور پر بڑا یا چھوٹا ہونا انسانی شخصیت کے ظاہری حسن کو عیب دار بنا دیتا ہے۔ جبکہ اعتدال و موزونیت کے ساتھ سر کا بڑا ہونا وقار و رعنائی، عقل و دانش اور فہم و بصیرت کی دلیل ہے۔ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں:

عظم الرأس دلیل علی کمال القوی الدماغیة، و هو آیة النجابة۔ (۱)

”سر (اقدس) کا بڑا ہونا دماغی قوی کے کامل ہونے کے ساتھ ساتھ سردارِ قوم ہونے کی بھی دلیل ہے۔“

اعتدال کے ساتھ سر کا بڑا ہونا قابلِ ستائش ہے جیسا کہ عبدالرؤف مناویؒ فرماتے ہیں:

و عظم الرأس ممدوح لأنه أعون علی الإدراکات و الکمالات۔ (۲)

”سر کا بڑا ہونا قابلِ ستائش ہوتا ہے، کیونکہ یہ امر (حقائق کی) معرفت اور کمالات کے لئے معین و مددگار ہوتا ہے۔“

## ۴۔ موئے مبارک

حضور نبی اکرم ﷺ کے سرِ انور پر مبارک بال نہایت حسین اور جاذبِ نظر تھے، جیسے ریشم کے سیاہ گچھے، نہ بالکل سیدھے اور نہ پوری طرح گھنگھریالے بلکہ نیم خمدار جیسے ہلالِ عید، اور ان میں بھی اعتدال، توازن اور تناسب کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی سیاہ زلفوں کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد

فرمایا:

وَ اللَّيْلُ إِذَا سَجَى ۝ (۳)

(۱) بیجوری، المواہب اللدنیة علی الشمائل الحمدیہ: ۱۳

(۲) مناوی، حاشیہ بر جمع الوسائل، ۱: ۴۲

(۳) القرآن، الفصحی، ۱: ۹۳، ۲: ۹۳

” (اے حبیبِ مکرم!) قسم ہے سیاہ رات کی (طرح آپ کی زلفِ عنبریں کی)

جب وہ (آپ کے رُخِ زیبایا شانوں پر) چھا جائے۔“

یہاں تشبیہ کے پیرائے میں آپ ﷺ کے گیسوئے عنبریں کا ذکر قسم کھا کر کیا گیا جو دراصل محبوب ﷺ کے حسن و جمال کی قسم ہے۔ روایات میں مذکور ہے کہ صحابہ کرام ﷺ کو حضور ﷺ سے اس قدر والہانہ محبت تھی کہ ان کی نگاہیں ہمہ وقت آپ ﷺ کے چہرہ انور کا طواف کرتی رہتیں۔ وہ آپ ﷺ کی خمدار زلفوں کے اسیر تھے اور اکثر اپنی محفلوں میں آپ ﷺ کی زلفِ عنبریں کا تذکرہ والہانہ انداز سے کیا کرتے تھے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان شعر النبي ﷺ رجلاً، لا جعداً ولا سبطاً۔ (۱)

”رسولِ اکرم ﷺ کی زلفیں نہ تو مکمل طور پر خمدار تھیں اور نہ بالکل سیدھی اٹری ہوئی بلکہ درمیانی نوعیت کی تھیں۔“

۲۔ صحابہ کرام ﷺ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے گیسوئے عنبریں کی مختلف کیفیتوں کو ان کی لمبائی کے پیمائش کو مد نظر رکھتے ہوئے بڑے اچھوتے اور دل نشیں انداز سے بیان کیا ہے۔ اگر زلفانِ مقدس چھوٹی ہوتیں اور آپ ﷺ کے کانوں کی لوؤں کو چھونے لگتیں تو وہ پیار سے آپ ﷺ کو ”ذی لمة (چھوٹی زلفوں والا)“ کہہ کر پکارتے، جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأيت من ذی لمة أحسن فی حلة حمراء من رسول الله ﷺ،

شعره يضرب منكبه۔ (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۴، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۶

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۹، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۸

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۱۴

۴۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۲۰

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷

۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۱، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۱

”میں نے کانوں کی لو سے نیچے لٹکتی زلفوں والا سرخ جبہ پہنے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔“

۳۔ کتب حدیث میں درج ہے کہ ایک دفعہ ابو رمثہ تمیمیؓ اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، بعد میں انہوں نے اپنے ہم نشینوں سے ان حسین لمحات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے آپ ﷺ کی زلفِ عنبرین کا تذکرہ یوں کیا:

وله لمة بهما ردع من حناء۔ (۱)

”آپ ﷺ کی مبارک زلفیں آپ ﷺ کے کانوں کی لو سے نیچے تھیں جن کو مہندی سے رنگا گیا تھا۔“

۴۔ صحیح بخاری کی روایت میں حضرت براء بن عازبؓ تاجدارِ کائنات ﷺ کی زلفِ سیاہ کے حسن و جمال کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

له شعر يبلغ شحمة اليسرى، رأيتُهُ في حلة حمراء لم أر شيئاً قط

.....۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲۱۹:۴، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۲۴

۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵۹۸:۵، ابواب الفضائل، رقم: ۳۶۳۵

۵۔ ابوداؤد، السنن، ۸۱:۴، کتاب التزجل، رقم: ۲۱۸۳

۶۔ ترمذی، الشمال الحمدیہ، ۳۱:۱، رقم: ۴

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴:۳۰۰

۸۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱:۲۲۳

۹۔ ابن حبان اصیبانی، اخلاق النبی ﷺ، ۴:۲۷۷، رقم: ۴

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴:۱۶۳

۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳:۳۳۷، رقم: ۵۹۹۵

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۴:۲۱۴، رقم: ۹۳۲۸

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲:۲۷۹، رقم: ۷۱۶

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۳۸

أحسن منه۔ (۱)

”آپ ﷺ کی زلفیں کانوں کی لو تک نیچے لگتی رہتیں، میں نے سرخ جبہ میں حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔“

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

و كان له شعر فوق الجُمَّة و دون الوفرة۔ (۲)

آپ ﷺ کی زلفیں کانوں اور شانوں کے درمیان ہوا کرتی تھیں۔

ابوداؤد کی عبارت میں فوق الوفرة و دون الجُمَّة کے الفاظ ہیں۔

۶۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ کی معبر زلفیں قدرے بڑھ جاتیں اور کانوں کی لوؤں سے تجاوز کرنے لگتیں تو صحابہ کرام ﷺ آپ ﷺ کو ”ذی وفرة (لگتی ہوئی زلفوں والا)“ کہنے لگتے۔ سیدنا فاروق اعظم ﷺ نے آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کا حسین تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی زلف مشکبار کا تذکرہ یوں کیا:

كان نبي الله ﷺ ذو وفرة۔ (۳)

”حضور نبی اکرم ﷺ لگتی ہوئی زلفوں والے تھے۔“

۷۔ اگر شبانہ روز مصروفیات کے باعث بال مبارک نہ ترشوانے کی وجہ سے آپ ﷺ کی زلفیں بڑھ کر مبارک شانوں کو چھونے لگتیں تو صحابہ کرام ﷺ فرطِ محبت سے آپ ﷺ کو ”ذی جمرة (کاندھوں سے چھوتی ہوئی زلفوں والا)“ کہہ کر پکارتے۔

حضرت براء بن عازب ﷺ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ مبروعاً بعيداً ما بين المنكبين، و كانت جمته

تضرب شحمة أذنيه۔ (۴)

(۱) بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۳، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۸

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۳، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۵۵

۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۸۲، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۸۷

(۳) ابن عساکر، السیرة النبویة، ۳: ۱۲۹

(۴) ۱۔ ترمذی، الشامل للمحدثین، ۱: ۴۸، رقم: ۲۶

”حضور ﷺ میاں قد تھے۔ آپ ﷺ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ ﷺ کی زلفیں آپ ﷺ کے مبارک کانوں کی لو کو چھوتی تھیں۔“

۸۔ حضرت براءؓ ہی سے مروی ہے:

ان رسول اللہ ﷺ کان یضرب شعرہ منکبہ۔ (۱)  
”حضور ﷺ کی زلفیں کانہوں کو چوم رہی ہوتی تھیں۔“

۹۔ صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے سراپائے مبارک کا ذکر محبت بھرے انداز میں کمالِ وارفتگی کے ساتھ کرتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی عنبر بار زلفوں کا ذکر کرتے ہوئے مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ حسن الشعر۔ (۲)

”رسول اکرم ﷺ کے موئے مبارک نہایت حسین و جمیل تھے۔“

۱۰۔ حضرت ہند بن ابی ہالہؓ روایت کرتے ہیں:

رجل الشعر إن انفرقت عقیقته، فرقها و إلا فلا یجاوز شعرة  
شحمة أذنیہ إذا هو و فرہ۔ (۳)

”آپ ﷺ کے بال مبارک خمیدہ تھے، اگر سر اقدس کے بالوں کی مانگ

..... ۲۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۷۷

۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۲

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۹، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۸

۲۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۸

۳۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۱۹، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۷۲

۴۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۳۳، کتاب الزینہ، رقم: ۵۲۳۳

(۲) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۱۷

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۷

(۳) ۱۔ ترمذی، الشمائل الحمدیہ، ۱: ۳۶، رقم: ۸

۲۔ جلی، السیرۃ التحلیہ، ۳: ۴۳۵

بہولت نکل آتی تو نکال لیتے تھے ورنہ نہیں۔ آپ ﷺ کے سر اقدس کے بال مبارک جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے تھے۔“

۱۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ شدید سواد الرأس واللحیة۔ (۱)

”حضور ﷺ کی ریش مبارک اور سر انور کے بال گہرے سیاہ رنگ کے تھے۔“

۱۲۔ آپ ﷺ کے آرائش کیسو کے مبارک معمول کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یسدل ناصیئته سدل أهل الكتاب، ثم فرق بعد ذلك فرق العرب۔ (۲)

”حضور نبی اکرم ﷺ پیشانی اقدس کے اوپر سامنے والے بال بغیر مانگ نکالے پیچھے ہٹا دیتے تھے جیسا کہ اہل کتاب کرتے ہیں، لیکن بعد میں آپ ﷺ اس طرح مانگ نکالتے جیسے اہل عرب نکالا کرتے۔“

## ۵۔ جبین پر نور

تاجدارِ کائنات حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک پیشانی فراخ، کشادہ، روشن اور چمکدار تھی جس پر ہر وقت خوشی و اطمینان اور سرور و مسرت کی کیفیت آشکارا رہتی۔ جو کوئی آقائے دو عالم ﷺ کی مبارک پیشانی پر نظر ڈالتا تو اُس پر موجود خاص چمک دمک اور تابانی دیکھ کر مسرور ہو جاتا، اُس کا دل یک گونہ سکون اور اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو جاتا۔

.....۳۔ ابن حبان ہستی، الثقات، ۲: ۱۴۵

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۱۵، رقم: ۴۱۴

(۱) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۱۷

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۸

(۲) ۱۔ ابن حبان ہستی، الثقات، ۷: ۳۴، رقم: ۸۸۷

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۸: ۴۳۷، رقم: ۴۵۴۵

آپ ﷺ کی کشادہ اور پر نور پیشانی مبارک ہر قسم کی ظاہری و باطنی آلائشوں اور کٹافتوں سے پاک تھی۔ صحابہ کرام ﷺ میں سے کسی نے آپ ﷺ کی پیشانی انور پر کبھی بھی اکتاہٹ اور بیزاری کی کیفیت نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ کی مبارک پیشانی پھولوں کی طرح تر و تازہ اور ماہِ تاباں کی طرح روشن و آبدار تھی، جس پر کبھی شکن نظر نہ آئی۔ آپ ﷺ ملاقات کے لئے آنے والوں سے اس قدر خندہ پیشانی سے پیش آتے کہ آپ ﷺ کی شخصیت کے نقوش مخاطبین کے دلوں پر نقش ہو جاتے اور وہ آپ ﷺ کی مجلس سے موانست، چاہت اور اپنائیت کا احساس لے کر لوٹتے۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷺ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ واسع الجبین۔ (۱)

”رسول اللہ ﷺ کشادہ پیشانی والے تھے۔“

۲۔ حضرت سعید بن مسیب ﷺ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ ﷺ اوصافِ مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے تو کہتے:

کان مفاض الجبین۔ (۲)

”حضور ﷺ کی جبین اقدس کشادہ تھی۔“

۳۔ کتب سیر و تاریخ میں ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا عیسیٰ السلام کو وحی کے

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، رقم: ۸

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۲۱۴

۳۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳

۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵، رقم: ۲۴

۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۶۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۱۴

(۲) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۱۴

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶: ۱۷

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۵

ذریعہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت مبارکہ کی خبر دی اور آقائے دو جہاں ﷺ کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے خصوصاً سرکارِ دو عالم ﷺ کی جبینِ اقدس کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

### الصلت الجبین۔ (۱)

” (وہ نبی) کشادہ پیشانی والے ہیں۔“

۴۔ حافظ ابن ابی خنیثمہ بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أجلى الجبين، إذا طلع جبينه من بين الشعر أو طلع من فلق الشعر أو عند الليل أو طلع بوجهه على الناس، تراءى جبينه كأنه السراج المتوقد يتلألاً، كانوا يقولون هو ﷺ۔ (۲)

”حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک پیشانی روشن تھی۔ جب موئے مبارک سے پیشانی ظاہر ہوتی، یا دن کے وقت ظاہر ہوتی، یا رات کے وقت دکھائی دیتی یا آپ ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف لاتے تو اُس وقت جبینِ انور یوں نظر آتی جیسے روشن چراغ ہو جو چمک رہا ہو۔ یہ حسین اور دلکش منظر دیکھ کر لوگ بے ساختہ پُکار اُٹھتے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔“

۵۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک دن چرخہ کات رہی تھیں اور آقائے دو جہاں ﷺ اپنے پاپوش مبارک کو پیوند لگا رہے تھے۔ اس حسین منظر کے حوالے سے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۴۵

۲۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۳۷۸

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۲: ۷۸

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶: ۶۲

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۱

۲۔ ابن عساکر، السیرة النبویہ، ۳: ۲۰۲

فجعل جبینہ، يعرق، و جعل عرقہ يتولد نوراً، فبہت، فنظر إلى رسول الله ﷺ، فقال: ما لك يا عائشة بہت؟ قلت: جعل جبین يعرق، و جعل عرقك يتولد نوراً، و لو رأك أبو كبير الہذلي لعلم أنك أحق بشعر۔ (۱)

”پس آپ ﷺ کی مبارک پیشانی پر پسینہ آیا، اُس پسینہ کے قطروں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھی، میں اُس حسین منظر کو دیکھ کر مبہوت ہو گئی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: عائشہ! تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کی پیشانی پر پسینہ کے قطرے ہیں جن سے نور پھوٹ رہا ہے۔ اگر ابو کبیر ہذلی آپ ﷺ کی اس کیفیت کا مشاہدہ کر لیتا تو وہ جان لیتا کہ اس کے شعر کا مصداق آپ ہی ہیں۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو سنی تو از رہ استفسار فرمایا کہ ابو کبیر ہذلی نے کونسا شعر کہا ہے؟ اس پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر پڑھا:

فإذا نظرتُ إلى أسرة وجهه

برقت كبرق العارض المتهلل (۲)

(جب میں نے اُس کے رخ روشن کو دیکھا تو اُس کے رخساروں کی روشنی یوں چمکی جیسے برستے بادل میں بجلی کوند جائے۔)

شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت ؓ نے آپ ﷺ کی روشن پیشانی کا لفظی مرقع اپنے ایک شعر میں یوں پیش کیا ہے:

متى يبد في الداجي البهيم جبينہ

يلح مثل مصباح الدجي المتوقد (۳)

(۱) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۷۴

(۲) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۷۴

(۳) ۱- حسان بن ثابت، دیوان: ۶۷

(رات کی تاریکی میں حضور ﷺ کی جبین اقدس اس طرح چمکتی دکھائی دیتی ہے جیسے سیاہ اندھیرے میں روشن چراغ۔)

## ۶۔ ابرو مبارک

حضور تاجدار کائنات ﷺ کے ابرو مبارک گہرے سیاہ، گنجان اور کمان کی طرح خمیدہ و باریک تھے۔ دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ چھپی رہتی لیکن جب کبھی آپ ﷺ غیظ اور جلال کی کیفیت میں ہوتے تو وہ رگ اُبھر کر نمایاں ہو جاتی جسے دیکھ کر صحابہ کرام ﷺ جان لیتے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آنے کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہیں۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷺ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أزج الحواجب سوايغ في غير قرن، بينهما

عروق يدوره الغضب۔ (۱)

”رسول اکرم ﷺ کے ابرو مبارک (کمان کی طرح) خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک جدا جدا تھے اور دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو حالتِ غصہ میں ابھر آتی۔“

..... ۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۴۲۲، رقم: ۱۵۲۰۴

۳۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۴: ۱۳۹

۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۱

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل الحمدیہ، ۲، رقم: ۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۱۴، ۲۱۵

۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵، ۳۴

۵۔ ابن جوزی، الوفا، ۳۹۲

۲۔ باریک ابروؤں کے بارے میں ایک اور روایت یوں ہے:

کان رسول اللہ ﷺ دقیق الحاجبین۔ (۱)

”رسول اکرم ﷺ کے ابرو مبارک نہایت باریک تھے۔“

حضور ﷺ کے دونوں ابروؤں کے درمیان فاصلہ بہت کم تھا، اس کا اندازہ روئے منور کو بغور دیکھنے سے ہی ہوتا تھا ورنہ عام حالت میں یوں لگتا تھا کہ ان کے درمیان سرے سے کوئی فاصلہ ہی نہیں۔ جیسا کہ سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ مقرون الحاجبین۔ (۲)

”رسول اکرم ﷺ کے ابرو مقدس آپس میں متصل تھے۔“

بادی النظر میں مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں تعارض محسوس ہوتا ہے۔ پہلی روایت ہے کہ ابرو مبارک ملے ہوئے نہ تھے جبکہ دوسری روایت میں یہ مذکور ہے کہ ابرو مبارک ملے ہوئے تھے۔ ائمہ نے ان دونوں روایات کے درمیان تطبیق یوں کی ہے:

الفرجة التي كانت بين حاجبيه يسيرة، لا تبين إلا لمن دقق النظر۔ (۳)

”دونوں ابروؤں کے درمیان اتنا کم فاصلہ تھا جو صرف بغور دیکھنے سے محسوس ہوتا تھا۔“

(۱) ۱۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۴: ۷۴

۲۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۱

(۲) ۱۔ ابن عساکر، السیرة النبویة، ۱: ۲۴۵

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۲

۳۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۳۹۱، رقم: ۵۴۸۴

۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۲

(۳) حلبی، السیرة التحلییة، ۳: ۳۲۳

## ۷۔ چشمانِ مقدسہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو انتہائی وجیہ، خوبصورت اور روشن چہرہ اقدس عطا فرمایا تھا۔ اس چہرہ انور کی رعنائی و زیبائی کو آپ ﷺ کی خوبصورت اور فراخ آنکھیں چار چاند لگا رہی تھیں۔ آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں پُرکشش جاذبِ نظر اور حسن و زیبائی کا بے مثال مرقع تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ کی مبارک آنکھیں خوب سیاہ، کشادہ، خوب صورت اور پُرکشش تھیں۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان أدعج العينين۔ (۱)

”رسول اکرم ﷺ کی آنکھیں کشادہ اور سیاہ تھیں۔“

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی پلکیں گہری سیاہ، دراز اور گھنی تھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان أهدب أشفار العينين۔ (۲)

”آپ ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی پلکیں نہایت دراز تھیں۔“

۳۔ قافلہ ہجرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کے پڑاؤ پر پہنچا تو وہ حسنِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر

تصویر حیرت بن گئیں، حسنِ مصطفیٰ کی منظر کشی کرتے ہوئے وہ فرماتی ہیں:

فی أشفاره وطف۔ (۳)

”حضور ﷺ کی پلکیں دراز ہیں۔“

(۱)۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۱۳

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۰

۳۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۲

(۲)۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۴

۲۔ مناوی، فیض القدر، ۵: ۷۴

(۳)۔ حسان بن ثابت، دیوان، ۵۸



۴۔ آپ ﷺ کی آنکھوں کے اندر پتلی مبارک نہایت سیاہ تھی، اُن میں کسی اور رنگ کی جھلک نہ تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

وكان أسود الحدقة۔ (۱)

”رسول اکرم ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی پتلی نہایت ہی سیاہ تھی۔“

۵۔ پتلی کے علاوہ آنکھوں کا بقیہ حصہ سفید تھا مگر اُس میں سرخی ہم آمیز یعنی گھلی ہوئی نظر آتی تھی، یوں لگتا تھا کہ اس میں ہلکا سا سرخ رنگ کسی نے گھول کر ملا دیا ہے اور دیکھنے والے کو وہ سرخ ڈورے دکھائی دیتے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أشكل العينين۔ (۲)

”حضور ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کے سفید حصے میں سرخ رنگ کے ڈورے دکھائی دیتے تھے۔“

.....۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱

۴۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۷۹

۵۔ ابن عساکر، السیرة النبویة، ۳: ۱۷۹

۶۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۹

۷۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۴: ۲۳

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۲

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶: ۱۶

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۲

۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۵

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۷۷

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۲۵۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۹

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۹، رقم: ۶۲۸۸

۶۔ آقائے دو جہاں ﷺ کی آنکھیں قدرتی طور پر سرگیں تھیں اور جو ان پشیمان مقدسہ کو دیکھتا وہ یہ سمجھتا کہ آپ ﷺ ابھی ابھی سرے کی سلائی ڈال کر آئے ہیں۔  
حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ، قُلْتُ: أَكْحَلُ الْعَيْنِينَ وَ لَيْسَ بِأَكْحَلٍ - (۱)  
”میں جب بھی آقا ﷺ کی پشیمان مقدسہ کا نظارہ کرتا تو ان میں سرمہ لگا ہونے کا گمان ہوتا حالانکہ حضور ﷺ نے اس وقت سرمہ نہ لگایا ہوتا۔“

۷۔ حضور ﷺ بچپن میں بھی جب نیند سے بیدار ہوتے تو سر کے بال اُلجھے ہوئے ہوتے نہ آنکھیں بوجھل ہوتیں بلکہ آپ ﷺ خندہ بہ لب اور شگفتہ گلاب کی طرح تروتازہ ہوتے اور قدرتی طور پر آنکھیں سرگیں ہوتیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابوطالب نے فرمایا:

كَانَ الصَّبِيَانِ يَصْبِحُونَ رُمَصًا شَعْنًا، وَ يَصْبِحُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَبِيًّا كَحِيَالًا - (۲)

”عام طور پر بچے جب نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں بوجھل اور سر کے بال اُلجھے ہوئے ہوتے ہیں، لیکن جب حضور ﷺ بیدار ہوتے تو آپ ﷺ کے سر انور میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوتا۔“

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶۰۳:۵، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۲۵

۲۔ ترمذی، الشمائل الحمدیہ، ۱۸۶:۱

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۹۷

۴۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۳

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۲۰

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۲: ۲۸۳

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۴۱

۴۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۱: ۱۸۹

۵۔ ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۳۱

۸۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی خوبصورت آنکھیں بڑی حیا دار تھیں۔ صحابہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم نے کبھی بھی حضور ﷺ کو کسی کی طرف آنکھ بھر کر تکتے ہوئے نہ دیکھا بلکہ آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں غایت درجہ شرم و حیا کی وجہ سے زمین کی طرف جھکی رہتی تھیں۔ حضور ﷺ کو اکثر گوشہ چشم سے دیکھنے کی عادت تھی، جب کبھی کسی طرف دیکھتے تو تھوڑی اوپر آنکھ اٹھاتے اور اسی سے دیکھ لیتے۔ آپ ﷺ کی اس ادائے محبوبانہ کا ذکر روایات میں یوں مذکور ہے:

حافض الطرف، نظره إلى الأرض أكثر من نظره إلى السماء۔ (۱)  
 ”آپ ﷺ کی نظر پاک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی۔“

گوشہ چشم سے دیکھنا کمال شفقت و الفت کا انداز لئے ہوئے تھا جبکہ جھکی ہوئی نظریں بغایت درجہ شرم و حیا پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر کون عفت مآب اور حیا دار ہو سکتا تھا مگر جب کبھی اللہ رب العزت کا پیغام آتا اور نزولِ وحی کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ کی مبارک نظریں آسمان کی طرف اُٹھتی اور آپ ﷺ پلٹ پلٹ کر آسمان کی طرف نگاہ کرتے جیسے تبدیلی قبلہ کا حکم نازل ہوا تو اس وقت بھی آپ ﷺ چہرہ انور کو بار بار اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس کیفیت کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا:

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ۔ (۲)  
 ”(اے حبیب!) ہم بار بار آپ کے رخ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں۔“

(۱) ۱۔ ترمذی، الشامل الحمدیہ، ۳۸: ۱، رقم: ۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲۲۲: ۱

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۳۲: ۶

۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱۳۰: ۱

(۲) القرآن، البقرہ، ۲: ۱۳۳

## ۸۔ بصارتِ مصطفیٰ ﷺ کا غیر معمولی کمال

اللہ رب العزت نے انسان کو کائناتِ خارجی کے مشاہدے کے لئے بصارت اور کائناتِ داخلی کے مشاہدے کے لئے بصیرت عطا فرمائی۔ مؤخر الذکر کو حضور نبی اکرم ﷺ نے مومن کی بصیرت کہہ کر نورِ خدا قرار دیا، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله۔ (۱)

”مردِ مومن کی فراست (اور بصیرت) سے ڈرا کرو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔“

جب ایک مردِ مومن کی بصیرت کا یہ عالم ہے تو آقائے دو جہاں ﷺ جو اللہ رب العزت کے محبوب و مقرب بندے اور رسول ہیں ان کی بصیرت کی ہمہ گیر وسعتوں اور رفعتوں کا عالم کیا ہو گا اس کا اندازہ کرنا کسی بھی فردِ بشر کے بس کی بات نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو باطنی بصیرت اور ظاہری بصارت دونوں خوبیاں بڑی فیاضی اور فراخدلی سے عطا کی گئیں۔ عام انسانوں کے برعکس حضور ﷺ اپنے پیچھے بھی دیکھنے پر قدرت رکھتے تھے اور رات کی تاریکی میں دیکھنا بھی آپ کے لئے ممکن تھا۔

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲۹۸: ۵، ابواب التفسیر، رقم: ۳۱۲۷

۲۔ بخاری، التاريخ الکبیر، ۷: ۳۵۴، رقم: ۱۵۲۹

۳۔ قضاعی، مسند الشہاب، ۱: ۳۸۷، رقم: ۶۶۳

۴۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۳۱۲، رقم: ۳۲۵۴

۵۔ پیشمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۲۶۸

۶۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۳: ۳۶

۷۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۱۰: ۴۳

۸۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۳۲۶

۹۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، ۶: ۱۱۸

۱۰۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۱: ۲۳۳

- ۱- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
- هل ترون قبلتي ها هنا؟ فوالله! ما يخفى عليّ خشو عكم و لا ركوعكم، اني لأراكم من وراء ظهري۔ (۱)
- ”تم میرا چہرہ قبلہ کی طرف دیکھتے ہو؟ خدا کی قسم! تمہارے خشوع (و خضوع) اور رکوع مجھ سے پوشیدہ نہیں، میں تم کو اپنے پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔“
- ۲- حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
- أيها الناس! اني إمامكم فلا تسبقوني بالركوع و لا بالسجود، و لا بالقيام و لا بالا نصراف فإني أراكم أمامي و من خلفي۔ (۲)
- ”اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم رکوع، سجود، قیام اور نماز ختم کرنے میں مجھ سے سبقت نہ کیا کرو، میں تمہیں اپنے سامنے اور کچھلی طرف (یکساں) دیکھتا ہوں۔“

- ۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:
- كان رسول الله ﷺ يري بالليل في الظلمة كما يري بالنهار من الضوء۔ (۳)

- (۱) ۱- بخاری، الصحیح، ۱: ۱۶۱، کتاب المساجد، رقم: ۴۰۸  
 ۲- مسلم، الصحیح، ۱: ۳۱۹، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۴۲۴  
 ۳- بیہقی، دلائل النبوہ، ۶: ۷۳  
 ۴- حلبی، السیرۃ الحلبيہ، ۳: ۳۸۶  
 ۵- سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۰۴  
 ۶- ابن جوزی، الوفاء، ۳۴۹، رقم: ۵۰۸  
 (۲) ۱- مسلم، الصحیح، ۱: ۱۸۰، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۴۲۶  
 ۲- احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲۵  
 ۳- ابن خزیمہ، الصحیح، ۳: ۱۰۷، رقم: ۱۷۱۶  
 (۳) ۱- بیہقی، دلائل النبوہ، ۶: ۷۵

”رسول اللہ ﷺ جس طرح دن کے اُجالے میں دیکھتے تھے اُسی طرح رات کی تاریکی میں بھی دیکھتے تھے۔“

۴۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

أني أرى ما لا ترون۔ (۱)

”میں وہ سب کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔“

۵۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن الله زوى لى الأرض، فرأيت مشارقها و مغاربها۔ (۲)

”بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے شرق و غرب کو دیکھا۔“

.....۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴: ۲۷۲

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۰۴

۴۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۳۸۶

۵۔ ابن جوزی، الوفا الصحیح، ۳۳۹: رقم: ۵۱۰

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۵۶، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۱۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۵۱۰

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۷۳

۴۔ بزار، المسند، ۹: ۳۵۸

۵۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۹: ۵۸، رقم:

۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۵۲، رقم: ۱۳۱۱۵

۷۔ شعب الایمان، ۱: ۴۸۴، رقم: ۷۸۳

۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۹: ۴۲: ۱

۹۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۱۳

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۱۵، کتاب الفتن و اشراف الساعة، رقم: ۲۸۸۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۴۷۲، ابواب الفتن، رقم: ۲۱۷۶

۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۹۷، کتاب الفتن و الملالم، رقم: ۴۲۵۲



۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا، فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَ إِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفَى هَذِهِ۔ (۱)

”بیشک اللہ نے میرے لئے دنیا اٹھا کر میرے سامنے کر دی۔ پس میں دنیا میں جو واقع ہو رہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اُسے یوں دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔“

۷۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضَ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا۔ (۲)

”بیشک (میرے ساتھ) تمہاری ملاقات کی جگہ حوضِ کوثر ہے اور میں اُسے یہاں اِس مقام سے دیکھ رہا ہوں۔“

۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتَهُ فِي مَقَامِي هَذَا، حَتَّى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ۔ (۳)

.....۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۷۸، رقم: ۲۲۴۳۸

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۶: ۲۲۱، رقم: ۷۲۳۸

۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۱۱: ۴۵۸، رقم: ۱۱۷۴۰

(۱) ۱۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۷

۲۔ نعیم بن حماد، السنن، ۱: ۲۷

۳۔ سیوطی، الخصال الکبریٰ، ۲: ۱۸۵

۴۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۷: ۲۰۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۴۸۶، کتاب المغازی، رقم: ۳۸۱۶

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۵۴

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۸: ۶۷۹

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۷۹، کتاب الوضوء، رقم: ۱۸۲

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۶۲۴، کتاب الکسوف، رقم: ۹۰۵

”کوئی ایسی شے نہیں جو میں نے نہیں دیکھی مگر اس مقام پر دیکھ لی یہاں تک کہ جنت و دوزخ (کو بھی)۔“

۹۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی بصارت کی گہرائی اور گیرائی کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو عرشِ معلیٰ سے تحت الثریٰ تک ساری کائنات بے حجاب ہو کر نظر کے سامنے آجاتی۔ قرآن اس بات پر شاہدِ عادل ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدارِ الہی کے لئے عرض کی کہ ”رَبِّ اَرْنِی (اے رب! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا)“ تو باری تعالیٰ نے اپنی صفاتی تجلی کو ہر پھینکی جس کے نتیجے میں کوہ طور جل کر خاکستر ہو گیا اور آپ ﷺ غش کھا کر گر گئے۔ یہ بے ہوشی کا عالم سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ۴۰ دن تک طاری رہا اور جب چالیس دن کی بیہوشی سے افاقہ ہوا تو اُس صفاتی تجلی کے انکاس کی وجہ سے اُن کی بصارت کی دور بینی کا عالم یہ تھا کہ آپ تیس تیس میل کے فاصلے پر سے کالے رنگ کے پتھر میں سیاہ رات کے اندر چیونٹی کو آنکھوں سے چلتا ہوا دیکھ لیتے تھے۔ (۱)

جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو اللہ تعالیٰ کی صفاتی تجلی کے انکاس سے اتنی بصارت مل سکتی ہے تو وہ ہستی جس نے تجلیاتِ الہیہ کا براہِ راست مشاہدہ کیا اُن کی چشمانِ مقدس کی بصارت کا کیا عالم ہوگا! شبِ معراج چشمانِ مصطفوی اللہ کی تجلیات کو نہ صرف دیکھتی رہیں بلکہ انہیں اپنے اندر جذب بھی کرتی رہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغَىٰ ۝ (۲)

نہ نگاہ چھپکی نہ حد سے بڑھی ۝

حضور ﷺ نے خود فرمایا:

..... ۳۔ ابنِ حبان، الصحیح، ۷: ۳۸۳، رقم: ۳۱۱۴

۴۔ ابو عوانہ، المسند، ۱: ۱۵۱

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۳۳۸، رقم: ۶۱۵۳

(۱) قاضی عیاض، الشفاء، ۱: ۴۳

(۲) القرآن، النجم، ۵۳: ۱۷

رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ ..... فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْ فُوجِدْتُ  
 بَرْدَهَا بَيْنَ يَدَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ، وَ عَرَفْتُ - (۱)  
 ”میں نے اللہ رب العزت کو (اس کی شان کے مطابق) خوبصورت شکل میں  
 دیکھا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو  
 میں نے (اللہ کے دستِ قدرت کا فیض) ٹھنڈک (کی صورت میں) اپنے  
 سینے کے اندر محسوس کیا جس کے بعد ہر شے میرے سامنے عیاں ہو گئی۔“  
 ۱۰۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - (۲)

”پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر شے کو جان لیا۔“

## ۹۔ ناک مبارک

تاجدار کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ناک مبارک کمال درجہ قوتِ شامہ کی  
 حامل اور نکہتوں کی امین تھی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بینی مبارک زیادہ بلند نہ تھی لیکن دیکھنے  
 والوں کو اعتدال اور تناسب کے ساتھ قدرے اونچی دکھائی دیتی تھی۔ اس لئے کہا جاتا ہے  
 کہ مائل بہ بلندی تھی۔ وہ درمیان میں قدرے بلند اور باریک تھی، موٹی اور بھدی نہ تھی،  
 طوالت میں اعتدال پسندی کی مثال تھی، موزونیت اور تناسب کے سانچے میں ڈھلی ہوئی  
 صنایعِ ازل کا شاہکار دکھائی دیتی تھی۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۳۶۷، ابواب النصفیر، رقم: ۳۲۳۴

(۲) ۱۔ جامع الترمذی، ۵: ۳۶۶، رقم: ۳۲۳۳

۲۔ دارمی، السنن، ۲: ۵۱، رقم: ۲۱۵۵

۳۔ ابویعلیٰ، المسمد، ۴: ۴۷۵، رقم: ۲۶۰۸

۴۔ ابن عبدالبر، التمهید، ۲۴: ۳۲۳، رقم: ۹۱۸

۵۔ خطیب بغدادی، مشکوٰۃ المصابیح، ۶۹-۷۰

کان رسول اللہ ﷺ دقیق العرنین۔ (۱)

”رسول اللہ ﷺ کی بنی مبارک حسن اور تناسب کے ساتھ باریک تھی۔“

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ناک مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ایسی چمک دمک اور آب و تاب سے نوازا تھا کہ اُس سے ہر وقت نور پھوٹتا تھا۔ اُسی چمک کا نتیجہ تھا کہ ناک مبارک بلند دکھائی دیتی تھی لیکن جو شخص غور سے دیکھتا تو وہ کہتا کہ مائل بہ بلندی ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ أفنى العرنین، له نورٌ یعلوه، یحسبه من لم یتأمله أشم۔ (۲)

”حضور ﷺ کی ناک مبارک اونچی تھی جس سے نور کی شعاعیں پھوٹی رہتی تھیں، جو شخص بنی مبارک کو غور سے نہ دیکھتا وہ حضور ﷺ کو بلند بنی والا خیال کرتا (حالانکہ ایسا نہیں تھا)۔“

## ۱۰۔ رُخسارِ روشن

حضور نبی اکرم ﷺ کے مبارک رخسار نہ زیادہ اُبھرے ہوئے تھے اور نہ اندر کی طرف دھسنے ہوئے، بلکہ اعتدال و توازن کا دلکش نمونہ تھے۔ سرخی مائل سفید کہ گلاب کے پھولوں کو بھی دیکھ کر پسینہ آ جائے، چمک ایسی کہ چاند بھی شرما جائے، گداز ایسا کہ شبنم بھی پانی بھرتی دکھائی دے، زماہٹ ایسی کہ کلیوں کو بھی حجاب آئے۔ رخسار مبارک دیکھنے

(۱)۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۸

۲۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۹

(۲)۔ ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، رقم: ۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۲۲

۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۱۳، ۲۱۵

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶: ۱۷، ۳۱

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۳۰

والے کو ہموار نظر آتے تھے مگر غیر موزوں ارتقاع کا کہیں نشان تک نہ تھا۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ؓ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ سهل الخدين۔ (۱)

”حضور ﷺ کے رخسار مبارک ہموار تھے۔“

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ کی ایک روایت میں ’الخد الأسیل‘ (۲) کے الفاظ آئے ہیں، ’سهل‘ اور ’أسیل‘ کے فرق کے حوالے سے شیخ محمد بن یوسف صالحیؒ بیان کرتے ہیں:

ليس في خديه نتوء و ارتفاع، و قيل: أراد أن خديه عليهما أسيلان

قليل اللحم رقيق الجلد۔ (۳)

”آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں غیر موزوں ارتقاع نہ تھا، اور کہا جاتا ہے کہ

آپ ﷺ کے رخسار مبارک ’اسیلان‘ تھے یعنی اُن پر گوشت کم اور اُن کی جلد

نرم تھی۔

۲۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ روایت کرتے ہیں:

(۱) ۱۔ ترمذی، الشماائل الحمدیہ، ۳۶: ۱، رقم: ۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۹۰: ۱

۳۔ طبری، الکامل فی التاريخ، ۲: ۲۲۱

۴۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۲۱۴: ۱، ۲۱۵

۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶: ۱۷

۶۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۸

۷۔ حلبی، السیرة الحلبیہ، ۳: ۴۳۶

(۲) ۱۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶: ۱۹

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۷

(۳) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۹

۲۔ ابن کثیر، شماائل الرسول، ۴۲

كان رسول الله أبيض الخد- (۱)  
 ”حضور ﷺ کے رخسار مبارک نہایت ہی چمکدار تھے۔“

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ أبيض الخدين- (۲)  
 ”حضور ﷺ کے رخسار مبارک سفید رنگ کے تھے۔“

## ۱۱۔ لب اقدس

حضور نبی اکرم ﷺ کے لب مبارک سرخی مائل تھے، لطافت و نزاکت اور رعنائی و دلکشی میں اپنی مثال آپ تھے۔

۱۔ آپ ﷺ کے مقدس لب کی لطافت و شگفتگی کے حوالے سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ أحسن عباد الله شفتين وألطفهم ختم  
 فم- (۳)

”آپ ﷺ کے مقدس لب اللہ کے تمام بندوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے اور بوقت سکوت نہایت ہی شگفتہ و لطیف محسوس ہوتے۔“

۲۔ لب مبارک وا ہوتے تو دہن پھول برساتا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان في كلام رسول الله ﷺ ترتيل أو ترسيل- (۴)  
 ”آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گفتگو میں ایک نظم اور ٹھہراؤ ہوتا۔“

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۹

(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۹

(۳) ۱۔ نبہانی، الانوار الحمدیہ: ۲۰۰

۲۔ بیہقی، دلائل النبویہ، ۱: ۳۰۳

۳۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۲۰۳

(۴) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۲۸۱، کتاب الادب، رقم: ۴۸۳۸

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۳۰۰، رقم: ۲۶۲۹۴



۳۔ آقائے محترم ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، کلام بڑا واضح ہوتا جس میں کوئی ابہام اور الجھاؤ نہ ہوتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

”أن النبی ﷺ کان یحدث حدیثا، لوعده العاد لأحصاه۔ (۱)  
”رسول اکرم ﷺ اس قدر ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔“

حضرت أم معبد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

(کلامہ) فصل لا نذر ولا هذر۔ (۲)  
”گفتگو نہایت فصیح و بلیغ ہوتی، اس میں کمی بیشی نہ ہوتی۔“

## ۱۲۔ دہن مبارک

حضور ﷺ کا دہن مبارک فراخ، موزوں اور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

.....۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۲۰۷، رقم: ۵۵۵۰

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۷۵

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۳۷۵

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۷۴

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۹۸، رقم: ۲۴۹۳

۳۔ حمیدی، المسند، ۱: ۱۲۰، رقم: ۲۴۷

۴۔ ابن جوزی، الوفا، ۲: ۲۵۴

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۶: ۴۹، رقم: ۳۶۰۵

۳۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۶۷۴

۴۔ ابن کثیر، شمائل الرسول، ۳۶

۵۔ صیۃ اللہ، اعتقاد اہل السنۃ، ۴: ۷۷

كان رسول الله ﷺ ضليع الفم۔ (۱)  
 ”رسول اللہ ﷺ کا دہن مبارک فراخ تھا۔“

دہن اقدس چہرہ انور کے حسن و جمال کو دو بالا کرتا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا آپ ﷺ کے دہن مبارک سے جو کلمہ ادا ہوتا حق ہوتا، حق کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ یہ علم و حکمت کا چشمہ آپ رواں تھا جس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ (۲)

”اور وہ اپنی (یعنی نفس کی) خواہش سے بات ہی نہیں کرتے ۖ وہ تو وہی فرماتے ہیں جو (اللہ کی طرف سے) اُن پر وحی ہوتی ہے ۖ“

غصہ کی حالت میں بھی دہن اقدس سے کلمہ حق ہی ادا ہوتا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آقا ﷺ کی ہر بات کو جیٹہ تحریر میں لے آیا کرتے تھے کیونکہ حضور رحمت عالم ﷺ نے خود اُن سے فرمایا تھا:

أكتب، فوالذي نفسي بيده! ما يخرج منه إلا حق۔ (۳)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶: ۳۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۷

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶: ۳۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۶

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۹۷، رقم: ۲۰۹۵۲

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۹، رقم: ۶۲۸۸

۵۔ طیبی، المسند، ۱: ۱۰۴، رقم: ۷۶۵

۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۰، رقم: ۱۹۰۴

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۱۶

۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶: ۲۲

۹۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵، رقم: ۲۲

(۲) القرآن، النجم، ۵۳: ۴

(۳) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۳۱۵، کتاب العلم، رقم: ۳۶۴۶

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۳۱۳، رقم: ۲۶۴۲۸

←

”لکھو (جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے)، اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس منہ سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔“

حضور ﷺ کا فرمان، اللہ کا فرمان، حضور ﷺ کا نطق، نطقِ الہی، جس میں خواہش نفس کا قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔ آقائے دو جہاں ﷺ اپنے صحابہ کرام ﷺ سے کبھی کبھی دل لگی بھی فرما لیا کرتے تھے۔ خوش کلامی، مزاح اور خوش مزاجی کے جواہر سے بھی آپ ﷺ کی گفتگو مزین ہوتی لیکن اُس خوش طبعی، خوش مزاجی یا خوش کلامی میں بھی شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا، مزاح اور دل لگی میں بھی جو فرماتے حق فرماتے۔

## ۱۳۔ دندانِ اقدس

تاجدارِ کائنات حضورِ رحمتِ عالم ﷺ کے دندانِ مبارک باریک اور پمکدار تھے، سامنے کے دندانِ مبارک کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ تبسم فرماتے تو یوں لگتا کہ دندانِ مبارک سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ صحابہ کرام ﷺ فرماتے ہیں کہ جب آپ ا مسکراتے تو دانتوں کی باریک رینچوں سے اس طرح نور کی شعاعیں نکلتیں کہ در و دیوار چمک اُٹھتے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ أفلج النبتين، إذا تكلم رئي كالنور يخرج من بين ثناياه۔ (۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے کے دانتوں کے درمیان موزوں فاصلہ تھا جب گفتگو فرماتے تو ان رینچوں سے نور کی شعاعیں پھوٹی دکھائی دیتیں۔“

.....۳۔ بیہقی، المدخل الی السنن الکبریٰ، ۱: ۴۱۵، رقم: ۵۶۷

۴۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱: ۲۰۷

۵۔ حسن رامھر ہزی، المحدث الفاصل، ۱: ۳۶۶

(۱) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۴، باب فی حسن النبی ﷺ، رقم: ۵۸

۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۲۳۵، رقم: ۷۶۷



۲۔ مسکراتے تو جیسے موتیوں کی لڑیاں فضا میں بکھر جاتیں، چہرہ انور گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھتا:

إذا افتترَ ضاحكاً افتترَ عن مثل سَنَا البرق و عن مثل حب الغمام،

إذا تكلمَ رثي كالنور يخرج من ثنایاہ۔ (۱)

”جب حضور ﷺ تبسم فرماتے تو دندان مبارک بجلی اور بارش کے اولوں کی طرح چمکتے، جب گفتگو فرماتے تو ایسے دکھائی دیتا جیسے دندان مبارک سے نور نکل رہا ہے۔“

۳۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ؓ نے دندان مبارک کی خوبصورتی اور چمک کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:

كان رسول الله ﷺ يفتترُ عن مثل حب الغمام۔ (۲)

”حضور ﷺ کے دانت تبسم کی حالت میں اولوں کے دانوں کی طرح محسوس ہوتے تھے۔“

۴۔ حضرت علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں:

مبلج الثنایا و فی رواية عنه براق الثنایا۔ (۳)

..... ۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۱۵

۴۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۴۳۶

۵۔ نہبانی، الانوار المحمدیہ: ۱۹۹

(۱) ۱۔ قاضی عیاض، الشفاء، ۱: ۳۹

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۳۱

۳۔ ترمذی، الشماائل المحمدیہ، ۱: ۱۸۵، رقم: ۲۲۶

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۳

۲۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۵

۳۔ ابن کثیر، الہدایہ والنہایہ، (السیرة)، ۶: ۳۲

(۳) ۱۔ نہبانی، الانوار المحمدیہ: ۱۹۹



”حضور نبی اکرم ﷺ کے دانت مبارک بہت چمکدار تھے۔“

۵۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے دندان مبارک کا مسوٹھوں میں جڑاؤ اور جماؤ نہایت حسین تھا، جیسے اٹوٹھی میں کوئی ہیرا ایک خاص تناسب کے ساتھ جڑ دیا گیا ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ حسن الثغر۔ (۱)

”رسول اکرم ﷺ کے تمام دانت مبارک نہایت خوبصورت تھے۔“

امام بوصیری رحمہ اللہ علیہ نے دندان مبارک کو چمکدار موتی سے تشبیہ دی ہے:

كأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدْفٍ  
مِنْ مَعْدِنِي مَنْطِقٍ مِنْهُ وَ مَبْتَسِمٍ

(حضور ﷺ کے دانت مبارک اس خوبصورت چمکدار موتی کی طرح ہیں جو ابھی سیپ سے باہر نہیں نکلا۔)

## ۱۴۔ زبان مبارک

حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک زبان حق و صداقت کی آئینہ دار تھی۔ آپ ﷺ کی زبان حق ترجمان کا اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا۔ جب نزول وحی ہوتا تو حضور ﷺ اُسے جلدی جلدی محفوظ کرنے کے آرزو مند ہوتے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد

..... ۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۸

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۹

(۱) ۱۔ بخاری، الادب المفرد، ۱: ۳۹۵، رقم: ۱۱۵۵

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۵

۳۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۴۳۶

۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۳۰

فرمایا:

لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ (۱)

(اے حبیب ﷺ!) آپ اُسے جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے (نزولِ وحی کے ساتھ) اپنی زبان کو حرکت نہ دیں ۝

حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک زبان فضول اور لالچینی باتوں سے پاک تھی، اس لئے کہ زبانِ اقدس سے نکلا ہر لفظ وحیِ الہی تھا جس میں سرے سے غلطی اور خطا کا کوئی امکان ہی نہیں تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (۲)

”اور وہ اپنی (یعنی نفس کی) خواہش سے بات ہی نہیں کرتے ۝ وہ تو وہی فرماتے ہیں جو (اللہ کی طرف سے) اُن پر وحی ہوتی ہے ۝“

حضرت علیؓ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ يخزن لسانه إلا فيما يعنيه۔ (۳)

”نبی اکرم ﷺ زبانِ اقدس کو لالچینی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔“

## ۱۵۔ آواز مبارک

حضورِ رحمتِ عالم ﷺ کی مبارک آواز دلا ویزی اور حلاوت کی چاشنی لئے ہوئے حسنِ صوت کا کامل نمونہ تھی۔ لہجہ انتہائی دلکش، باوقار اور بارعب تھا۔ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر

(۱) القرآن، القیامہ، ۵: ۱۶۔

(۲) القرآن، النجم، ۳: ۵۳۔

(۳) ۱۔ ترمذی، الشماائل الحمدیہ، ۱: ۲۷۷، باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ، رقم: ۳۳۷

۲۔ ابن جوزی، صفوة الصفوة، ۱: ۱۵۸

۳۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۸۲

یوں گفتگو فرماتے کہ بات دل میں اتر جاتی اور مخاطب دوبارہ سننے کی خواہش کرتا۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ما بعث اللہ نبیاً قط إلا بعثه حسن الوجه، حسن الصوت، حتی بعث نبیکم ﷺ، فبعثه حسن الوجه حسن الصوت۔ (۱)

”اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث فرمایا خوبصورت چہرہ اور خوبصورت آواز دے کر مبعوث فرمایا حتیٰ کہ تمہارے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو انہیں بھی خوبصورت چہرے اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔“

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نمازِ عشا میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تلاوت کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:

سمعتُ النبی ﷺ یقرأ ﴿وَالَّذِينَ وَالزَّيْتُونَ﴾ فِي الْعِشَاءِ وَ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ أَوْ قِرَاءَةً۔ (۲)

”میں نے حضور ﷺ کو نمازِ عشاء میں سورۃ التین کی تلاوت فرماتے ہوئے سنا، اور میں نے کسی کو آپ ﷺ سے زیادہ خوش الحان اور اچھی قرآء والا نہیں پایا۔“

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۷۶

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۶۱، رقم: ۳۲۱

۳۔ ابن کثیر، البدیۃ والنہایہ، ۶: ۲۸۶

۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۳۴

۵۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۳۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۶۶، کتاب الاذان، رقم: ۷۳۵

۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۳۹، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۶۶۴

۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۲۷۳، کتاب إقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا، رقم: ۸۳۵

۴۔ احمد بن حنبل، مسند، ۴: ۳۰۲

۵۔ ابو عوانہ، مسند، ۱: ۴۷۷، رقم: ۱۷۷۱



۳۔ سفر ہجرت میں حضور ﷺ نے اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرمایا۔ آپ ﷺ کی آواز کے بارے میں اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے:

فی صوتہ ﷺ صَلَّحٌ۔ (۱)

”آپ ﷺ کی آواز میں دبدبہ تھا۔“

۴۔ حضور ﷺ کی آواز نغمگی اور حسن صوت سے کمال درجہ مزین تھی۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ حسن النغمۃ۔ (۲)

”حضور ﷺ کا لب و لہجہ نہایت حسین تھا۔“

۵۔ مبداء فیض نے حضور سید المرسلین ﷺ کو اس منفرد وصف جمیل سے نواز رکھا تھا کہ آپ ﷺ کی آواز دور دور تک پہنچ جاتی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خطبنا رسول اللہ ﷺ حتی أسمع العواتق فی خدورهن۔ (۳)

”حضور رحمت عالم ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو پردہ نشین خواتین کو بھی آپ

..... ۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۱۹۳، رقم: ۲۸۸۸

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۵۰، رقم: ۳۶۰۵

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱

۴۔ طبری، الریاض النضرہ، ۱: ۴۷۱

۵۔ زرقاتی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۳۶

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۹۱

۲۔ زرقاتی، شرح المواہب، ۵: ۴۳۶

(۳) ۱۔ سیوطی، الاختصاص الکبریٰ، ۱: ۱۱۳

۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۱۲۵، رقم: ۳۷۷۸

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۱۸۶، رقم: ۱۱۴۴۳

←

ﷺ نے پردوں کے اندر (یہ خطبہ) سنایا۔“

۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے بیٹھنے کو کہا:

فسمعه عبد اللہ بن رواحہ و هو فی بنی غنم فجلس فی مکانہ۔ (۱)  
 ”اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷺ محلہ بنی غنم میں تھے، انہوں نے آپ ﷺ کی آواز مبارک سنی اور وہیں بیٹھ گئے۔“

۷۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام ﷺ کی تعداد سوا لاکھ کے قریب تھی، اس اجتماعِ عظیم سے آپ ﷺ نے خطاب فرمایا تو اجتماع میں شریک ہر شخص نے خطبہ سنا۔  
 حضرت عبدالرحمن بن معاذ تمیمی ﷺ فرماتے ہیں:

کنا نسمع ما یقول و نحن فی منازلنا، فطفق یعلمہم  
 مناسکہم۔ (۲)

”ہم اپنی اپنی جگہ پر حضور ﷺ کا خطبہ سن رہے تھے جس میں حضور ﷺ لوگوں کو مناسکِ حج کی تعلیم دے رہے تھے۔“

.....۴۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۸: ۹۴

۵۔ نہانی، الانوار الحمدیہ: ۲۰۷

(۱) ۱۔ نہانی، الانوار الحمدیہ، ۲۰۷

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۱۳

۳۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۶۰

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۹۸، کتاب الحج، رقم: ۱۹۵۷

۲۔ نسائی، السنن، ۵: ۲۳۹، کتاب مناسک الحج، رقم: ۲۹۹۶

۳۔ بیہقی، سنن الکبریٰ، ۵: ۱۳۸، رقم: ۹۳۹۰

۴۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۶۰

## ۱۶۔ ریشِ اقدس

حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ریشِ مبارک گھنی اور گنجان ہوتے ہوئے بھی باریک اور خوبصورت تھی، ایسی بھری ہوئی نہ تھی کہ پورے چہرے کو ڈھانپ لے اور نیچے گردن تک چلی جائے۔ بالوں کا رنگ سیاہ تھا، سرخ و سفید چہرے کی خوبصورتی میں ریشِ مبارک مزید اضافہ کرتی۔ عمر مبارک کے آخری حصہ میں کل سترہ یا بیس سفید بال ریشِ مبارک میں آگئے تھے لیکن یہ سفید بال عموماً سیاہ بالوں کے ہالے میں چھپے رہتے تھے۔ آپ ﷺ ریشِ مبارک کے بالوں کو طول و عرض سے برابر کٹوا دیا کرتے تھے تاکہ بالوں کی بے ترتیبی سے شخصی وقار اور مردانہ وجاہت پر حرف نہ آئے۔

۱۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ ضخم الرأس و اللحية۔ (۱)

”حضور ﷺ اعتدال کے ساتھ بڑے سراور بڑی داڑھی والے تھے۔“

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ أسود اللحية۔ (۲)

”حضور ﷺ کی ریشِ مبارک سیاہ رنگ کی تھی۔“

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۲۶، رقم: ۴۱۹۴

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۹۶

۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۱۶

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۱

۵۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۱

۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶: ۱۷

(۲) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۱۷

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۳

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۵، رقم: ۴۱۹۴

۳۔ حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا جنہیں سفر ہجرت میں والی کونین ﷺ کی میزبانی کا شرف لازوال حاصل ہوا، اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ كثيف اللحية۔ (۱)

”رسول اکرم ﷺ کی ریش اقدس گھنی تھی۔“

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ كث اللحية۔ (۲)

”حضور ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔“

۵۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی تعریف میں یوں گویا ہوئے:

كان أسود اللحية حسن الشعر..... مفاض اللحين۔ (۳)

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۷

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰

۳۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۸۳

۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۸

۵۔ مناوی، فیض القدر، ۵: ۷۷

(۲) ۱۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۸۳، کتاب الزینہ، رقم: ۵۲۳۲

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۱: ۳۶، رقم: ۸

۳۔ احمد بن حنبل، المستدرک، ۱: ۱۰۱، رقم: ۷۹۶

۴۔ بزار، المستدرک، ۲: ۲۵۳، ۶۶۰

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

(۳) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۲۰

۲۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۰

(حضور نبی اکرم ﷺ کی) ریش مبارک سیاہ، بال مبارک خوبصورت، (اور ریش مبارک) دونوں طرف سے برابر تھی۔

۶۔ عمر مبارک میں اضافے کے ساتھ ریش مبارک کے بالوں میں کچھ سفیدی آگئی تھی۔ حضرت وہب بن ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَ رَأَيْتُ بَيَاضاً مِنْ تَحْتِ شَفْتِهِ السُّفْلَى الْعِنْفَقَةَ۔ (۱)

میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے لب اقدس کے نیچے کچھ بال سفید تھے۔

۷۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے آقا ﷺ کی ہر ادا پر قربان ہو ہو جاتے تھے، حیاتِ مقدسہ کی جزئیات تک کا ریکارڈ رکھا جا رہا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

و لَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَ لِحْيَتِهِ عَشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ۔ (۲)

”حضور ﷺ کی ریش مبارک اور سر مبارک میں سفید بالوں کی تعداد بیس سے زائد نہ تھی۔“

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۲، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۲

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۱۶

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۳۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۲، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۴

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۴، کتاب الفضائل، رقم: ۳۳۴۷

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۲۳

۴۔ امام مالک، الموطأ، ۲: ۹۱۹، رقم: ۱۶۳۹

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۳۰

۶۔ عبدالرزاق، المصنف، ۳: ۵۹۹، رقم: ۶۸۸۶

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۹۸، رقم: ۶۳۷۸

۸۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ریش مبارک میں لب اقدس کے نیچے اور گوش مبارک کے ساتھ گنتی کے چند بال سفید تھے جنہیں خضاب لگانے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے خضاب وغیرہ استعمال نہیں کیا اس حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

و لم یختضب رسول اللہ ﷺ، إنما كان البياض في عنقته و في الصدغين و في الرأس نبذ۔ (۱)

”حضور ﷺ نے کبھی خضاب نہیں لگایا، کیونکہ آپ ﷺ کے نچلے ہونٹ کے نیچے، کنپٹیوں اور سر مبارک میں چند بال سفید تھے۔“

۹۔ ریش اقدس طویل تھی نہ چھوٹی، بلکہ اعتدال، توازن اور تناسب کا انتہائی دلکش نمونہ اور موزونیت لئے ہوئے تھی۔

كان النبي ﷺ كان يأخذ من لحيته من عرضها و طولها۔ (۲)

”حضور ﷺ ریش مبارک کے طول و عرض کو برابر طور پر تراشا کرتے تھے۔“

..... ۸۔ ابویعلیٰ، المعجم، ۱: ۵۵، رقم: ۲۵

۹۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۲۰۵، رقم: ۳۲۸

۱۰۔ شعب الایمان، ۲: ۱۲۸، رقم: ۱۲۱۲

۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۳۰۸

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۱، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۲۱

۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۳۱۰، رقم: ۱۴۵۹۳

۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۳۲

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۱۰۰، ابواب الادب، رقم: ۲۷۶۲

۲۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰: ۳۵۰

۳۔ زرقانی، شرح الموطأ، ۴: ۴۲۶

۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۶۳

## ۱۔ گوشِ اقدس

حضور نبی اکرم ﷺ کے گوشِ اقدس خوبصورتی اور دلکشی میں بے مثال اور  
اعتدال و توازن کا حسین امتزاج تھے۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

تخرج الأذنان بيضا بهما من تحت تلك الغدائر، كأنما توقد  
الكواكب الدرية بين ذلك السواد۔ (۱)

”آپ ﷺ کی سیاہ زلفوں کے درمیان دو سفید کان یوں لگتے جیسے تاریکی میں دو  
چمکدار ستارے چمک رہے ہوں۔“

۲۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جب مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا گیا تو ایک یہودی  
عالم نے مجھے نبی آخر الزماں ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرنے کے لئے کہا۔ جب میں سرکارِ  
دو عالم ﷺ کا سراپا مبارک بیان کر چکا تو اُس یہودی عالم نے کچھ مزید بیان کرنے کی  
استدعا کی۔ میں نے کہا کہ اس وقت مجھے یہی کچھ یاد ہے۔ اُس یہودی عالم نے کہا: اگر  
مجھے اجازت ہو تو مزید حلیہ مبارک میں بیان کروں۔ اُس کے بعد وہ یوں گویا ہوا:

في عينيه حمرة، حسن اللحية، حسن الفم، تام الأذنين۔ (۲)

..... ۵۔ محمد بن عبدالرحمن مبارکفوری، تحفة الاحوذی، ۸: ۳۸

۶۔ قرطبی، تفسیر، الجامع الأحکام القرآن، ۲: ۱۰۵

۷۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۰۹

۸۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۶۱

۹۔ نہبانی، الانوار المحمدیہ: ۲۱۳

۱۰۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۱۳۲

(۱) ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۳۵

(۲) ابن کثیر، شمائل الرسول: ۱۶



”حضور ﷺ کی چشمانِ اقدس میں سرخ ڈورے ہیں، ریش مبارک نہایت خوبصورت، دہنِ اقدس حسین و جمیل اور دونوں کان مبارک (حسن میں) مکمل ہیں۔“

مختصر یہ کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ہر عضو کو اللہ تعالیٰ نے عمومی افعال کی انجام دہی کے علاوہ ایک معجزہ بھی بنایا تھا۔ عام انسانوں کے کان مخصوص فاصلے تک سننے کی استطاعت رکھتے ہیں، مگر جدید آلات کی مدد سے دُور کی باتیں بھی سنتے ہیں لیکن آقائے کائنات ﷺ کے گوش مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوتِ سماعت عطا فرمائی تھی کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوتے، اوپر کسی آسمان کا دروازہ کھلتا تو خبر دیتے کہ فلاں آسمان کا دروازہ کھلا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گوشِ اقدس کی بے مثل سماعت پر حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي أُرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ۔ (۱)

”میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ خطاب صرف صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے ادوار تک ہی مخصوص و محدود نہ تھا بلکہ سائنس و ٹیکنالوجی کے موجودہ ترقی یافتہ دور کے لئے بھی ایک چیلنج ہے۔

..... ۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۱۵

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۵۵۶، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۱۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۵۵۲، رقم: ۳۸۸۳

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۷۳

۴۔ بزار، مسند، ۹: ۳۵۸، رقم: ۳۹۲۵

۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۱: ۴۸۲، رقم: ۷۸۳

آج ساری کائنات میں سائنس و ٹیکنالوجی پر عبور رکھنے والے ماہرین اپنی تمام تر ترقی اور اپنی بے پناہ ایجادات کے باوجود کائنات کی ان پوشیدہ حقیقتوں اور رازوں کو جان سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں جنہیں چشمانِ مصطفیٰ ﷺ نے بے پردہ دیکھ لیا اور اُن کی حقیقت کو جان لیا تھا۔ حضور ﷺ کے دائرہ سماعت سے کوئی آواز باہر نہ تھی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان  
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بارگاہِ نبوت میں حاضر تھیں۔ اسی دوران حضور رحمتِ عالم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے کسی کے سلام کا جواب دیا پھر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

هذا جعفر بن ابی طالب مع جبریل و میکائیل و إسرائیل، سلموا  
علینا فردی علیہم السلام۔ (۱)

”یہ جعفر بن ابی طالب ہیں، جو حضرت جبریل، حضرت میکائیل اور حضرت اسرائیل علیہم السلام کے ساتھ گزر رہے تھے۔ پس انہوں نے ہمیں سلام کیا، تم بھی ان کے سلام کا جواب دو۔“

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سرکارِ دو عالم ﷺ بنونجار کے قبرستان سے گزر رہے تھے:

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۲۳۲، رقم: ۴۹۳۷

۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۷: ۸۸، رقم: ۶۹۳۶

۳۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۹: ۲۷۲

۴۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۱: ۲۸۷

۵۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱: ۲۱۱

فسمع أصوات قوم يعذبون في قبورهم۔ (۱)

”حضور ﷺ نے (قبور میں) ان مُردوں کی آوازوں کو سماعت فرمایا جن پر عذاب قبر ہو رہا تھا۔“

## ۱۸۔ گردنِ اقدس

حضور ﷺ کی گردنِ اقدس دستِ قدرت کا تراشا ہوا حسین شاہکار تھی، چاندی کی طرح صاف و شفاف، تپلی اور قدرے لمبی تھی۔ صحابہ کرام ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مبارک گردن اس طرح تھی جیسے کوئی صورت یا مورتی چاندی سے تراشی گئی ہو اور اُس میں اُجلا پن، خوش نمائی، صفائی اور چمک دمک اپنے نقطہ کمال تک بھر دی گئی ہو۔ حضور ﷺ کی گردنِ اقدس کی خوبصورتی اس ندرت سے کہیں زیادہ تھی۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷺ سے روایت ہے:

كأن عنقه جيداً دمية في صفاء الفضة۔ (۲)

”حضور ﷺ کی گردن مبارک کسی مورتی کی طرح تراشی ہوئی اور چاندی کی

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۷۵

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۱۲۰، رقم: ۳۷۵۷

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۵: ۱۰۳، رقم: ۲۶۸

۴۔ عبداللہ بن احمد، السنن، ۲: ۶۰۸، رقم: ۱۴۴۵

۵۔ ازدی، مسند الریج، ۱: ۱۹۷، رقم: ۴۸۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، باب فی خلق رسول اللہ ﷺ، رقم: ۸

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۴۱۴

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۵۔ ابن جوزی، صفوة الصفوة، ۱: ۱۵۶

”طرح صاف تھی۔“

۲۔ حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

وفی عنقه سطح۔ (۱)

”رسول اکرم ﷺ کی گردن اقدس قدرے لمبی تھی۔“

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

وكان أحسن عباد الله عنقاً، لا ينسب إلى الطول و لا إلى

القصر۔ (۲)

”اور اللہ کے بندوں میں سے آپ ﷺ کی گردن سب سے بڑھ کر حسین و جمیل

تھی، نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ چھوٹی۔“

۴۔ رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک سونے اور چاندی کے رنگوں کا حسین امتزاج

معلوم ہوتی تھی۔ گردن اقدس کو چاندی کی صراحی سے بھی تشبیہ دی گئی۔ حضرت حافظ ابو بکر

بن ابی خیشمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۲۹، رقم: ۳۶۰۵

۳۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۹۵۹

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱

۵۔ طبری، الریاض النضرہ، ۱: ۴۷۱

۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة) ۳: ۱۹۲

۷۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۳۱۰

۸۔ حلبی، انسان العیون، ۲: ۲۲۷

(۲) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۳۶

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۴

كان رسول الله ﷺ أحسن الناس عنقاً، ما ظهر من عنقه للشمس و الرياح فكأنه إبريق فضة مشرب ذهباً يتلأ لأ في بياض الفضة و حمرة الذهب، و ما غيبت الثياب من عنقه فما تحتها فكأنه القمر ليلة البدر۔ (۱)

”حضور ﷺ کی گردن مبارک تمام لوگوں سے بڑھ کر خوبصورت تھی۔ دھوپ یا ہوا میں گردن کا نظر آنے والا حصہ چاندی کی صراحی کے مانند تھا، جس میں سونے کا رنگ اس طرح بھرا گیا ہو کہ چاندی کی سفیدی اور سونے کی سُرخی کی جھلک نظر آتی ہو اور گردن کا جو حصہ کپڑوں میں چھپ جاتا وہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور منور ہوتا۔“

## ۱۹۔ دوش مبارک

حضور نبی اکرم ﷺ کے مبارک کندھے مضبوط اور قدرے فرہبی لئے ہوئے تھے، بالکل پتلے شانے نہ تھے بلکہ خاص گولائی میں تھے۔ دونوں شانوں کی ہڈیوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا، جس نے سینہ اقدس کو فراخ اور دراز کر دیا تھا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے مضبوط کندھوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ ..... عظيم مشاش المنكبين۔ (۲)

(۱) صالحی، سبل الہدی والرشاد، ۴: ۴۳

(۲) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۲۰

۲۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۲۲۱

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۱۵

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶: ۱۹

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۶

”حضور ﷺ کے کندھوں کے جوڑ توانا اور بڑے تھے۔“

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات کوئی دیہاتی آکر حضور ﷺ کی قمیص کھینچ لیتا تو:

فكأنما أنظر حين بدا منكبه إلى شفة القمر من بياضه صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۱)

”دوشِ اقدس سفیدی اور چمک کے باعث یوں نظر آتے جیسے ہم چاند کا ٹکڑا ملاحظہ کر رہے ہوں۔“

۳۔ کتب سیر و احادیث میں جلیل القدر صحابہ کرام حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ہند بن ابی ہالہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے مبارک کندھوں کے فاصلے کے حوالے سے یہ روایت ملتی ہے:

كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم مر بوعاً بعيداً ما بين المنكبين۔ (۲)

”حضور نبی اکرم ﷺ میانہ قد کے تھے، دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔“

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی اس صفتِ عالیہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے

ہیں:

كان إذا جلس يكون كتفه أعلى من الجالس۔ (۳)

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۳۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۳، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۸

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۵

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ) ۶: ۱۱

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۸

(۳) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۱۳

”آپ ﷺ جب (کسی مجلس میں) تشریف فرما ہوتے تو آپ ﷺ کے کندھے تمام اہل مجلس سے بلند نظر آتے۔“

## ۲۰۔ بازوئے مقدّس

حضور ﷺ کے بازوئے اقدس خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے، طوالت کے اعتبار سے اعتدال کا خوبصورت اور دلکش نمونہ تھے، کلائیوں پر بال مبارک تھے، بازو اور کلائیاں سفید اور چمکدار تھیں اور حسن و جمال مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ دار تھیں۔

اس حوالے سے امام بیہقی بیان کرتے ہیں:

وكان عبل العضدين والذراعين، طويل الزندين۔ (۱)

”حضور ﷺ کی مچھلیاں سفید اور چمکدار اور کلائیاں لمبی تھیں۔“

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ؓ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ ..... أشعر الذراعين۔ (۲)

”حضور ﷺ کی مبارک کلائیوں پر بال موجود تھے۔“

۳۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ عظيم الساعدین۔ (۳)

(۱) بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۳۰۵

(۲) ۱۔ ترمذی، الشماائل الحمدیہ: ۲، باب فی خلق رسول اللہ ﷺ

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۲۲

۳۔ ابن جوزی، صفوة الصفوہ، ۱: ۱۵۶

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶: ۳۲

(۳) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۱۵

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة) ۶: ۱۹

”حضور ﷺ کے بازو (اعتدال کے ساتھ) بڑے تھے۔“

۴۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول ﷺ سَبِطَ الْقَصَبِ۔ (۱)

”حضور ﷺ کے بازو مبارک اور پنڈلیاں موزوں ساخت کی تھیں۔“

## ۲۱۔ دستِ اقدس

آقا دو جہاں ﷺ کے دستِ اقدس انتہائی نرم اور ملائم تھے، شبنم کے قطروں سے بھی نازک، پھولوں کا گداز بھی اس کے آگے پانی پانی ہو جائے، دستِ اقدس سے ہمہ وقت خوشبوئیں لپٹی رہتیں، مصافحہ کرنے والا ٹھنڈک محسوس کرتا، انگشت مبارک قدرے لمبی تھیں، چاند کی طرف اٹھتیں تو وہ بھی دلخت ہو جاتا۔

۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر حضور ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں، کفار و مشرکین مکہ آمادہ فتنہ و شر ہیں۔ سفراء کا تبادلہ جاری ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سفیرِ مصطفیٰ ﷺ کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ دوسری طرف بیعتِ رضوان کا موقع آتا تو اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے:

إِنَّ الدِّينَ يُبَايِعُوكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۖ فَمَنْ نَكَتْ فَإِنَّمَا يَنْكُثْ عَلَى نَفْسِهِ وَ مَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَنْ أَوْفَىٰ بِهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (۲)

”(اے رسول!) بلاشبہ جو لوگ آپ سے (آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتے

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۳۳۰

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۱۵۶، رقم: ۴۱۴

(۲) القرآن، الفتح، ۴۸: ۱۰

ہیں فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، (گویا) اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے، پھر جو کوئی عہد کو توڑے تو عہد کے توڑنے کا نقصان اُسی کو ہوگا اور جو اللہ سے اپنا اقرار پورا کرے (اور مرتے دم تک قائم رہے) تو اللہ تعالیٰ عنقریب اُسے بڑا اجر دے گا (اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا) ○“

ایک دوسرے مقام پر ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَ لَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ- (۱)

”اور (اے حبیبِ محتشم) جب آپ نے (اُن پر سنگریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ تعالیٰ نے مارے تھے۔“

نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس نہایت نرم و گداز تھے۔ حضرت مستورد بن شدادؓ اپنے والدِ گرامی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَإِذَا هِيَ أَلْيَنُ مِنَ الْحَرِيرِ وَأَبْرَدُ مِنَ الشَّلْحِ- (۲)

”میں رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، پس میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام لیا، آپ ﷺ کے دستِ اقدس ریشم سے زیادہ نرم و گداز اور برف سے زیادہ ٹھنڈے تھے۔“

حضرت انسؓ سے مروی ہے:

(۱) القرآن، الانفال، ۸: ۱۷

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷: ۲۷۲، رقم: ۱۱۰۷

۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۹: ۹۷، رقم: ۹۲۳۷

۳۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۲

۴۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۳: ۳۲۳، رقم: ۳۸۵۹

۵۔ صالحی، سبل الہدی والرشاد، ۴: ۷۴

مَا مَسَسْتُ حَرِيرًا وَلَا دِيْبَا جَاءَ أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ ﷺ (۱)

”میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو نہیں چھوا جو نرمی میں رسولِ اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک سے بڑھ کر ہو۔“

## خوشبوئے دستِ اقدس

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے مقدس ہاتھوں سے ہر وقت بھینی بھینی خوشبو پھوٹی تھی۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آقائے مختتم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے باری باری سب بچوں کے رُخساروں پر ہاتھ پھیرا۔ آپ ﷺ نے میرے رُخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔

فوجدتُ ليدہ برداً أو ريحاً كأنما أخرجها من جؤنة عطار۔ (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۶، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۸

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۳۶۸، ابواب البر والصلۃ، رقم: ۲۰۱۵

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۲: ۲۱۱، رقم: ۶۳۰۳

۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۸

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۰۰، رقم: ۱۳۰۹۶

۷۔ ابویعلیٰ، المسند، ۶: ۴۰۵، رقم: ۳۷۶۲

۸۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۴۰۲، رقم: ۱۳۱۶۳

۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۳

۱۰۔ مقرر بزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۷۰

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۲، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۲۹

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۳، رقم: ۳۱۷۶۵

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۸، رقم: ۱۹۴۴

۴۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۳

”پس میں نے آپ ﷺ کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی جیسے آپ ﷺ نے اُسے ابھی عطار کی ڈبیہ سے نکالا ہو۔“

۲۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے دستِ اقدس ہمیشہ معطر رہتے، جو لوگ حضور ﷺ سے مصافحہ کرتے وہ کئی کئی دن دستِ اقدس کی خوشبو کی سرشاری کو مشامِ جان میں محسوس کرتے رہتے:

و كأن كفه كف عطار طيب مسها بطيب أو لا مسها، فإذا صافحه المصافح يظل يومه يجد ريحاً و يضعها على رأس الصبي فيعرف من بين الصبيان من ريحها على رأسه۔ (۱)

”اور آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ عطار کے ہاتھوں کی طرح معطر رہتے، خواہ خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں۔ آپ ﷺ سے مصافحہ کرنے والا شخص سارا دن اپنے ہاتھوں پر خوشبو پاتا اور جب کسی بچے کے سر پر دستِ شفقت پھیر دیتے تو وہ (بچہ) خوشبوئے دستِ اقدس کے باعث دوسرے بچوں سے ممتاز ٹھہرتا۔“

## دستِ مبارک کی ٹھنڈک

۱۔ خوشبو کے علاوہ سردارِ دو جہاں ﷺ کے مبارک ہاتھوں کا لمس انتہائی شگوار ٹھنڈک کا کیف انگیز احساس بخشتا تھا۔ حضرت ابو جحیفہ ؓ ایک دفعہ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی، اس کے بعد:

و قام الناس، فجعلوا يأخذون يديه فيمسحون بهما وجوههم، قال: فأخذت بيده فوضعتها على وجهي، فإذا هي أبرد من الثلج، و أطيب رائحة من المسك۔ (۲)

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۳۷

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۰

”لوگ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کا دستِ اقدس پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے، میں نے بھی آپ ﷺ کا دستِ انور اپنے چہرے پر پھیرا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔“

۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ ﷺ نے محبت سے میرے سر اور سینے پر اپنا دستِ اقدس پھیرا۔ اس سے یہ کیفیت پیدا ہوئی:

فما زلتُ أجد بردہ علی کبدی فما یخال إلی حتی الساعۃ۔ (۱)  
 ”میں ہمیشہ اپنے جگر میں آپ ﷺ کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خنکی پاتا رہا، مجھے خیال ہے کہ اس (موجودہ) گھڑی تک وہ ٹھنڈک پاتا ہوں۔“

## ۲۲۔ دستِ اقدس کی برکتیں

حضور نبی اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھ ہزاروں باطنی اور روحانی فیوض و برکات کے حامل تھے۔ جس کسی کو آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے مس کیا اُس کی حالت ہی بدل گئی۔ وہ ہاتھ کسی بیمار کو لگا تو نہ صرف یہ کہ وہ تندرست و شفا یاب ہو گیا بلکہ اس خیر و

..... ۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۹

۳۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۳: ۶۷، رقم: ۱۶۳۸

۴۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۶۶، رقم: ۱۳۶۷

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۱۵، رقم: ۲۹۴

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۴۲، کتاب المرضی، رقم: ۵۳۳۵

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۶۷، رقم: ۶۳۱۸

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۷۱

۴۔ بخاری، الادب المفرد، ۱: ۱۷۶، رقم: ۴۹۹

۵۔ مقدسی، الأحادیث المختارہ، ۳: ۲۱۲، رقم: ۱۰۱۳

برکت کی تاثیر تادمِ آخر وہ اپنے قلب و روح میں محسوس کرتا رہا۔ کسی کے سینے کو یہ ہاتھ لگا تو اُسے علم و حکمت کے خزانوں سے مالا مال کر دیا۔ بکری کے خشک تھنوں میں اُس دستِ اقدس کی برکت اُتری تو وہ عمر بھر دودھ دیتی رہی۔ توشہ دان میں موجود گنتی کی چند کھجوروں کو اُن ہاتھوں نے مَس کیا تو اُس سے سالوں تک منوں کے حساب سے کھانے والوں نے کھجوریں کھائیں مگر پھر بھی اُس ذخیرہ میں کمی نہ آئی۔ بقول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

ہاتھ جس سمت اٹھایا غنی کر دیا

اُن ہاتھوں کی فیض رسانی سے تہی دست بے نوا گدا، دو جہاں کی نعمتوں سے مالا مال ہو گئے۔ صحابہ کرام ﷺ نے اپنی زندگیوں میں بارہا ان مبارک ہاتھوں کی خیر و برکت کا مشاہدہ کیا۔ وہ خود بھی اُن سے فیض حاصل کرتے رہے اور دوسروں کو بھی فیض یاب کرتے رہے، اس حوالے سے متعدد روایات مروی ہیں:

(۱) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ دوسروں کو فیض یاب کرتے رہے

حضرت ذیال بن عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے حق میں دعائے خیر کے لئے عرض کیا:

فقال: ادن یا غلام، فدننا منہ فوضع یدہ علی رأسہ، وقال: بارک اللہ فیک!

”آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا! میرے پاس آؤ، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے قریب آ گئے، آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اُن کے سر پر رکھا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے۔“

حضرت ذیال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فرأيتُ حنظلةً يؤتى بالرجل الوارم وجهه وبالشاة الوارم ضرعها  
فيتفل في كفه، ثم يضعها على صُلعته، ثم يقول: بسم الله على أثر  
يد رسول الله ﷺ، ثم يمسح الورم فيذهب۔ (۱)

میں نے دیکھا کہ جب کسی شخص کے چہرے پر یا بکبری کے تھنوں پر ورم ہو جاتا  
تو لوگ اسے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آتے اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا  
لعاب دہن ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے بسم اللہ علی اثرید رسول  
اللہ ﷺ اور پھر وہ ہاتھ ورم کی جگہ پر مل دیتے تو ورم فوراً اُتر جاتا۔“

(۲) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ

کے بال عمر بھر سیاہ رہے

حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی پر اپنا  
دستِ اقدس پھیرا تو اُس کی برکت سے ۱۰۰ سال سے زائد عمر پانے کے باوجود اُن کے سر  
اور داڑھی کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔ اس آپ نبی کے وہ خود راوی ہیں:

قال لي رسول الله ﷺ: ادن مني، قال: فمسح بيده على رأسه  
ولحيته، قال، ثم قال: اللهم جملة و ادم جماله، قال: فلقد بلغ  
بضعا ومائة سنة، وما في رأسه ولحيته بياض الا نبذ يسير، ولقد

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۷: ۷۲

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۶۸

۳۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۴: ۶، رقم: ۳۴۷۷

۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۱۹۱، رقم: ۲۸۹۶

۵۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۴: ۲۱۱

۶۔ بخاری التاریخ الكبير، ۳: ۳۷، رقم: ۱۵۴

۷۔ ابن حجر، الاصابه، ۴: ۱۳۳

كان منبسط الوجه ولم ينقبض وجهه حتى مات۔ (۱)

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میرے قریب ہو جاؤ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا کی: الہی! اسے زینت بخش اور ان کے حسن و جمال کو گندم گوں کر دے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے ۱۰۰ سال سے زیادہ عمر پائی، لیکن ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے، سیاہ رہے، ان کا چہرہ صاف اور روشن رہا اور تادم آخر ایک ذرہ بھر شکن بھی چہرہ پر نمودار نہ ہوئی۔“

(۳) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے خشک تھنوں میں دودھ اُتر آیا

سفر ہجرت کے دوران جب حضور نبی اکرم ﷺ سیدنا صدیق اکبر ﷺ کے ہمراہ اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے اور اُن سے کھانے کے لئے گوشت یا کچھ کھجوریں خریدنا چاہیں تو ان کے پاس یہ دونوں چیزیں نہ تھیں۔ حضور ﷺ کی نگاہ اُن کے خیمے میں کھڑی ایک کمزور دُہلی سوکھی ہوئی بکری پر پڑی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ بکری یہاں کیوں ہے؟ حضرت اُمّ معبد نے جواب دیا: لاغر اور کمزور ہونے کی وجہ سے یہ ریوڑ سے پیچھے رہ گئی ہے اور یہ چل پھر بھی نہیں سکتی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اجازت ہو تو دودھ دوہ لوں؟ عرض کیا: دودھ تو یہ دیتی نہیں، اگر آپ دوہ سکتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ پس آپ ﷺ نے اسے دوہا، آگے روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

فدعا بها رسول اللہ ﷺ فمسح بیده ضرعها و سمي الله تعالى  
ودعا لها في شاتها، فتفاجت عليه ودرت فاجتبرت، فدعا بياناً

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۷۷

۲۔ عسقلانی، الاصابہ، ۴: ۵۹۹، رقم: ۵۷۶۳

۳۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۱: ۵۴۲، رقم: ۴۳۲۶

یربض الرهط فحلب فيه ثجاً حتى علاه البهاء، ثم سقاها حتى رويت وسقى أصحابه حتى رووا و شرب آخرهم حتى أراضوا ثم حلب فيه الثانية على هدة حتى ملأ الإناء، ثم غادره عندها ثم بايعها و ارتحلوا عنها۔ (۱)

”آپ ﷺ نے اُسے منگوا کر بسم اللہ کہہ کر اُس کے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیرا اور اُم معبد کے لئے ان کی بکریوں میں برکت کی دعا دی۔ اس بکری نے آپ ﷺ کے لئے اپنی دونوں ٹانگیں پھیلا دیں، کثرت سے دودھ دیا اور تابع فرمان ہو گئی۔ آپ ﷺ نے ایسا برتن طلب فرمایا جو سب لوگوں کو سیراب کر دے اور اُس میں دودھ دوہ کر بھر دیا، یہاں تک کہ اُس میں جھاگ آگئی۔ پھر اُم معبد رضی اللہ عنہا کو پلایا، وہ سیر ہو گئیں تو اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپ ﷺ نے نوش فرمایا، پھر دوسری بار دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ وہی برتن پھر بھر دیا اور اُسے بطور نشان اُم معبد رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا اور اُسے اسلام میں بیعت کیا، پھر سب وہاں سے چل دیئے۔“

تھوڑی دیر بعد حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا کا خاوند آیا، اُس نے دودھ دیکھا تو

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷

۲۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۶: ۵۶

۳۔ شیبانی، الآحاد و المشائی، ۶: ۲۵۲، رقم: ۳۴۸۵

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۴۹، رقم: ۳۶۰۵

۵۔ ہیبة اللہ، اعتقاد اہل السنۃ، ۴: ۷۷۸

۶۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۹۵۹

۷۔ عسقلانی، الاصابہ، ۸: ۳۰۶

۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۰

۹۔ ابو نعیم، دلائل النبوہ، ۵: ۶۰

۱۰۔ طبری، الریاض النضر، ۵: ۱۷۱

حیران ہو کر کہنے لگا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا نے جواباً آقائے دو جہاں ﷺ کا حلیہ شریف اور سارا واقعہ بیان کیا، جس کا ذکر ہم متعلقہ مقام پر کر آئے ہیں۔ وہ بولا وہی تو قریش کے سردار ہیں جن کا چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے بھی قصد کر لیا ہے کہ اُن کی صحبت میں رہوں چنانچہ وہ دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔

حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا تم کھا کر بیان کرتی ہیں کہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حضور ﷺ نے حیات مبارکہ کے دس برس گزارے، پھر اڑھائی سالہ خلافت ابوبکر ﷺ کا دور گزرا اور سیدنا فاروق اعظم ﷺ کا دور خلافت آیا۔ ان کے دور خلافت کے اواخر میں شدید قحط پڑا، یہاں تک کہ جانوروں کے لئے گھاس پھوس کا ایک تنکا بھی میسر نہ آتا۔ وہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! آقائے دو جہاں ﷺ کے دست اقدس کے لمس کی برکت سے میری بکری اُس قحط سالی کے زمانے میں بھی صبح و شام اُسی طرح دودھ دیتی رہی۔

### (۴) دستِ مصطفیٰ ﷺ کے لمس سے لکڑی تلوار بن گئی

غزوہ بدر میں جب حضرت عکاشہ بن محسن ﷺ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایک سوکھی لکڑی عطا کی جو اُن کے ہاتھوں میں آ کر شمشیر آبدار بن گئی۔

فعداد سیفا فی یدہ طویل القامة، شدید المتن أبيض الحديدية  
فقاتل به حتى فتح الله تعالى على المسلمين وكان ذلك السيف  
يُسَمَّى العون۔ (۱)

(۱) ۱۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۸۵

۲۔ بیہقی، الاعتقاد، ۱: ۲۹۵

۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۱: ۳۱۱

۴۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱: ۳۰۸

۵۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۳: ۱۰۸۰، رقم: ۱۸۳۷



”جب وہ لکڑی اُن کے ہاتھ میں گئی تو وہ نہایت شاندار لمبی، چمکدار مضبوط تلوار بن گئی، تو انہوں نے اُسی کے ساتھ جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور وہ تلوار عون (یعنی مددگار) کے نام سے موسوم ہوئی۔“

جنگِ اُحد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی تو آپ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔

فرجع فی ید عبداللہ سیفاً۔ (۱)

”جب وہ حضرت عبداللہ ﷺ کے ہاتھ میں گئی تو وہ (نہایت عمدہ) تلوار بن گئی۔“

## ۵۔ دستِ اقدس کے لمس سے کھجور کی شاخ روشن ہو گئی

آقائے دو جہاں ﷺ کے دستِ اقدس کے لمس کی برکت سے کھجور کی شاخ میں روشنی آ گئی جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری ﷺ فرماتے ہیں: حضرت قتادہ بن نعمان ﷺ ایک اندھیری رات میں طوفانِ باد و باراں کے دوران دیر تک حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ جاتے ہوئے آپ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی اور فرمایا:

إنطلق به فإنه سيضي لك من بين يديك عشراً، و من خلفك عشراً، فإذا دخلت بيتك فستري سواداً فأضربه حتى يخرج، فإنه الشيطان۔ (۱)

..... ۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۸۸

۷۔ نووی، تہذیب الاسماء، ۱: ۳۱۰، رقم: ۴۱۸

(۱) ۱۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۳۵۹

۲۔ اُزدی، الجامع، ۱۱: ۲۷۹

۳۔ ابن حجر، الاصابہ، ۴: ۳۶۶، رقم: ۴۵۸۶

”اسے لے جاؤ! یہ تمہارے لئے دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گے تو تمہیں ایک سیاہ چیز نظر آئے گی پس تم اُسے اتنا مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ ان کے لئے روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی انہوں نے اُس سیاہ چیز کو پالیا اور اتنا مارا کہ وہ نکل گئی۔

## (۶) توشہ دان میں کھجوروں کا ذخیرہ

بیہقی، ابو نعیم، ابن سعد، ابن عساکر اور زرقانی نے یہ واقعہ ابو منصور سے بطریق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ ایک جنگ میں سینکڑوں کی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے جن کے کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس موقع پر میرے ہاتھ ایک توشہ دان (ڈبہ) لگا، جس میں کچھ کھجوریں تھیں۔ آقائے دو جہاں رضی اللہ عنہ کے استفسار پر میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ۔ میں وہ توشہ دان لے کر حاضر خدمت ہو گیا اور کھجوریں گنیں تو وہ کل اکیس نکلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس اُس توشہ دان پر رکھا اور پھر فرمایا:

أدع عشرة، فدعوت عشرة فأكلوا حتى شبعوا ثم كذا لك حتى  
أكل الجيش كله و بقي من التمر معي في المزود۔ قال: يا

(۱) ۱۔ قاضی عیاض، الشفا بتعريف حقوق المصطفى، ۱: ۲۱۹

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۶۵، رقم: ۱۱۶۴۲

۳۔ ابن خزیمہ، صحیح، ۳: ۸۱، رقم: ۱۶۶۰

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۹: ۱۳، رقم: ۱۹

۵۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۲: ۱۶۷

۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۹

۷۔ مناوی، فیض القدر، ۵: ۷۳

أباهريرة! إذا أردت أن تأخذ منه شيئاً فادخل يدك فيه ولا تكفه۔ فأكلتُ منه حياة النبي ﷺ وأكلتُ منه حياة أبي بكر كلها و أكلتُ منه حياة عمر كلها و أكلتُ منه حياة عثمان كلها، فلما قُتل عثمان إنتهب ما في يدي و إنتهب المزود۔ ألا أخبركم كم أكلتُ منه؟ أكثر من مأتى وسق۔ (۱)

”دس آدمیوں کو بلاؤ! میں نے بلایا۔ وہ آئے اور خوب سیر ہو کر چلے گئے۔ اسی طرح دس دس آدمی آتے اور سیر ہو کر اٹھ جاتے یہاں تک کہ تمام لشکر نے کھجوریں کھائیں اور کچھ کھجوریں میرے پاس توشہ دان میں باقی رہ گئیں آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! جب تم اس توشہ دان سے کھجوریں نکالنا چاہو ہاتھ ڈال کر ان میں سے نکال لیا کرو، لیکن توشہ دان نہ اٹھانا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے زمانے میں اس سے کھجوریں کھاتا رہا اور پھر حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے پورے عہد خلافت تک اس میں سے کھجوریں کھاتا رہا اور خرچ کرتا رہا۔ اور جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو جو کچھ میرے پاس تھا وہ چوری ہو گیا اور وہ توشہ دان بھی میرے گھر سے چوری ہو گیا۔ کیا تمہیں بتاؤں کہ میں نے اس میں سے کتنی کھجوریں کھائیں ہوں گی؟ تخمیناً دو سو وسق سے زیادہ میں نے کھائیں۔“

یہ سب کچھ حضور ﷺ کے دستِ اقدس کی برکتوں کا نتیجہ تھا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(۱) ۱۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة) ۶: ۱۱۷

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۸۵، ابواب المناقب، رقم: ۳۸۳۹

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۵۲

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۴۶۷، رقم: ۶۵۳۲

۵۔ اسحاق بن راہویہ، المسند، ۱: ۷۵، رقم: ۳

۶۔ بیہقی، الخصاص الکبریٰ، ۲: ۸۵

۷۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲: ۶۳۱

نے اُس تو شہ دان سے منوں کے حساب سے کھجوریں نکالیں مگر پھر بھی تادمِ آخر وہ ختم نہ ہوئیں۔

### (۷) دستِ شفا سے ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی

حضرت براء بن عازب ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عتیک ؓ دشمنِ رسول ابورافع یہودی کو جہنم رسید کر کے واپس آرہے تھے کہ اُس کے مکان کے زینے سے گر گئے اور اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ٹانگ کھولو۔ وہ بیان کرتے ہیں:

فبسطتُ رجلی، فمسحها، فکأنما لم أشتکها قط۔ (۱)

”میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا دستِ شفا پھیرا، آپ ﷺ کے دستِ کرم کے پھیرتے ہی میرے پنڈلی ایسی درست ہو گئی کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔“

### (۸) دستِ اقدس کی فیضِ رسائی

حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو آقائے دو جہاں ﷺ نے یمن کا گورنر تعینات کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ مقدمات کے فیصلے میں میری ناتجربہ کاری آڑے آئے گی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دستِ مبارک اُن کے سینے پر پھیرا جس کی برکت سے انہیں کبھی کوئی

(۱) ۱۔ بخاری، صحیح ۴: ۱۲۸۳، کتاب المغازی، رقم: ۳۸۱۳

۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۸۰

۳۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۵۶

۴۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۳: ۹۳۶

۵۔ ابونعیم، دلائل النبوة، ۱: ۱۴۵، رقم: ۱۳۴

۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۴: ۱۳۹

۷۔ ابن تیمیہ، الصارم المسلول، ۲: ۲۹۴

فیصلہ کرنے میں دشواری نہ ہوئی۔ حضور ﷺ کے دستِ اقدس کی فیض رسانی کا حال آپ ﷺ یوں بیان کرتے ہیں:

فصرب بیدہ فی صدری، و قال: اللهم اهد قلبه و ثبت لسانه۔  
قال فما شککتُ فی قضاء بین اثنين۔ (۱)

”حضور ﷺ نے اپنا دستِ کرم میرے سینے پر مارا اور دعا کی: اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ (خدا کی قسم) اُس کے بعد کبھی بھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلے کرنے میں ذرہ بھر غلطی کا شائبہ بھی مجھے نہیں ہوا۔“

### (۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوتِ حافظہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قلت: یا رسول اللہ، انی أسمع منک حدیثاً کثیراً فأنساہ؟ قال:  
أبسط، رداءک، فبسطتہ، قال: فغرف بیدہ فیہ، ثم قال: ضمہ  
فضممتہ، فما نسیتُ شیئاً بعدہ۔ (۲)

”میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیک وسلم سے بہت کچھ سنتا

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۷: ۷۷۴، کتاب الاحکام، رقم: ۲۳۱۰

۲۔ عبد بن حمید، المسند، ۶۱: ۱، رقم: ۹۴

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۳۳۷

۴۔ احمد بن ابی بکر، مصباح الزجاجة، ۳: ۴۲، رقم: ۸۱۸

۵۔ سیوطی، الخصال الکبریٰ، ۲: ۱۲۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵۶: ۱، کتاب العلم، رقم: ۱۱۹

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۹۴۰، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۲۴۹۱

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۸۴، ابواب المناقب، رقم: ۳۸۳۵

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۶: ۱۰۵، رقم: ۷۱۵۳

ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلا؟ میں نے پھیلا دی، تو آپ ﷺ نے لپ بھر بھر کر اس میں ڈال دیئے اور فرمایا: اسے سینے سے لگالے۔ میں نے ایسا ہی کیا، پس اس کے بعد میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔“

حضور نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس کی خیر و برکت کی تاثیر کے حوالے سے یہ چند واقعات ہم نے محض بطور نمونہ درج کئے ورنہ دستِ شفا کی معجز طرازیوں سے کتبِ احادیث و سیر بھری پڑی ہیں۔

## ۲۳۔ انگلستانِ مبارک

حضور نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک کی انگلیاں خوبصورت، سیدھی اور دراز تھیں۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ؓ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ..... سائل الأَطراف۔ (۱)

”حضور ﷺ کی انگلستانِ مبارک لمبی اور خوبصورت تھیں۔“

۲۔ ایک روایت میں آپ ﷺ کی خوبصورت انگلیوں کو چاندی کی ڈلیوں سے تشبیہ

..... ۵۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۱۱: ۸۸، رقم: ۶۲۱۹

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۳۲۹

۷۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۷۷۱

۸۔ عسقلانی، الاصابہ، ۷: ۳۳۶

۹۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۲: ۴۹۶

۱۰۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۲: ۱۷۴

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۶، رقم: ۴۱۴

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵

دی گئی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

کأن أصابعه قضبان فضة۔ (۱)

”حضور ﷺ کی انگلیاں مبارک چاندی کی ڈلیوں کی طرح تھیں۔“

انہی مقدس انگلیوں کے اشارے پر چاند وجد میں آجایا کرتا تھا، شق القمر کا معجزہ انہی مقدس انگلیوں کے اٹھ جانے سے ظہور میں آیا، انہی مقدس انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں ہو گئے۔

۳۔ حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خرجت في حجة حجه رسول الله ﷺ، فرأيت رسول الله ﷺ وطول اصبعه التي تلي الابهام أطول على سائر أصابعه، و قال: في موضع آخر روى عن أصابع رسول الله ﷺ، أن المشيرة كانت أطول من الوسطى، ثم الوسطى أقصر منها، ثم البنصر من الوسطى۔ (۲)

”میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر باہر نکلی تو میں نے حضور ﷺ کے انگوٹھے کے ساتھ شہادت والی انگلی کی لمبائی کو دیکھا کہ وہ باقی سب انگلیوں سے دراز ہے۔ اور حضور ﷺ کے انگلیوں کے بارے میں دوسری جگہ روایت ہے کہ اشارے کرنے والی انگلی (شہادت والی انگلی) درمیانی انگلی سے

(۱) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۱: ۳۰۵

۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۴۰

۳۔ مناوی، فیض القدر، ۵: ۷۸

(۲) ۱۔ مناوی، فیض القدر، ۵: ۱۹۵

۲۔ حکیم ترمذی، نوادر الاصول فی أحادیث الرسول، ۱: ۱۶۷، ۱۶۸

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۶۸، رقم: ۴۷۱

۴۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۲: ۱۵

لمبی تھی، درمیانی انگلی شہادت والی سے چھوٹی اور انگوٹھی والی انگلی درمیانی انگلی سے چھوٹی تھی۔

## ۲۴۔ ہتھیلیاں مبارک

حضور نبی اکرم ﷺ کی مقدس اور نورانی ہتھیلیاں کشادہ اور پر گوشت تھیں۔ اس بارے میں متعدد روایات ہیں:

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ؓ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ ..... رحب الراحة۔ (۱)

”حضور ﷺ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔“

۲۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے:

وکان بسط الكفين۔ (۲)

”حضور ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔“

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۶

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳

۴۔ ابن حبان، الثقات، ۲: ۱۴۶

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵

۶۔ مناوی، فیض القدر، ۵: ۷۸

۷۔ ابن جوزی، صفوة الصفوة، ۱: ۱۵۶

۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۹۔ نووی، تہذیب الاسماء، ۱: ۵۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۷

۲۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰: ۳۵۹

آقائے دو جہاں ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں میں نرماہٹ، خنکی اور ٹھنڈک کا احساس آپ ﷺ کا ایک منفرد وصف تھا۔ صحابہ کرام ﷺ قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں سے بڑھ کر کوئی شے نرم اور ملائم نہ تھی۔ رسول اکرم ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے یا سر پر دستِ شفقت پھیرتے تو اُس سے ٹھنڈک اور سکون کا یوں احساس ہوتا جیسے برف جسم کو مس کر رہی ہو۔

حضرت عبداللہ بن ہلال انصاری ﷺ کو جب اُن کے والد گرامی دعا کے لئے حضور سرورِ کونین ﷺ کی خدمت میں لے کر گئے تو اُس موقع پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور اُن کے سر پر دستِ شفقت پھیرا۔ وہ اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں:

فما أنسى وضع رسول الله ﷺ يده على رأسي حتى وجدته بردها۔ (۱)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ شفقت کی ٹھنڈک اور حلاوت کو میں کبھی نہیں بھولا، جب آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا۔“

## ۲۵۔ بغل مبارک

حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک بغلیں سفید، صاف و شفاف اور نہایت خوشبودار تھیں، جس کے بارے میں کتب احادیث و سیر میں صحابہ کرام ﷺ سے متعدد احادیث مروی ہیں:

۱۔ ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ ﷺ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے وضو کا پانی پیش کیا، آپ ﷺ نے خوش ہو کر انہیں دُعا دی اور اپنے مبارک ہاتھوں کو بلند فرمایا۔ وہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ:

(۱) پیشی، مجمع الزوائد، ۹: ۳۹۹

و رأیت بیاض إبطیه۔ (۱)

”میں نے حضور ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔“

۲۔ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی خوشبودار ہونے کے حوالے سے بنی حریش کا ایک شخص اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں اپنے والد گرامی کے ساتھ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا، اُس وقت حضرت معز بن مالک رضی اللہ عنہ کو اُن کے اقرار جرم پر سنسار کیا جا رہا تھا۔ مجھ پر خوف سا طاری ہو گیا، ممکن تھا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑتا:

فضمنی إلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فسأل علیّ من عرق إبطہ مثل ریح

المسک۔ (۲)

”پس رسول اکرم ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا (گویا گرتے دیکھ کر مجھے تھام لیا) اس وقت آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کا پسینہ مجھ پر گرا جو کستوری کی خوشبو کی مانند تھا۔“

انسانی جسم کا وہ حصہ جس سے عموماً پسینہ کی وجہ سے ناپسندیدہ بو آتی ہے، حضور ختمی مرتبت ﷺ کے جسم اطہر کے حسن و جمال میں اضافے کا موجب بنا اور وہ خوش

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۳۵، کتاب المناقب، رقم: ۶۰۲۰

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۹۳۴، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۲۴۹۸

۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۰، رقم: ۸۱۸۷

۴۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۳۶۰

(۲) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۳، رقم: ۶۳

۲۔ سیوطی، النصاب، ۱: ۱۱۶

۳۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۳۶۱

۴۔ عسقلانی، الاصابہ، ۲: ۵۷

۵۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۲: ۱۷۰

۶۔ ذہبی، میزان الاعتدال، ۲: ۱۹۳

نصیب صحابہ کرام ﷺ جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک و مقدس بغلوں کے پسینے کی خوشبو سے مشامِ جاں کو معطر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، وہ عمر بھر اُس سعادت پر نازاں رہے۔

## ۲۶۔ سینۂ اقدس

آقائے دو جہاں ﷺ کا سینۂ اقدس فراخ، کشادہ اور ہموار تھا۔ جسمِ اطہر کے دوسرے حصوں کی طرح حسنِ تناسب اور اعتدال و توازن کا نادر نمونہ تھا۔ سینۂ انور سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک خوشنما لکیر تھی، اس کے علاوہ آپ ﷺ کا سینۂ اقدس بالوں سے خالی تھا۔ حضور ﷺ کا سینۂ انور قدرے ابھرا ہوا تھا، یہی وہ سینۂ انور تھا جسے بعض حکمتوں کے پیش نظر آپ ﷺ کی حیاتِ مقدسہ کے مختلف مرحلوں میں کئی بار چاک کر کے انوار و تجلیات کا خزینہ بنایا گیا اور اسے پاکیزگی اور لطافت و طہارت کا گہوارہ بنا دیا گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا سینۂ فراخی، کشادگی، وسعت اور حسنِ تناسب میں اپنی مثال آپ تھا۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سینۂ اقدس کے فراخ اور کشادہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ ..... عریض الصدر۔ (۱)  
 ”رسول اللہ ﷺ کا سینۂ انور فراخی (کشادگی) کا حامل تھا۔“

(۱) ۱۔ ترمذی، الشماک الحمدیہ: ۲، باب فی خلق رسول اللہ ﷺ

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۴۱۴

۴۔ پیشمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵

۶۔ ابن حبان، الثقات: ۲: ۱۴۶

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۴

۸۔ ابن جوزی، صفوة الصفوہ، ۱: ۱۵۶

۲۔ اس حوالے سے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے:

و كان عريض الصدر ممسوحه كأنه المرایا فی شدتها و  
إستوائها، لا یعدو بعض لحمه بعضاً، علی بیاض القمر لیلة  
البدر۔ (۱)

”حضور ﷺ کا سینہ اقدس فراخ اور کشادہ، آئینہ کی طرح سخت اور ہموار تھا، کوئی  
ایک حصہ بھی دوسرے سے بڑھا ہوا نہ تھا اور سفیدی اور آب و تاب میں  
چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔“

۳۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے:

كان رسول الله ﷺ فسیح الصدر۔ (۲)  
”اللہ کے رسول ﷺ کے مقدس سینے میں وسعت پائی جاتی تھی۔“

## ۲۷۔ قلبِ اطہر

نبی آخر الزماں ﷺ کا قلبِ اطہر علوم و معارف کا گنجینہ اور انوار و تجلیاتِ الہیہ کا  
خزینہ تھا۔ چونکہ اس بے مثال قلبِ انور پر قرآن حکیم کا نزول ہونا تھا، اسے شرح صدر  
کے بعد منبجِ رشد و ہدایت بنا دیا گیا تاکہ تمام کائنات جن و انس ابدالاً بابتک اُس سے  
ایمان و ایقان کی روشنی کشید کرتی رہے۔

خود قرآن مجید کی بعض آیات اور الفاظ آقائے دو جہاں حضورِ رحمتِ عالم ﷺ  
کے قلبِ اطہر سے منسوب ہیں اور مفسرین نے ایسے مقامات کی نشاندہی بھی کی ہے۔  
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ (۳)

”قسم ہے ستارے (یعنی نورِ مبین) کی جب وہ (معراج سے) اُترے“

(۱) بیہقی، دلائل النبوة، ۳۰۴:۱

(۲) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳۳۰:۱

(۳) القرآن، النجم، ۱۱:۵۳

قاضی عیاض حضرت جعفر بن محمد سے وَالنَّجْمِ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

النجم: هو قلب محمد ﷺ۔ (۱)

نجم سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا قلبِ انور ہے۔

دوسرے مقام پر قرآن مجید نے قلبِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۖ (۲)

”جو (رسول ﷺ نے) دیکھا قلب نے اُسے جھوٹ نہ جانا (سمجھ لیا کہ یہ حق

ہے)“

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب ﷺ کے قلبِ اطہر اور سینہ

اقدس کا ایک ہی مقام پر تمثیلی پیرائے اور استعاراتی انداز میں یوں ذکر فرمایا:

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكُوتٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ

الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ۔ (۳)

”اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اُس کے نور کی مثال (جو نورِ محمدی ﷺ کی

شکل میں دُنیا میں روشن ہوا) اُس طاق (نما سینہ اقدس) جیسی ہے جس میں

چراغِ (نبوتِ روشن) ہے، (وہ) چراغِ فانوسِ (قلبِ محمدی) میں رکھا ہے۔“

امام خازن رحمہ اللہ علیہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا:

أخبرني عن قوله تعالى: مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكُوتٍ۔

”مجھے باری تعالیٰ کے ارشاد..... اس کے نور کی مثال (جو نورِ محمدی ﷺ کی شکل

میں دنیا میں روشن ہوا) اس طاق (نما سینہ اقدس) جیسی ہے..... کے بارے

میں بتائیں کہ اس سے کیا مراد ہے؟“

حضرت کعب ﷺ نے جواب دیا:

(۱) قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۲۳

(۲) القرآن، النجم، ۵۳: ۱۱

(۳) القرآن، النور، ۲۴: ۲۵

هذا مثل ضربہ اللہ لنبیہ ﷺ، فالمشکوة صدرہ، والزجاجة قلبہ، والمصباح فیہ النبوة توقد من شجر مبارکة ہی شجرة النبوة۔ (۱)  
 ”(آیت مذکورہ میں) باری تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کے متعلق ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ مشکوة سے آپ ﷺ کا سینہ اقدس مراد ہے، زجاجة سے مراد آپ ﷺ کا قلب اطہر ہے، جبکہ مصباح سے مراد وہ صفت نبوت ہے جو شجرۂ نبوت سے روشن ہے۔“

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کے مبارک سینے کو انوار و معارف الہیہ کا خزینہ بنایا۔

حضور ﷺ کا قلب منور سوز و گداز اور محبت و شفقت کا مخزن تھا۔ انسان تو انسان آپ ﷺ کسی جانور پر بھی تشدد برداشت نہ کر سکتے تھے۔ حضور رحمت عالم ﷺ انتہائی رقیق القلب تھے، دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہوتے، اُن کا غم بانٹتے اور اُن کے زخموں پر شفا کا مرہم رکھتے، ہر وقت دوسروں کی مدد کے لئے تیار رہتے، بیماروں کی عیادت فرماتے، حرفِ تسلی سے اُن کا حوصلہ بڑھاتے اور اُنہیں اعتماد کی دولت سے نوازتے۔ قرآن مجید کا فرمان ہے کہ اگر حضور ﷺ نرم دل اور رقیق القلب نہ ہوتے تو پروانوں کا ہجوم شمع رسالت کے گرد اس طرح جمع نہ ہوتا۔

ارشادِ ربانی ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا  
 مِنْ حَوْلِكَ۔ (۲)

”(اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ اُن کے لئے نرم طبع ہیں اور اگر آپ تند خو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے۔“

اقبال نے حضور ﷺ کی خوئے دل نوازی اور بندہ پروری کا ذکر اس شعر میں کس

(۱) خازن، لباب التأویل فی معانی التنزیل، ۵: ۵۶

(۲) القرآن، آل عمران، ۳: ۱۵۹

حسن و خوبی سے کیا ہے:

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں  
فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

اللہ رب العزت نے رسول اکرم ﷺ کو قلبِ بیدار عطا کیا تھا۔ حضرت عائشہ

صدقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إن عیني تنامان و لا ینام قلبی۔ (۱)

”بیشک میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔“

## ۲۸۔ بطنِ اقدس

حضورِ رحمتِ عالم ﷺ کا شکمِ اطہر سینۂ انور کے برابر تھا، ریشم کی طرح نرم اور ملائم، چاندی کی طرح سفید، چودھویں کے چاند کی طرح حسین اور چمکدار، حضرت امِ معبد رضی اللہ عنہا جنہیں دورانِ ہجرت آپ ﷺ کی میزبانی کا شرفِ لازوال حاصل ہوا، فرماتی

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۸۵، ابواب الحج، رقم: ۱۰۹۶

۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۵۰۹، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، رقم: ۷۳۷

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۳۰۲، ۷۳۸، ابواب الصلوٰۃ، رقم: ۴۳۹

۴۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۴۰، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۱۳۴۱

۵۔ نسائی، السنن، ۳: ۲۳۴، کتاب قیام الیل وتطوع النہار، رقم: ۱۶۹۷

۶۔ مالک، الموطأ، ۱: ۱۲۰، رقم: ۲۶۳

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۰۴

۸۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۱۸۶، رقم: ۲۴۳۰

۹۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱: ۳۰، رقم: ۴۹

۱۰۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۱۲۲، رقم: ۵۹۷

۱۱۔ ابونعیم، حلیۃ الأولیاء، ۱: ۳۸۴

ہیں کہ حضور ﷺ کا شکم مبارک نہ تو بہت بڑھا ہوا تھا اور نہ بالکل ہی پتلا۔ اُن سے مروی روایت کے الفاظ ہیں:

۱۔ لم تعبہ نُجْلَةٌ۔ (۱)

”حضور ﷺ پیٹ کے بڑا ہونے کے (جسمانی) عیب سے پاک تھے۔“

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ؓ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ ..... سواء البطن والصدر۔ (۲)

”اللہ کے رسول ﷺ کا شکم مبارک اور سینہ انور برابر تھے۔“

۳۔ حضرت اُم ہلال رضی اللہ عنہا تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ کے شکم اطہر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

ما رأيتُ بطن رسول الله ﷺ قط إلا ذكرت القرايطس المشنية

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱۰: ۳، رقم: ۴۲۷۴

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۴۹، رقم: ۳۶۰۵

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱

۴۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۹۵۹

۵۔ ابن جوزی، صفوة الصفوة، ۱: ۱۳۹

(۲) ۱۔ ترمذی، الشماک للحمیدی، ۳۶: ۱، رقم: ۸

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۴۱۴

۴۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۴

۷۔ ابن حبان، الثقات، ۲: ۱۴۶

۸۔ ابن جوزی، صفوة الصفوة، ۱: ۱۵۶

۹۔ نووی، تہذیب الاسماء، ۱: ۵۲

بعضہا علی بعض۔ (۱)

”میں نے حضور ﷺ کے بطنِ اقدس کو ہمیشہ اسی حالت میں دیکھا کہ وہ یوں محسوس ہوتا جیسے کاغذ تہہ در تہہ رکھے ہوں۔“

۴۔ حضور ﷺ کے شکمِ اقدس پر بال نہ تھے، ہاں بالوں کی ایک لکیر سینہ انور سے شروع ہو کر ناف پر ختم ہو جاتی تھی:

لیس فی بطنہ ولا صدرہ شعر غیرہ۔ (۲)

”اُس لکیر کے علاوہ سینہ انور اور بطنِ اقدس پر بال نہ تھے۔“

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أبيض الکشحین۔ (۳)

”رسولِ اکرم ﷺ کے دونوں پہلو سفید تھے۔“

## ایک ایمان افروز واقعہ

حضرت اُسید بن حنیر رضی اللہ عنہ بہت زندہ دل تھے، محفل میں تہذیب و شائستگی کے

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۹

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۴۱۳، رقم: ۱۰۰۶

۳۔ طرابلسی، المسند، ۱: ۲۲۵، رقم: ۱۶۱۹

۴۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۰

۵۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۶۴، رقم: ۶۳۵۷

۶۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۳: ۳۹، رقم: ۳۵۵

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۰

۲۔ طبری، تاریخ، ۲: ۲۲۱

۳۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۱۸

(۳) ۱۔ بخاری الادب المفرد، ۱: ۹۹، رقم: ۲۵۵

۲۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۲۰

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۴، ۴۱۵

دائرے میں رہتے ہوئے ایسی مزاحیہ گفتگو کرتے کہ اہل محفل کشتِ زعفران کی طرح کھل اُٹھتے اور اُن کے لبوں پر مسکراہٹیں بکھر جاتیں۔ ایک دن وہ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں کسی بات پر خوش طبعی کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے تفسن طبع کے طور پر اُن کے پہلو پر ہاتھ سے ہلکی سے چپت لگائی۔ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ عرض پیرا ہوئے: ”یا رسول اللہ! آپ ﷺ کے مارنے سے مجھے تکلیف پہنچی ہے“۔ والی کونین رضی اللہ عنہ نے اپنے صحابی کی یہ بات سنی تو فرمایا: ”اگر ایسا ہے تو تم مجھ سے اس کا بدلہ لے لو“۔ وہ صحابی جو محبتِ رسول ﷺ میں بے خود اور وارفتہ ہو رہے تھے، عرض گزار ہوئے: ”یا رسول اللہ ﷺ! جب آپ نے مجھے ہاتھ مارا تھا اُس وقت میرا جسم ننگا تھا“۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اپنی پشت اقدس پر سے قمیص مبارک اُٹھا دی اور فرمایا: لو اپنا بدلہ لے لو۔ اس پر وہ جان نثارِ رسول ﷺ وجد میں آ کر جھوم اُٹھا:

فاحتضنہ، فجعل یقبل کشحہ، فقال: بأبی أنت و أمی یا رسول  
اللہ! أردتُ هذا۔ (۱)

”پس اُس صحابی نے آپ ﷺ کے ساتھ لپٹ کر آپ ﷺ کے پہلوئے اطہر کے بوسے لینا شروع کر دیئے، اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرا مقصد صرف یہی تھا۔“

- (۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۳۲۸، رقم: ۵۲۶۲
- ۲۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۳۵۶، کتاب الأدب، رقم: ۵۲۲۳
- ۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۴۹
- ۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۰۶، رقم: ۵۵۷
- ۵۔ مقدسی، الاحادیث المختارة، ۴: ۲۷۶
- ۶۔ زیلعی، نصب الرایۃ، ۴: ۲۵۹
- ۷۔ ذہبی، سیر اعلام النبلا، ۱: ۳۳۲
- ۸۔ عسقلانی، الدرر الیوم فی تخریج احادیث الھدایۃ، ۲: ۲۳۲
- ۹۔ عجلونی، کشف الخفاء، ۴: ۵۳

## شکم اطہر پر ایک کی بجائے دو پتھر

والی کونین ﷺ کا فقر اختیاری تھا، آپ ﷺ نے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کی۔ غزوہ احزاب میں خندق کی گھدائی کے دوران صحابہ کرام ﷺ میں سے کسی نے فاقہ کی شکایت کی اور عرض کیا کہ میں نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے تو آپ ﷺ نے اپنے بطنِ اقدس سے کپڑا ہٹایا جہاں دو پتھر بندھے تھے۔ حدیث مبارکہ میں اس کا ذکر اس طرح ہوا ہے:

رفع رسول اللہ ﷺ عن بطنه عن حجرین۔ (۱)

”آپ ﷺ نے شکم اطہر سے کپڑا اٹھایا تو اُس پر دو پتھر بندھے تھے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے فقر کو غنا پر ترجیح دی، ورنہ آپ ﷺ تو ارض و سادات بلکہ کل جہاں کے تمام خزانوں کے مالک تھے اور آپ ﷺ کو رب کریم نے قاسم بنایا تھا۔ آپ ﷺ کی شانِ فقر کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کے اہل و عیال نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہ کھایا، اکثر جو کی روٹی آپ ﷺ کی غذا ہوتی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وكان أكثر خبزهم خبز الشعير۔ (۲)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۸۵، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۷۱

۲۔ ترمذی، الشمائل الحمدیہ: ۲۷، باب ماجاء فی عیش النبی ﷺ

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۵۳

۴۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۱۴: ۱۵۶

۵۔ ابن ابی عاصم، کتاب الزہد، ۱: ۱۷۵

۶۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۹۶، رقم: ۳۹۶۳

۷۔ مبارکپوری، تحفۃ الأحموزی، ۷: ۳۳

۸۔ مزنی، تہذیب الکمال، ۱۲: ۱۷۰

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۸۰، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۶۰

۲۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۹۱



”آل محمد ﷺ کی غذا اکثر و بیشتر جو کی روٹی ہوتی تھی۔“

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

و ما أكل خبزاً مرفقاً حتى مات۔ (۱)

”آپ ﷺ نے آخری دم تک تپلی روٹی نہیں کھائی۔“

۳۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما شبع رسول اللہ ﷺ من خبز شعير يومين متتابعين حتى

قبض۔ (۲)

”حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلسل دو دن جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا، یہاں

تک کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے۔“

۴۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دفعہ بعض لوگوں نے دعوت کی، اور انہیں کھانے کو

بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا، اس پر حضور ﷺ کے اُس عاشق زار کو آپ ﷺ کی حیات

طیبہ کا زمانہ یاد آ گیا اور وہ معذرت کرتے ہوئے فرمانے لگے:

خروج رسول اللہ ﷺ من الدنيا ولم يشبع من خبز الشعير۔ (۳)

..... ۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۷۵

۴۔ ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، ۳: ۳۴۲

۵۔ منادی، فیض القدر، ۳: ۱۹۹

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۶۹، کتاب الرقاق، رقم: ۶۰۸۵

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۸۱، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۶۳

۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۱۵۰، رقم: ۶۶۳۸

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۷۹، رقم: ۲۳۵۷

۲۔ طیالسی، المسند، ۱: ۱۹۸، رقم: ۱۳۸۹

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۰۶۶، کتاب الأطعمۃ، رقم: ۵۰۹۸

۲۔ ابویعلیٰ، المسند، ۸: ۳۵، رقم: ۵۵۴۱

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۳۰، رقم: ۴۶۵۸

۴۔ ازدی، مسند الریج، ۱: ۳۵۲، رقم: ۹۰۰

”حضور نبی اکرم ﷺ اس حال میں وصال فرما گئے کہ آپ نے تادم وصال جو کی روٹی بھی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔“

## ۲۹۔ ناف مبارک

آپ ﷺ اس عالم رنگ و بو میں تشریف لائے تو آپ ﷺ پیدائش کے وقت ہی کئی حوالوں سے ممتاز اور منفرد اوصاف کے حامل تھے۔ عام انسانوں کے برعکس آپ ﷺ کی پیدائش اس حال میں ہوئی کہ آپ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ تھے۔

۱۔ قاضی عیاضؒ نے ’الشفاء‘ (۴۲:۱) میں ایک روایت نقل کی ہے:

كان النبي ﷺ قد وُلِدَ مختوناً، مقطوع السرة۔

”پیشک حضور ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔“

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی سے روایت فرماتے ہیں:

وُلِدَ رسولُ الله مختوناً مسروراً یعنی مقطوع السرة، فأعجب بذلك جده عبدالمطلب، وقال: ليكونن لبنى هذا شأن

عظیم۔ (۱)

”رسول اللہ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب اس پر متعجب ہوئے اور فرمایا میرا یہ بیٹا یقیناً عظیم شان کا مالک ہوگا۔“

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان رسول ﷺ وُلِدَ مختوناً مسروراً یعنی مقطوع السرة۔ (۲)

”نبی اکرم ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔“

(۱) ۱۔ ابن عبد البر، الاستیعاب، ۱: ۵۱

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۰۳

(۲) ۱۔ ابن حبان، الثقات، ۱: ۴۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۵۷، رقم: ۴۱۷۷

## ۳۰۔ پشتِ اقدس

حضورِ رحمتِ عالم ﷺ کی پشتِ اقدس کشادہ اور خوبصورتی و دلکشی میں اپنی مثال آپ تھی، دونوں مقدس کندھوں کے درمیان مہربوت تھی۔ حضور ﷺ کی پشتِ اقدس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ (۱)  
 ”اور ہم نے آپ کا (نمِ اُمت کا وہ) بار آپ سے اُتار دیا جو آپ کی پشتِ  
 (مبارک) پر گراں ہو رہا تھا“

۱۔ حضرت محرش بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے آقائے نامدار ﷺ کو عمرہ کا احرام باندھتے ہوئے دیکھا:  
 فنظرتُ إلى ظهره كأنها سبيكة فضة۔ (۲)  
 ”میں نے آپ ﷺ کی کمر مبارک کی جانب نظر اٹھائی تو اُسے چاندی کے

..... ۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۰۳

۴۔ نووی، تہذیب الأسماء، ۱: ۵۰

۵۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۱: ۳۳۶، رقم: ۳۱۴

(۱) القرآن، الم نشرح، ۹۴: ۲، ۳

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۸۰، رقم: ۲۳۲۷۳

۲۔ نسائی، السنن، ۵: ۲۲۰، کتاب مناسک الحج، رقم: ۲۸۶۴

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۷۴، رقم: ۴۲۳۴

۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۳: ۲۳۱، رقم: ۱۳۲۳۰

۵۔ حمیدی، المسند، ۴: ۳۸۰، رقم: ۸۶۳

۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۰: ۳۲۷، رقم: ۷۷۲

۷۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۰

۸۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲

۹۔ مزنی، تہذیب الکمال، ۲۷: ۲۸۶

←

نکلنے کی طرح پایا۔“

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

و كان واسع الظهر۔ (۱)

”حضور ﷺ کی پشت مبارک کشادہ تھی۔“

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک دوسری روایت بھی مذکور ہے:

و كان طويل مسرُبة الظهر۔ (۲)

”رسول اللہ ﷺ کی ریڑھ کی ہڈی لمبی تھی۔“

## ۳۱۔ مہرِ نبوت

خالق کائنات نے اپنے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کو امتیازاتِ نبوت عطا کر کے انہیں عام انسانوں سے ممتاز پیدا کیا جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت نے عظمت و رفعت کا وہ بلند مقام عطا کیا کہ جس تک کسی فردِ بشر کی رسائی ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی جو اس حکم ایزدی کی تصدیق کرتی تھی کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری رسول ﷺ ہیں، ان کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے مقفل کر دیا گیا ہے۔ یہ مہرِ نبوت دونوں کندھوں کے درمیان ذرا بائیں جانب تھی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن سرجیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَنظَرْتُ إِلَى خَاتِمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتْفَيْهِ عِنْدَ نَاحِضِ كَتِفِهِ الْيَسْرَى۔ (۳)

”میں نے مہرِ نبوت دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کی ہڈی کے

..... ۱۰۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۲: ۳۲۳

۱۱۔ مناوی، فیض القدر، ۵: ۶۹

۱۲۔ عبدالباقی، معجم الصحابہ، ۳: ۹۰

(۱) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۴

(۲) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۴

(۳) مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۳، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۶

قریب دیکھی۔“

۲۔ حضرت علی المرتضیٰؑ کے پوتے حضرت ابراہیم بن محمد کہتے ہیں:

كان على إذا وصف رسول الله ﷺ، فذكر الحديث بطوله، وقال: بين كنتفيه خاتم النبوة وهو خاتم النبيين ﷺ۔ (۱)

”حضرت علیؑ حضور نبی اکرم ﷺ کی صفات گنواتے تو طویل حدیث بیان فرماتے اور کہتے کہ دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔“

۳۔ مہرِ نبوت خوشبوؤں کا مرکز تھی، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:

فالتقمّتْ خاتم النبوة بغيّ، فكان ينمّ عليّ مسكاً۔ (۲)

”پس میں نے مہرِ نبوت اپنے منہ کے قریب کی تو اُس کی دلتواز مہک مجھ پر غالب آ رہی تھی۔“

صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کی مہرِ نبوت کی ہیئت اور شکل و صورت کا ذکر مختلف تشبیہات سے کیا ہے: کسی نے کبوتر کے انڈے سے، کسی نے گوشت کے ٹکڑے سے اور کسی نے بالوں کے گچھے سے مہرِ نبوت کو تشبیہ دی ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ تشبیہ ہر شخص کے اپنے ذوق کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

۱۔ حضرت جابر بن سمیرہؓ روایت کرتے ہیں:

كان خاتم رسول الله ﷺ يعني الذي بين كنتفيه غدة حمراء مثل

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۹، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۸

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵

۳۔ ابن عبدالبر، التمهید، ۳: ۳۰

۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲: ۲۳۸

(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۵۳

## بیضة الحمامة۔ (۱)

”رسول اللہ ﷺ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی، جو کبوتر کے انڈے کی مقدار سرخ ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔“

۲۔ حضرت ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس مہرِ نبوت کو بالوں کے گچھے جیسا کہا۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے پشتِ مبارک پر مالش کرنے کی سعادت بخشی تو اُس موقع پر انہوں نے مہرِ اقدس کا مشاہدہ کیا۔ حضرت علیاء (راوی) نے عمرو بن اخطب سے اُس مہرِ نبوت کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا:

شعر مجتمع علی کتفہ۔ (۲)

”آپ ﷺ کے مبارک کندھوں کے درمیان چند بالوں کا مجموعہ تھا۔“

۳۔ حضرت ابو نضرۃ عوفی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سألت أبا سعيد الخدري عن خاتم رسول الله ﷺ يعني خاتم

النبوة، فقال: كان في ظهره بضعة ناشرة۔ (۳)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶۰۲: ۵، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۴

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱۰۴: ۵، رقم: ۲۱۰۳۶

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۲۰۹: ۱۴، رقم: ۶۳۰۱

۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۳۲۸: ۶، رقم: ۳۱۸۰۸

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲۰: ۲، رقم: ۱۹۰۸

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۵

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳۳۱: ۵، رقم: ۲۲۹۴۰

۲۔ حاکم، المستدرک، ۶۶۳: ۲، رقم: ۴۱۹۸

۳۔ ابویعلیٰ، المسند، ۲۳۰: ۱۲، رقم: ۶۸۴۶

۴۔ یشی، موارد الظمآن، ۵۱۴: ۱، رقم: ۲۰۹۶

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۶

(۳) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۴۶: ۱، رقم: ۲۲

۲۔ بخاری، التاريخ الکبیر، ۴۴: ۴، رقم: ۱۹۱۰

۳۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۲

”میں نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر یعنی مہر نبوت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: وہ (مہر نبوت) رسول اللہ ﷺ کی پشتِ اقدس میں ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔“

## مہر نبوتِ آخری نبی ﷺ کی علامت ہے

مہر نبوت حضور نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کی علامت ہے، سابقہ الہامی کتب میں مذکور تھا کہ نبی آخر الزماں ﷺ کی ایک علامت اُن کی پشتِ اقدس پر مہر نبوت کا موجود ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب جنہوں نے اپنی کتابوں میں پڑھ رکھا تھا اس نشانی کو دیکھ کر آپ ﷺ پر ایمان لاتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی ؓ بھی آپ ﷺ کی پشتِ اقدس پر مہر نبوت ہونے کی تصدیق کر لینے کے بعد ہی ایمان لائے تھے۔ حضرت سلمان فارسی ؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ کتبِ تاریخ و سیر میں تفصیل سے درج ہے۔ (۱)

## ۳۲۔ مبارک رانیں

حضور سرورِ کونین ﷺ کی مبارک رانیں بھی جسم کے دوسرے حصوں کی طرح سفید، چمکدار اور متناسب تھیں۔

۱۔ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ غزوہ خیبر کے لیے گئے تو ہم نے صبح کی نماز، خیبر کے نزدیک اندھیرے میں ادا کی۔ پھر حضور ﷺ سوار

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۶۹۸، رقم: ۶۵۴۴

۲۔ بزار، المسند، ۶: ۴۶۳-۴۶۵، رقم: ۲۵۰۰

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۶: ۲۲۲-۲۲۳، رقم: ۶۰۶۵

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴: ۷۵-۸۰

۵۔ ابو نعیم اصبہانی، دلائل النبوة، ۱: ۴۰

حضرت سلمان فارسی ؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ باب سوم ’سیرانِ حسنِ مصطفیٰ ﷺ‘ صفحہ ۲۷۳-۲۷۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ہوئے، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے اور میں ان کے پیچھے بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ خیبر کی گلیوں میں جا رہے تھے اور میرا گھٹنا آپ ﷺ کی ران سے لگتا تھا۔

ثم حسر الإزار عن فخذہ حتی إني أنظر الی بیاض فخذ نبی اللہ ﷺ۔ (۱)

”پھر آپ ﷺ نے اپنی ران مبارک سے تہبند ہٹائی تو میں نے آپ ﷺ کی ران مبارک کی سفیدی دیکھی۔“

محدثین کرام نے بیان کیا ہے کہ جب تاجدارِ کائنات ﷺ محفل میں جلوہ افروز ہوتے تو بعض کے اقوال کے مطابق رانیں شکم اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں لیکن بعض محدثین کا کہنا ہے کہ کبھی حضور ﷺ پر زور دے کر بھی تشریف فرما ہوتے۔

حضرت ابوامامہ حارثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یجلس القرفصاء۔ (۲)  
 ”رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو رانیں شکم اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں۔“

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۱۴۵، ابواب الصلوٰۃ فی الثیاب، رقم: ۳۶۴

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۴۴، کتاب الزکاح، رقم: ۱۳۶۵

۳۔ نسائی، السنن، ۶: ۱۳۲، کتاب الزکاح، رقم: ۳۳۸۰

۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۲۲۹، رقم: ۳۰۵۵

۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۷۸

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۷۳، رقم: ۷۹۴

۲۔ ترمذی نے الشماائل الحمیدیہ (۱: ۱۱۵، رقم: ۱۲۸) میں قبلہ بنت مخرمہ سے روایت لی

ہے۔

۳۔ بیہقی نے السنن الکبریٰ (۳: ۲۳۵، رقم: ۵۷۰۷) میں قبلہ بنت مخرمہ سے روایت

لی ہے۔

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۴۰

۵۔ ابن قیم نے زاد المعاد، ۱: ۱۷۰ میں قبلہ بنت مخرمہ سے روایت لی ہے۔

## ۳۳۔ زانوائے مبارک

آقائے کائنات ﷺ کے جوڑوں کی ہڈیاں بھی موزونیت، اعتدال اور وجاہت کی آئینہ دار تھیں۔ کتب احادیث و سیر میں جا بجا اُن کی جلالت اور عظمت کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ..... ضخم الکرادیس۔ (۱)  
 ”حضور ﷺ کے گھٹنے پر گوشت تھے۔“

۲۔ ایک روایت میں مذکور ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ..... جلیل المشاش۔ (۲)  
 ”حضور ﷺ کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔“

(۱) ۱۔ ترمذی، الشماک الملحمیہ، ۳۱:۱، رقم: ۵

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۹۶:۱

۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۲۴۴:۱

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۱۶:۶

۵۔ حلبی، السیرة الحلبیہ، ۳:۳۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الشماک الملحمیہ، ۳۳:۱، رقم: ۷

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۱۱۱

۳۔ ابن ہشام، السیرة النبویہ، ۲:۲۴۸

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۶:۲۹

۵۔ ابن جوزی، الوفا، ۶:۲۰۶

۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵

۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۴۹، رقم: ۱۴۱۵

## ۳۴۔ مبارک پنڈلیاں

حضور ﷺ کی مبارک پنڈلیاں نرم و گداز، چمکدار اور خوبصورت تھیں، باریک تھیں، موٹی نہ تھیں۔ صحابہ کرام ﷺ حصول برکت اور اظہارِ محبت کے لئے آقا ﷺ کی مبارک پنڈلیوں کو مس کرتے اور اُن کا بوسہ لینے کا اعزاز حاصل کرتے۔

۱۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آقائے محتشم رضی اللہ عنہ اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے تو مجھے حضور ﷺ کی مبارک پنڈلیاں کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ چشم تصور میں آج بھی اس منظر کی یاد اسی طرح تازہ ہے:

کأني أنظر إلی وبیص ساقیه۔ (۱)

”گویا میں آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔“

۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان فی ساقی رسول اللہ ﷺ حموشة۔ (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۷۳

۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۶۰، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۵۰۳

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۳۷۶، ابواب الصلوٰۃ، رقم: ۱۹۷

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۸

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۱۵۳، رقم: ۲۳۹۴

۶۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۴: ۳۲۶، رقم: ۲۹۹۵

۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۱۵۶، رقم: ۵۲۸۵

۸۔ عبدالرزاق، المصنف، ۱: ۴۶۷، رقم: ۱۸۰۶

۹۔ ابو عوانہ، المسند، ۲: ۵۰

۱۰۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۰۲، رقم: ۲۳۹

۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۰، رقم: ۴۵۱

←

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۵

”حضور ﷺ کی مبارک پنڈلیاں پتلی تھیں۔“

۳۔ سو اونٹوں کے لالچ نے سراقہ کو کاروان ہجرت کے تعاقب پر اُکسایا۔ اس تعاقب کے دوران انہیں تاجدارِ کائنات ﷺ کی مبارک پنڈلیوں کی زیارت ہوئی۔ وہ اپنے احساسات یوں بیان کرتے ہیں:

فلما دنوتُ منه و هو علی ناقته، جعلتُ أنظر إلی ساقه كأنها جمارۃ۔ (۱)

”پس جب میں حضور ﷺ کے قریب پہنچا، اُس وقت آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے، تو مجھے آپ ﷺ کی پنڈلی کی زیارت ہوئی، یوں لگا جیسے کھجور کا خوشہ پردے سے باہر نکل آیا ہو۔“

## ۳۵۔ قد میں شریفین

حضور رحمتِ عالم ﷺ کے قد میں شریفین نرم و گداز، پُر گوشت، دلکش و خوبصورت اور مرتع جمال و زیبائی تھے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ ؓ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ كان أحسن البشر قدماً۔ (۲)

..... ۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۹۷

۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۲، رقم: ۴۱۹۶

۴۔ ابویعلیٰ، المسند، ۱۳: ۴۵۳، رقم: ۴۷۵۸

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۴۴، رقم: ۲۰۲۴

(۱) ۱۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۱۲

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷: ۱۳۴، رقم: ۶۶۰۲

۳۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۷

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۲۴

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۹



”حضور ﷺ کے قدیم شریفین تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے۔“

۲۔ حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ہند بن ابی ہالہ اور دیگر متعدد صحابہ کرام ﷺ روایت کرتے ہیں:

كان النبي ﷺ نشن القدمين و الكفين۔ (۱)

”حضور ﷺ کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں مبارک پر گوشت تھے۔“

۳۔ حضرت انس ﷺ اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں:

كان النبي ﷺ ضخم القدمين۔ (۲)

”نبی اکرم ﷺ کے قدیم مقدسہ اعتدال کے ساتھ بڑے تھے۔“

۴۔ صحابہ کرام ﷺ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کے قدیم شریفین دیکھنے میں ہموار دکھائی دیتے تھے:

..... ۲۔ ابن اسحاق، السيرة، ۲: ۱۲۲

۳۔ سیوطی، الجامع الصغير، ۱: ۲۵، رقم: ۷

۴۔ سیوطی، الخصائص الكبرى، ۱: ۱۲۸

۵۔ صالحی، سبل الهدى والرشاد، ۲: ۷۹

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۸

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۷

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۲۷

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۱۷، رقم: ۶۳۱۱

۵۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۱: ۴۱۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۸

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲۵

۳۔ رویانی، المسند، ۲: ۲۸۳، رقم: ۱۳۶۲

۴۔ ابویعلیٰ، المسند، ۵: ۲۵۶، رقم: ۲۸۷۵

۵۔ ابن سعد نے ’الطبقات الكبرى (۱: ۴۱۴)‘ میں حضرت انس ﷺ کے حوالے سے یہ

روایت بیان کی ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ ..... مسیح القدمین۔ (۱)

”حضور ﷺ کے قدمین شریفین ہموار اور نرم تھے۔“

## ۳۶۔ انگلستانِ پامبارک

حضور نبی اکرم ﷺ کے مبارک پاؤں کی انگلیاں حسن اعتدال اور حسن تناسب کے ساتھ قدرے لمبی تھیں۔ حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھے اپنے والد گرامی کی معیت میں حضور رحمتِ عالم ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور دستِ اقدس میں چھڑی تھی۔ میرے والد گرامی نے آپ ﷺ کے مبارک پاؤں کو تھام لیا اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ اُس وقت مجھے حضور ﷺ کے قدمین شریفین کی انگلیوں کی زیارت نصیب ہوئی:

فما نسیئُ فیما نسیئُ طول أصبع قدمه السبابة علی سائر  
أصابعه۔ (۲)

(۱) ۱۔ ترمذی، اشمال الحمدیہ، ۳۷: ۱

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۵۶: ۲۲، رقم: ۱۴۱۴

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۱۵۵: ۲، رقم: ۱۴۳۰

۴۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۲۷۳: ۸

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۳۵: ۱، رقم: ۲۴

۶۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۲۸۷: ۱

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴۲۲: ۱

۸۔ ابن کثیر البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۳۲: ۶

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳۶۶: ۶

۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۴۵: ۷، رقم: ۱۳۶۰۲

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۸: ۸، رقم: ۳۰۴

۴۔ عسقلانی، الاصابہ، ۱۳۳: ۸، رقم: ۱۱۷۸۶

”پس میں آج تک حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کی سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) کا دوسری انگلیوں کے مقابلہ میں حسن طوالت نہیں بھولی۔“

## ۳۷۔ مبارک تلوے

آقائے دو جہاں ﷺ کے مبارک تلوے قدرے گہرے تھے، زمین پر نہ لگتے تھے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ ..... شثن القدمين ..... خمسان الأخمصين۔ (۱)

”رسول اللہ ﷺ کے قدمین مقدسہ پر گوشت تھے اور تلوے قدرے گہرے تھے۔“

ایک دوسری روایت میں تلووں کے برابر ہونے کا ذکر بھی ہے:

كان ..... يطاءً بقدمه جميعاً ليس لها أخصص۔ (۲)

”حضور ﷺ چلتے وقت پورا پاؤں زمین پر لگاتے، کوئی حصہ ایسا نہ ہوتا جو زمین پر نہ لگتا۔“

ان روایات کی محدثین نے جو تطبیق کی ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ تلووں

(۱) ۱۔ ترمذی، الشماک الحمدیہ، ۳۷: ۱، رقم: ۸

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۱۵۵: ۲، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۳۵: ۱، رقم: ۲۴

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴۲۲: ۱

۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۳۲: ۶

(۲) ۱۔ بخاری، الأدب المفرد، ۳۹۵: ۱، رقم: ۱۱۵۵

۲۔ پیشی، مجمع الزوائد، ۲۸۰: ۸

۳۔ بیہقی، دلائل النبۃ، ۲۴۵: ۱

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲۲: ۱۹: ۶

کی گہرائی معمولی سی تھی اس لئے حضور ﷺ خرامِ ناز سے آہستہ قدم اٹھاتے تو پاؤں کے تلوے زمین پر نہ لگتے، لیکن جب زور سے قدم اٹھاتے اور قدرے سختی سے پاؤں زمین پر رکھتے تو تلوے بھی نقوشِ پا میں شامل ہو جاتے۔

## ۳۸۔ مبارک ایڑیاں

حضور ﷺ کے قد میں شریفین کی ایڑیاں بھی مرتعِ حسن و جمال تھیں، ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ ..... منهوس العقبين۔ (۱)

”رسولِ اکرم ﷺ کی مبارک ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔“

## ۳۹۔ قد میں شریفین کی برکات

جس پتھر پر سیدنا ابراہیم عليه السلام اپنا قدم مبارک رکھ کر تعمیر کعبہ کرتے رہے وہ آج بھی صحنِ کعبہ میں مقامِ ابراہیم کے اندر محفوظ ہے۔ سیدنا ابراہیم عليه السلام کے قدموں کے لگنے سے وہ پتھر گداز ہوا اور اُن قدموں کے نقوش اُس پر ثبت ہو گئے۔ اللہ رب العزت

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۰، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۹

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۸، ۳۹، رقم: ۹

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۸۶

۴۔ طیالسی، المسند، ۱: ۱۰۳، رقم: ۷۶۵

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۰، رقم: ۱۹۰۴

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۱۶

۷۔ ابن کثیر، الہدایہ والنہایہ، ۶: ۱۷، ۲۲

۸۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۴

نے اپنے حبیب ﷺ کے مبارک قدموں کو بھی یہ معجزہ عطا فرمایا کہ اُن کی وجہ سے پتھر نرم ہو جاتے۔ آپ ﷺ کے قدم مبارک کے نشان بعض پتھروں پر آج تک محفوظ ہیں۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا مَشَى عَلَى الصَّخْرِ غَاصَتْ قَدَمَاهُ فِيهِ وَ  
أَثَرَتْ۔ (۱)

”جب حضور نبی اکرم ﷺ پتھروں پر چلتے تو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کے نیچے وہ نرم ہو جاتے اور قدم مبارک کے نشان اُن پر لگ جاتے۔“

۲۔ حضور ﷺ کے قد میں شریفین بڑے ہی بابرکت اور منبع فیوضات و برکات تھے۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ عرفہ سے تین میل دور مقام ذی المجاز میں تھے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پانی طلب کرتے ہوئے کہا:

عَطَشْتُ وَ لَيْسَ عِنْدِي مَاءٌ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَ ضَرَبَ بِقَدَمِهِ  
الْأَرْضَ، فَخَرَجَ الْمَاءُ، فَقَالَ: اشْرَب۔ (۲)

”مجھے پیاس لگی ہے اور اس وقت میرے پاس پانی نہیں، پس حضور ﷺ اپنی سواری سے اترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: (اے چچا جان!) پی لیں۔“

جب انہوں نے پانی پی لیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اپنا قدم مبارک اُسی جگہ رکھا

(۱) ۱۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۲۸۲

۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۷، رقم: ۹

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۵۲، ۱۵۳

۲۔ ابن جوزی، صفوة الصفوہ، ۱: ۷۶

۳۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۱۷۰

۴۔ خفاجی، نسیم الریاض، ۳: ۵۰۷

تو وہ جگہ باہم مل گئی اور پانی کا اخراج بند ہو گیا۔

۳۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی عیادت فرمائی اور اپنے مبارک پاؤں سے ٹھوکر ماری جس سے وہ مکمل صحت یاب ہو گئے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

فضر بنی برجله، و قال: ”اللهم اشفه، اللهم عافه“ فما اشتکیت وجعی ذالک بعد۔ (۱)

”پس حضور نبی اکرم ﷺ اپنا مبارک پاؤں مجھے مارا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اسے شفا دے اور صحت عطا کر۔ (اس کی برکت سے مجھے اسی وقت شفا ہو گئی اور) اس کے بعد میں کبھی بھی اس بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔“

۴۔ آپ ﷺ کے قدم مبارک اگر کسی ست رفتار کمزور جانور کو لگ جاتے تو وہ تیز رفتار ہو جاتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر اپنی اؤٹنی کی ست رفتاری کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیدہ لقد رأیتھا تسبق القائد۔ (۲)

قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس کے بعد وہ

(۱) ۱۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۲۶۱، رقم: ۱۰۸۹۷

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۶۰، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۶۳

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۸۳، ۱۰۷

۴۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۱، رقم: ۱۴۳

۵۔ ابویعلیٰ، المسند، ۱: ۳۲۸، رقم: ۴۰۹

۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۷: ۳۵۷

(۲) ۱۔ ابوعوانہ، المسند، ۳: ۴۵، رقم: ۴۱۴۵

۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۲۳۵، رقم: ۱۴۱۳۲

۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۱۹۳، رقم: ۲۷۲۹

ایسی تیز ہوگئی کہ کسی کو آگے بڑھنے نہ دیتی۔“

۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اُونٹ کو بھی آپ ﷺ نے غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر اپنے مبارک قدموں سے ٹھوکر لگائی تھی، جس کی برکت سے وہ تیز رفتار ہو گیا تھا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

فضر به برجله و دعا له، فسار سیراً لم یسر مثله۔ (۱)

”تو آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی اور ساتھ ہی دُعا فرمائی، پس وہ اتنا تیز رفتار ہوا کہ پہلے کبھی نہ تھا۔“

جب حضور ﷺ نے دوبارہ اُن سے دریافت کیا کہ اب تیرے اُونٹ کا کیا حال ہے تو انہوں نے عرض کیا:

بخیر قد أصابته برکتک۔ (۲)

”بالکل ٹھیک ہے، اُسے آپ صلی اللہ علیک وسلم کی برکت حاصل ہو گئی ہے۔“

## ۴۰۔ قد زیائے محمد ﷺ

حضور ﷺ کا قد و قامت بھی حسنِ تناسب کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا۔ عالم تنہائی میں ہوتے تو دیکھنے والے کو محسوس ہوتا کہ سرورِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ میانہ قد کے مالک

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۹۹

۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۲۲۱، کتاب المساقاة، رقم: ۱۵

۳۔ نسائی، السنن، ۷: ۲۹۷، کتاب البیوع، رقم: ۴۶۳۷

۴۔ ابن حبان، ۱۴: ۴۵۰، رقم: ۶۵۱۹

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۳۳۷، رقم: ۱۰۶۱۷

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۰۸۳، کتاب الجہاد والسیر، رقم: ۲۸۰۵

۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۲۲۱، کتاب المساقاة، رقم: ۱۵

۳۔ ابوعوانہ، المسند، ۳: ۲۳۹، رقم: ۴۸۴۳

ہیں اور اگر اپنے جاں نثاروں کے جھر مٹ میں ہوتے تو حضور ﷺ سب سے بلند اور نمایاں دکھائی دیتے۔ ظاہری حسن میں بھی کوئی آپ ﷺ کی مثل نہ تھا، قامت و دکشی اور رعنائی و زیبائی میں بھی سب سے ممتاز نظر آتے تھے۔

۱۔ حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا اپنے تاثرات یوں بیان کرتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ ربعة لا تشنؤه عين من طول، و لا تقتمه عين من قصر، غصن بين غصنين، فهو أنضر الثلاثة منظراً، و أحسنهم قدماً۔ (۱)

”حضور ﷺ کا قدِ انور نہایت خوبصورت میاں تھا، نہ ایسا طویل کہ دیکھنے والے کو پسند نہ آئے اور نہ ایسا پست کہ حقیر دکھائی دے۔ (قدِ انور) دو شاخوں کے درمیان تروتازہ (شگفتہ) شاخ کے مانند تھا اور آپ ﷺ دیکھنے میں تینوں (حضور ﷺ، یارِ غار سیدنا صدیق اکبر ﷺ اور عامر بن فہیرہ ﷺ) میں سب سے زیادہ بارونق اور قد کے اعتبار سے حسین دکھائی دے رہے تھے۔“

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے:

وما مشى مع أحد إلا طاله۔ (۲)

”آپ ﷺ ساتھ چلنے والے سے بلند قامت نظر آتے تھے۔“

(۱) ۱۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۴۶

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱۱: ۳، رقم: ۴۲۷۴

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲۳۱: ۱

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة)، ۱۹۲: ۳

۵۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۵۶: ۳

(۲) ۱۔ ابن عساکر، السیرة النبویہ، ۱۵۴: ۳

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱۱۶: ۱

۳۔ حلبی، السیرة الحلبیہ، ۴۳۴: ۳

۴۔ انصاری، غایۃ السؤل فی خصائص الرسول، ۱: ۳۰۶

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے قد زیبا کے بارے میں فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أحسن الناس قواماً، و أحسن الناس

وجهاً۔ (۱)

”حضور ﷺ قامتِ زیبائی اور چہرہ اقدس کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ

حسین تھے۔“

احادیث میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ ہجوم میں ہوتے تو سب سے نمایاں دکھائی دیتے، مجلس میں جلوہ فرما ہوتے تو بھی اہل محفل میں سر بلند نظر آتے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

كان إذا جلس يكون كتفه أعلى من الجالس۔ (۲)

”جب حضور ﷺ (کسی مجلس میں) بیٹھتے تو حضور ﷺ کے شانے مبارک دوسرے

بیٹھنے والوں سے بلند ہوتے۔“

## نمایاں قد کی حکمتیں

۱۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و لعل السر في ذلك أنه لا يتناول عليه أحد صورة كما لا

يتناول عليه معنی۔ (۳)

”حکمت اس میں یہ ہے کہ جس طرح باطنی محامد و محاسن میں حضور ﷺ سے

کوئی بلند نہیں، اسی طرح ظاہری قد و قامت میں بھی کوئی آپ ﷺ سے بڑھ

نہیں سکتا۔“

سب سے نمایاں اور سر بلند ہونے کی دوسری حکمت یہ ہے:

(۱) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۵۷

(۲) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۱۳

(۳) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۱۳

فی الطول مزیة خص بها تلویحاً بأنه لم یکن أحد عند ربه أفضل منه لا صورةً ولا معنیً۔ (۱)

”یہ بلندی اس لئے تھی کہ ہر ایک پر یہ بات آشکار ہو جائے کہ اللہ رب العزت کے ہاں ظاہری و باطنی احوال میں اُس ذاتِ اقدس (رسولِ کائنات ﷺ) سے بڑھ کر کوئی افضل نہیں۔“

۲۔ امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و لم یخلق أطول من غیره لخروجه عن الاعتدال الأكمل المحمود، و لكن جعل الله له هذا فی رأى العین معجزة خصه الله تعالى بها، لئلا یرى تفوق أحد علیه بحسب الصورة، و لیظهر من بین أصحابه تعظیماً له بما لم یسمع لغيره، فإذا فارق تلك الحالة زال المحذور و علم التعظیم فظهر كما له الخلقى۔ (۲)

”حضور ﷺ کا قدر انور زیادہ طویل پیدا نہیں کیا گیا کیونکہ حد سے زیادہ طویل ہونا اعتدال کے منافی ہے اور قابلِ تعریف نہیں۔ ہاں اس کے باوجود اللہ رب العزت نے دیکھنے والی آنکھوں میں یہ بات پیدا کر دی تھی کہ حضور ﷺ بلند نظر آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت اس لئے عطا کی تھی کہ کوئی صورت کے لحاظ سے بھی حضور ﷺ سے بلند دکھائی نہ دے اور آپ ﷺ کی تعظیم میں اضافہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ ضرورت نہ رہتی تو حضور ﷺ اس کمال پر دکھائی دیتے جس پر آپ ﷺ کی تخلیق ہوئی تھی۔“

۳۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو حضور ﷺ کے قدر انور کو طویل پیدا فرما دیتا، لیکن ربِ قادر نے حضور ﷺ کو میانہ قدر ہی عطا فرمایا، البتہ یہ آپ ﷺ کا اعجاز تھا کہ دیکھنے والے محسوس کرتے کہ آپ ﷺ سب سے سر بلند ہیں اور کوئی آپ ﷺ کی نظیر نہیں۔

(۱) ملا علی قاری، شرح الشفا، ۱: ۱۵۳

(۲) خفاجی، نسیم الریاض، ۱: ۵۲۱

أن ذلك يرى في أعين الناظرين فقط، وجسده باق على أصل خلقته، على حد ..... فمثل ارتفاعه المعنوي في عين الناظر، فرآه رفعةً حسيّةً۔ (۱)

”حضور ﷺ صرف لوگوں کی نظروں میں بلند دکھائی دیتے لیکن حضور ﷺ کا جسم اطہر اس حال میں بھی اصل خلقت پر (میانہ) ہی رہتا۔ ..... پس حضور ﷺ کی رفعتِ معنوی کو ہی اللہ رب العزت نے دیکھنے والے کی آنکھ میں رفعتِ حسی بنا دیا تھا۔“

امام زرقانی رحمہ اللہ علیہ مزید رقمطراز ہیں:

و ذلك كى لا يتناول عليه أحد صورةً، كما لا يتناول معنًى۔ (۲)

”اور ایسا اس لئے تھا تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ جس طرح معنوی اور باطنی لحاظ سے آپ ﷺ سے زیادہ کوئی بلند نہیں اسی طرح ظاہر میں بھی آپ ﷺ سے کوئی بڑھ نہیں سکتا۔“

(۱) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۸۵

(۲) شرح زرقانی المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۸۵